مَرْغوبُ الأدِلّة

بالأحاديثِ النَّبويّة على مَسلكِ الحنفيّة

۴

۱۷ مسائل پر مشتمل ۱۱ رسائل کا مدلل مجموعہ

- عورتوں کا نماز کے [illegible] جانا
- مرد اور عورتوں کی نماز میں فرق
- جنازہ کے چار مسائل اور ان کے دلائل
- ٹوپی
- توسل کا ثبوت وجواز
- ایصال ثواب
- قبلہ کی عظمت
- مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دو سے؟
- مَرغوبُ المقال في تشريح 'لا تُشَدُّ الرِّحالُ'
- الأحاديث النبوية في أيام الأُضحية
- حج کے چار مسائل

مولانا مرغوب احمد لاجپوری

ZAM ZAM PUBLISHERS
زمزم پبلشرز

مرغوب الادلّة باحاديث النّبويّه

علی مسلک الحنفیّة : ج۴

۱۷/مسائل پر مشتمل:۱۱/رسائل کا مدلل مجموعہ:

عورتوں کا نماز کے لئے مسجد جانا	مرد اور عورتوں کی نماز میں فرق	جنازہ کے چار مسائل........
ٹوپی..................	توسل کا ثبوت وجواز	ایصال ثواب........ / قبلہ کی عظمت........
مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دو سے؟............	مرغوب المقال فی تشریح لا تُشد الرحال	
احادیث النّبویّة فی ایّام الاضحیّة..........	حج کے چار مسائل..............................	

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

اجمالی فہرست

۱	عورتوں کا نماز کے لئے مسجد جانا.............	۲۷
۲	مرد اور عورتوں کی نماز میں فرق...............	۵۸
۳	جنازہ کے چار مسائل اور ان کے دلائل......	۹۳
۴	ٹوپی..	۱۳۱
۵	توسل کا ثبوت وجواز..........................	۱۶۶
۶	ایصال ثواب...................................	۲۳۶
۷	قبلہ کی عظمت..................................	۲۵۷
۸	مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دو سے؟.............	۳۰۳
۹	مرغوب المقال فی تشریح لا تُشد الرحال.	۳۱۹
۱۰	احادیث النّبویّة فی ایّام الاضحیّة........	۳۴۶
۱۱	حج کے چار مسائل...........................	۳۶۰

فہرست رسالہ ’’عورتوں کا نماز کے لئے مسجد جانا‘‘

مقدمہ......عورت بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے	۲۸
’’پہلی جاہلیت‘‘ سے اشارہ ہے کہ ایک جاہلیت آخر میں آنے بھی والی ہے...	۲۸
جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ..................	۲۹
کسی حدیث میں عورتوں کو مسجد آنے کی ترغیب نہیں دی گئی...................	۳۰
ایک ضروری وضاحت..	۳۴
عورت کی نماز گھر کے اندر کی کوٹھری میں افضل ہے..........................	۳۵
ام حمید رضی اللہ عنہا کا سوال اور آپ ﷺ کی خواہش..........................	۳۵
عورتوں کی سب سے اچھی مسجد ان کے گھر کا گوشہ ہے..........................	۳۷
عورت کی پسندیدہ نماز وہ ہے جو گھر کی اندھیری کوٹھری میں پڑھی جائے......	۳۸
عورت کی کوئی عبادت اپنی کوٹھری سے بہتر نہیں..............................	۳۸
عورتوں کو مسجد سے نہ روکو مگر ان کا گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہے...........	۳۹
اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہننے اور مسجد میں مٹکنے سے روک دو......	۳۹
عورتوں کو مسجد سے روک دیتے‘ جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں...	۴۰
بنی اسرائیل کی عورتیں کیوں مسجد سے روک دی گئیں؟..........................	۴۱
حیض بنی اسرائیل کی بیٹیوں پر، پھر’’ علی بنی اسرائیل ‘‘ کیوں فرمایا؟.......	۴۲
حیض کی ابتدا تو حضرت حواء علیہا السلام سے شروع ہوئی، پھر..................	۴۲
عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے........	۴۴
خیر کے زمانہ میں بھی مرد مسجد میں جاتے تھے، اور عورتیں گھر میں رہتی تھیں.....	۴۴
عورتوں کے لئے مسجد میں جانے کے شرائط..................................	۴۶

(۱)......عورت، مسجد جانا چاہے تو شوہر سے اجازت لے کر جائے............	۴۶
(۲)......اللہ تعالی کی بندیوں کو مسجدوں سے نہ روکو، الا یہ کہ میلی کچیلی ہوں....	۴۶
(۳)......عورت جب نماز کے لئے نکلے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے................	۴۷
عورت کی عطر کی خوشبو لوگوں تک پہنچے تو یہ عورت گویا زانیہ ہے................	۴۸
جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف نکلے اس کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی........	۴۸
شوہر کو چاہئے کہ عورت کو رات میں اجازت دے تا کہ پردہ کا اہتمام ہو........	۴۹
(۴)......مرد اور عورتوں کے دروازے علیحدہ ہوں........................	۴۹
(۵)......مردوں سے اختلاط نہ ہو..............................	۵۰
آپ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز کے بعد فوراً اٹھ جاتی تھیں........	۵۰
(۶)......عورتیں اپنا سر اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک کہ مرد بیٹھ نہ جائیں	۵۱
(۷)......نماز کے بعد فوراً عورتیں اپنی چادروں میں لپٹ کر واپس ہو جاتی...	۵۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورت کے مسجد جانے پر غیرت آتی تھی اور مکروہ سمجھتے تھے	۵۳
(۸)...... بوڑھی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں...........	۵۳
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے.....	۵۴
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکال دیتے.......	۵۴
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیویاں عیدین کے لئے نہیں نکلتی تھیں..........	۵۵
حضرت عروہ رحمہ اللہ عورتوں کو عیدین کے لئے نہیں جانے دیتے تھے........	۵۵
حضرت قاسم نو جوان عورتوں کو عیدین کے لئے نہیں جانے دیتے تھے.......	۵۵
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو عیدین کے لئے جانا مکروہ ہے...	۵۶
حرمین شریفین میں عورتوں کی نماز........................	۵۶

فہرست رسالہ ’’مرداورعورتوں کی نماز میں فرق‘‘

مقدمہ..	۵۹
مرداورعورتوں کے احکام میں فرق کی ساٹھ(۶۰) مثالیں..............................	۵۹
تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے میں فرق........................	۶۴
مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اورعورت سینے تک........................	۶۴
آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ:عورت اپنا ہاتھ سر کے قریب تک لے جائے...	۶۴
حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتی تھیں.......	۶۵
عورت تکبیر کہتے وقت مرد کی طرح ہاتھ نہ اٹھائے........................	۶۷
سجدہ اور بیٹھنے میں فرق........................	۶۷
عورت سے آپ ﷺ کا حکم کہ:جب سجدہ کروتو اپنے جسم کو ملا لیا کرو......	۶۷
عورت نماز میں ران، ران پر رکھے،اورسجدہ میں پیٹ ران سے ملالے.......	۶۸
عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور پیٹ سے رانوں کو ملائے.........	۶۹
عورت سجدہ خوب سمٹ کر کرے........................	۶۹
عورتیں خوب سمٹ کر(یعنی رانوں کو پیٹ سے ملاکر) سجدہ کریں............	۷۰
عورتوں کو حکم دیا گیا کہ نماز میں سرین کے بل بیٹھیں........................	۷۰
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نماز میں چہارزانو بیٹھتی تھیں........................	۷۰
عورت سجدہ میں پیٹ رانوں سے چپکالے،اورسرین کواوپر نہ اٹھائے.......	۷۰
مرد کا عورت کی طرح سجدہ میں پیٹ کورانوں پر رکھنا مکروہ ہے...........	۷۱
لباس میں فرق..	۷۱

عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے اللہ تعالی قبول نہیں فرماتے........................	۷۱
بالغہ لڑکی کی نماز بغیر دوپٹے کے جائز نہیں..............................	۷۲
عورت کی نماز دوپٹہ اور ایسے کرتہ میں جو پاؤں تک چھپالے جائز ہے.........	۷۲
ہم نماز پڑھتی تھیں دوپٹہ اور لمبے کرتہ میں جو پاؤں کوڈھک لیتا تھا.............	۷۲
ایک عورت کا سوال کہ: میرا دامن لمبا ہوتا ہے............................	۷۳
لقمہ دینے میں فرق..	۷۳
مردوں کے لئے تسبیح ہے،اورعورتوں کے لئے تالی بجانا..........................	۷۳
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم..	۷۴
عورت سمٹ کر نماز پڑھے..	۷۴
عورت اور مرد کے صف بنانے میں فرق..	۷۵
عورتوں کی صفوں میں بہتر آخری صف اور بدتر پہلی صف ہے......................	۷۵
جماعت کی نماز کے متعلق مرد اور عورت میں فرق...............................	۷٦
عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے.........	۷٦
عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو..........................	۷٦
امامت کے متعلق مرد وعورت کا فرق...	۷۷
خبردار کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے..	۷۷
مرد جب عورتوں کی اطاعت کریں گے تو ہلاک ہوجائیں گے........................	۷۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: عورت امامت نہ کرے......................	۷۸
عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے..........................	۷۸

امامت میں قیام کی جگہ کا فرق	۷۸
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امامت میں درمیان صف میں کھڑی ہوتیں.......	۷۸
عورت، عورتوں کی امامت درمیان میں کھڑی ہوکر کرے	۷۹
اذان اور اقامت میں فرق	۸۰
عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے	۸۰
نماز جمعہ میں مرد وعورت کا فرق	۸۱
جمعہ کی نماز: غلام، عورت، بچے، بیمار پر واجب نہیں	۸۱
جمعہ کی نماز: عورت، غلام، مسافر اور بیمار پر واجب نہیں	۸۲
نماز جنازہ میں مرد وعورت کا فرق	۸۳
قبرستان دفنانے جانے کے بارے میں مرد وعورت کا فرق	۸۴
عورت کے قبرستان دفنانے جانے پر سخت وعید	۸۴
''عورتوں کے میت کے ساتھ قبرستان جانے پر آپ ﷺ کی ناگواری......	۸۶
''صلوا کما رأیتمونی أصلی'' کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے؟..	۸۷
اس حدیث کے مخاطب مرد ہے نہ کہ عورت، ایک بہترین استدلال	۹۰
حضرت ام درداء رحمہا اللہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں، دوسرا شبہ.......	۹۱
ایک نکتہ	۹۲

فہرست رسالہ ’’جنازہ کے چار مسائل اوران کے دلائل‘‘

(۱)......نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں	۹۴
نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کا اٹھانا	۹۵
آپ ﷺ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے	۹۶
ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے	۹۷
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے	۹۷
حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے	۹۸
حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے	۹۸
حضرت حسن بن عبیداللہ رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے	۹۹
حضرت سوید رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے	۹۹
(۲)......نماز جنازہ میں قرأت	۱۰۰
پیش لفظ	۱۰۱
آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جنازہ میں اخلاص کے ساتھ دعا کرو	۱۰۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں حمد، درود اور دعا پر اکتفا فرماتے	۱۰۳
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں دعا پڑھتے تھے	۱۰۴
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے	۱۰۵
فرمان ابن مسعود رضی اللہ عنہ: نماز جنازہ میں جو بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو	۱۰۵
نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قرأت نہیں ہے	۱۰۶
حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز جنازہ میں قرائت نہیں	۱۰۶

نماز جنازہ میں: حمد، درود، دعا اور سلام..	۱۰۷
نماز جنازہ میں: حمد، درود، دعا اور سلام..	۱۰۷
نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے..	۱۰۸
حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے............	۱۰۸
ہم نے نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بارے میں نہیں سنا................	۱۰۹
حضرت ابن طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ قرأت کا انکار کرتے تھے......	۱۰۹
بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نماز جنازہ میں قرأت کو نہیں جانتا....	۱۰۹
محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے........	۱۱۰
سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے................	۱۱۰
نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت چاہنے پر جواب دیا: نہیں........	۱۱۱
خاتمہ...... چند مفید باتیں..	۱۱۲
(۳)...... مسجد میں نماز جنازہ..	۱۱۶
پیش لفظ..	۱۱۷
آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ، جنازہ پڑھنے کی جگہ میں پڑھائی........	۱۱۹
زانی کو جنازہ کی جگہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا............	۱۱۹
آپ ﷺ جنازہ کی جگہ میں ہمیشہ نماز جنازہ پڑھاتے........................	۱۲۰
عہد نبوی ﷺ میں کسی کی بھی نماز جنازہ مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی........	۱۲۰
آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مصلی جنائز میں پڑھی......	۱۲۱
حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ قبرستان میں ہوئی..	۱۲۱

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے..............	۱۲۲
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے......................	۱۲۲
حضرات تابعین رحمہم اللہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے......................	۱۲۳
عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے سپاہی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے....	۱۲۴
مروان کے سپاہی لوگوں کو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے تھے.........	۱۲۴
(۴)......نماز جنازہ اور دعائے ثنا..	۱۲۵
قرآن کریم سے ثنا کا ثبوت ملتا ہے..	۱۲۶
آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو دعائے ثنا پڑھتے تھے......................	۱۲۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کو حمد وثنا سے شروع فرماتے................	۱۲۸
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھتے تھے.....	۱۲۸
نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے..	۱۲۹
نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی ثنا بیان کی جائے........................	۱۳۰

فہرست رسالہ ''ٹوپی''

مقدمہ......لباس کا مقصد ستر کا چھپانا بھی ہے اور خوشنمائی بھی................	۱۳۲
ٹوپی کے لئے احادیث میں تین طرح کے الفاظ آئے ہیں................	۱۳۳
کھاتے وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر سفید ٹوپی تھی................	۱۳۵
قضاء حاجت کے وقت آپ ﷺ سر کو ڈھانک لیتے................	۱۳۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں جاتے تو سر ڈھانپ لیتے تھے.......	۱۳۶
ابوبکر رضی اللہ عنہ بیت الخلاء جاتے تو اللہ سے حیاء کی وجہ سے سر ڈھانپ لیتے..	۱۳۶
اللہ تعالی سے بات کے وقت حضرت موسی علیہ السلام ٹوپی پہنے ہوئے تھے...	۱۳۷
محرم حالت احرام میں ٹوپی نہ پہنے................	۱۳۷
ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے................	۱۳۸
آپ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے......آپ ﷺ کے پاس شامی سفید ٹوپی تھی	۱۳۸
آپ ﷺ کے سر مبارک پر لمبی خماسی ٹوپی تھی................	۱۳۹
آپ ﷺ کے سر مبارک پر کانوں والی اونی کپڑے کی ٹوپی تھی................	۱۳۹
آپ ﷺ کے پاس لاطیہ سفید ٹوپی تھی................	۱۴۰
آپ ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں................	۱۴۰
آپ ﷺ کے پاس سوراخ والی چمڑے کی ٹوپی تھی................	۱۴۰
آپ ﷺ کی سفر و حضر کی ٹوپی................	۱۴۱
آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے................	۱۴۱
آپ ﷺ سفید گول ٹوپی پہنتے تھے................	۱۴۲
حدیث بیان فرماتے ہوئے سر سے ٹوپی کا گر جانا................	۱۴۲

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے ٹوپی عطا فرمائی...............	۱۴۳
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کا ذکر.........................	۱۴۴
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے سر پر چھوٹی مصری ٹوپی تھی...............	۱۴۴
حضرت جندب رضی اللہ عنہ کے سر پر زرد رنگ کی ٹوپی تھی..................	۱۴۴
حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی........................	۱۴۵
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زرد رنگ کی ٹوپی........................	۱۴۵
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی...................	۱۴۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو ٹوپی ڈال کر پکڑنا....................	۱۴۶
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ٹوپی والا جبہ پہننا..................	۱۴۷
حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم سروں پر ٹوپیاں رکھتے تھے.................	۱۴۷
صحابہ رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں کھلی اور سروں کے ساتھ ملی ہوئی تھیں..........	۱۴۸
صحابہ رضی اللہ عنہم کے جسم پر برانس تھیں...........................	۱۴۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں آپ ﷺ کا بال مبارک رہتا تھا.......	۱۴۹
صحابہ رضی اللہ عنہم پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے....................	۱۴۹
تابعین واکابر کی ٹوپیاں..	۱۵۰
حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے سر پر مصری سفید ٹوپی تھی............	۱۵۰
حضرت ابراہیم رحمہ اللہ ٹوپی پہنتے تھے............................	۱۵۰
حضرت حیان بن وبرہ رحمہ اللہ کے سر پر چھوٹی ٹوپی تھی..................	۱۵۰
حضرت سالم رحمہ اللہ کے سر پر سفید ٹوپی تھی.......................	۱۵۱

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے سر پر باریک ٹوپی تھی..................	۱۵۱
حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے (سر) پر سفید ٹوپی تھی..................	۱۵۱
حضرت نافع بن جبیر رحمہ اللہ ٹوپی اور سفید عمامہ پہنتے تھے..................	۱۵۲
حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ کی نماز میں ٹوپی گر گئی تو نماز ہی میں اٹھا کر پہن لی...	۱۵۲
خاتمہ......ٹوپی کے تین نام اور ان کی تحقیق..................	۱۵۳
لفظ ''کمام'' کی تفصیل..................	۱۵۳
لفظ ''قلنسوۃ'' کی تشریح اور اس کے اوصاف..................	۱۵۴
لفظ ''برنس'' کی تشریح..................	۱۵۷
خاتمہ: نمبر:۲/ایک اشکال اور ان کا حل..................	۱۶۰
ناپسندیدہ ٹوپی..................	۱۶۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لومڑی کی کھال کی ٹوپی کو سر سے پھینک دیا.........	۱۶۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لومڑی کی کھال کی ٹوپی کو سر سے پھینک دیا.........	۱۶۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلی کی کھال کی ٹوپی کو پکڑ پھاڑ دیا..................	۱۶۱
حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس لومڑی کی کھال کی پوستین تھی.......	۱۶۱
ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے (سر) پر لومڑی کی کھال سے (بنی ہوئی) ٹوپی تھی......	۱۶۲
حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے سر پر لومڑی کی کھال کی ٹوپی تھی..................	۱۶۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ لومڑی کی کھال کے (لباس) میں نماز کو مکروہ سمجھتے تھے	۱۶۳
لومڑی کی کھال کے (لباس) پہنو، اور اس میں نماز نہ پڑھو..................	۱۶۳
لومڑی کی کھال کے لباس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ دباغت دیا گیا ہو..................	۱۶۴

فہرست رسالہ ’’توسل کا ثبوت وجواز‘‘

مقدمہ..	۱۶۷
وسیلہ کے معنی اوراس کی لغوی تحقیق........................	۱۶۷
وسیلہ کی تین صورتیں اوران کے احکام........................	۱۶۹
توسل کی ابتداءًدوقسمیں ہیں:توسل بالذات،توسل بصالح الاعمال........	۱۷۰
توسل کاسب سے پہلے انکارابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا..................	۱۷۱
فقہاء کی عبارت’’ویکرہ ان یقول فی دعائه بحق‘‘سے اشکال اوراس کا جواب..	۱۷۴
توسل جائزہے،ضروری یاواجب نہیں،اورنہ گمراہی وناجائزہے.............	۱۷۶
توسل کے بارے میں علماءدیوبندکامتفقہ عقیدہ........................	۱۷۷
قرآن کریم اوروسیلہ..	۱۷۹
ایک بدوکاقبراطہرپرسلام پیش کرنااورمغفرت کی بشارت کاعجیب واقعہ........	۱۸۰
حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کاآپ ﷺ کے وسیلہ سے دعامانگنا........	۱۸۴
آپ ﷺ کااپنے اورانبیاءعلیہم الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے دعافرمانا....	۱۸۵
حضرت فاطمہ بنت اسدرضی اللہ عنہاکے مختصرحالات اورفضائل............	۱۸۷
آپ ﷺ فقراءمہاجرین کے طفیل کامیابی کی دعافرمایاکرتے تھے.........	۱۸۸
آپ ﷺ کاخوداپنے وسیلہ سے دعاکی تعلیم فرمانا.......................	۱۸۹
ابوطالب کاشعر:آپ ﷺ کاوسیلہ دےکربارش طلب کی جاتی ہے........	۱۹۰
آپ ﷺ کی قبرشریف کے مقابل چھت میں سوراخ کرکے وسیلہ پکڑنا.....	۱۹۳

آپ ﷺ کے بال مبارک سے وسیلہ پکڑنا............................	۱۹۵
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے بال مبارک کے توسل سے فتح پانا.	۱۹۶
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ٹوپی گم ہونے پر تلاش کروانا...............	۱۹۷
آپ ﷺ کی ذات مبارک اور قمیص مبارک سے وسیلہ پکڑنا..................	۱۹۸
حضور ﷺ نے سر پر جس جگہ ہاتھ پھیرا تھا' اس کے توسل سے دعا ودم.....	۱۹۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرنا.....	۲۰۱
آپ ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوکر بارش کی دعا کی درخواست کرنا............	۲۰۳
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت یزید رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرنا.	۲۰۸
حضرت یزید بن اسود جرشی رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات..................	۲۰۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چار اصحاب کے بارے میں وسیلہ کا حکم..................	۲۱۰
حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ............................	۲۱۲
اپنے نیک عمل کے وسیلہ سے دعا کرنا اور حدیث غار............................	۲۱۴
اپنے نیک عمل کے وسیلے کی دعا سے مردہ گدھے کا زندہ ہونا.....................	۲۱۷
سورت انفال کے وسیلے سے دلوں کا سکون....................................	۲۱۹
﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ﴾ کے وسیلے سے حفاظت وغنیمت کا حصول.	۲۲۰
مسجد جانے کی دعا میں وسیلہ کا طریقہ...	۲۲۰
آپ ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دعا میں وسیلہ کی تعلیم دینا.........	۲۲۱
عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ کا ایک ضرورت مند کو دعائے وسیلہ سکھانا.........	۲۲۳

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا شعر: آپ ﷺ تمام رسولوں سے زیادہ قریبی وسیلہ ہیں...	۲۲۴
تمہیں مدد اور روزی کمزوروں کی وجہ سے دی جاتی ہے........................	۲۲۸
امت کی مدد کمزوروں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی بنا پر ہے..............	۲۲۸
مجھے ضعیفوں میں تلاش کرو، اس لئے کہ وہی روزی اور مدد کا ذریعہ ہیں........	۲۲۹
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ: تمہیں اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو..................	۲۲۹
ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ صحابہ اور تابعین کی وجہ سے فتح اور نصرت ہوگی.......	۲۳۰
ابدال کے وسیلہ سے بارش، دشمنوں پر مدد اور عذاب کو دفع کیا جاتا ہے.........	۲۳۱
نیک مسلمان کے وسیلہ سے سو پڑوسی گھروں سے مصیبت دور ہوتی ہے........	۲۳۲
آپ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کے وسیلہ سے سمندر کو خطاب	۲۳۳
تم میں سات ایسے اشخاص رہیں گے جن کی وجہ سے تمہاری مدد کی جائے گی...	۲۳۳
میری امت میں تیس ابدال ہیں، ان کی وجہ سے تم کو روزی دی جاتی ہے......	۲۳۴
ابدال کی وجہ سے آفتیں دور ہوتی ہیں، بارشیں ہوتی ہیں، رزق دیا جاتا ہے.....	۲۳۴

فہرست رسالہ ''ایصال ثواب''

مقدمہ..	۲۳۷
لیس للانسان الاما سعی 'اوراحادیث ایصال ثواب میں اشکال اوران کاحل	۲۳۸
بدنی اور مالی ہرطرح کی عبادات سے ایصال ثواب جائز ہے..............	۲۳۹
ایصال ثواب کا ثبوت قرآن کریم سے..............................	۲۴۰
نمازاورروزہ کے ذریعہ ایصال ثواب..............................	۲۴۲
حج کے ذریعہ ایصال ثواب..............................	۲۴۴
صدقہ کے ذریعہ ایصال ثواب..............................	۲۴۶
قربانی کے ذریعہ ایصال ثواب..............................	۲۴۷
آپ ﷺ کا اپنی طرف سے قربانی کے ایصال ثواب کا حکم فرمانا............	۲۴۹
دعا سے ایصال ثواب..............................	۲۴۹
مردے ایصال ثواب سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم ہدیہ میں کھانوں سے بھرے ہوئے تھال سے خوش ہوتے ہو..............................	۲۵۱
میت ایصال ثواب کا منتظر رہتا ہے..............................	۲۵۲
والد کے اعمال لڑکے کے لئے نافع ہیں..............................	۲۵۳
جنازہ میں کثرت افراد میت کے لئے نافع ہے..............................	۲۵۴
ہدایت کا ذریعہ بننا میت کے لئے نافع ہے..............................	۲۵۴
صدقۂ جاریہ بھی من وجہ ایصال ثواب ہے..............................	۲۵۵

فہرست رسالہ ''قبلہ کی عظمت''

مقدمہ..........................	۲۵۸
بقیع میں ایک نگران کا قبلہ کی طرف پاؤں نہ کرنے پر تنقید کرنا..............	۲۵۹
بعض اہل ایشیا کا عرب مما لک جا کر حنفیت سے انحراف کا غیر معقول عمل......	۲۶۰
بعض اہل عرب میں قرآن کے ادب کا مفقود ہونا....................	۲۶۱
قرآن بیت اللہ سے، اور قرآن کا غلاف' غلافِ کعبہ سے افضل ہے..........	۲۶۱
قبلہ شعائرِ اسلام میں سے ہے......شعائر کتنے ہیں؟....................	۲۶۲
شعائر کے معنی اور شعائر کیا کیا ہیں؟..........................	۲۶۳
بڑے شعائر اللہ چار ہیں......شعائر اللہ کیا ہیں؟......................	۲۶۴
شرف' سرداری اور کرامت والی مجلس وہ ہے جو قبلہ کی طرف ہو..............	۲۶۵
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' اکثر قبلہ رخ بیٹھتے تھے................	۲۶۶
قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو کرنا مستحب ہے.......................	۲۶۷
اذان کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا مسنون ہے.....................	۲۶۷
بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھی چہرہ قبلہ رخ ہونا چاہئے............	۲۷۰
نماز میں رخ قبلہ کی طرف کرنا............................	۲۷۰
حالت سجدہ میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں..............	۲۷۱
تشہد کے وقت انگلی کا اشارہ قبلہ رخ کرنا.........................	۲۷۲
قاعدہ میں بیٹھتے وقت بھی انگلیاں قبلہ رو ہوں.....................	۲۷۳
قرآن کریم کی تلاوت کے وقت قبلہ رو چہرہ کرنا آداب میں سے ہے.........	۲۷۳

زمزم قبلہ رخ ہوکر پینا مستحب ہے	۲۷۴
قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا کرنا	۲۷۵
عرفات کا وقوف قبلہ رو ہوکر کرنا	۲۷۹
سعی میں استقبال قبلہ	۲۸۰
میت اور قبر کے متعلق قبلہ رو چند اعمال	۲۸۰
قریب المرگ کو موت کے وقت قبلہ رخ کر دیا جائے	۲۸۰
امام اوزاعی رحمہ اللہ کی دردناک وفات میں بھی چہرہ قبلہ رو	۲۸۲
جب آدمی فوت ہوجائے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے	۲۸۲
میت کو غسل دیتے وقت قبلہ رخ لٹانا	۲۸۳
آپ ﷺ کا قبرستان میں قبلہ رو ہوکر بیٹھنا	۲۸۳
میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے	۲۸۳
قبر میں میت کا جسم قبلہ کی طرف کر دیا جائے	۲۸۷
میت کو فرشتے بھی قبر میں قبلہ رخ سلا دیتے ہیں	۲۸۷
قبر میں میت کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے ..... قبلہ کی طرف چہرہ یا جسم	۲۸۸
دفن کے بعد قبلہ رو ہوکر دعا کرنا	۲۸۹
قبلہ کی طرف تھوکنے اور ناک صاف کرنے پر وعید	۲۹۰
قبلہ کی سمت بلغم دیکھ کر آپ ﷺ کا غصہ اور وعید ارشاد فرمانا	۲۹۱
قبلہ کی طرف تھوکنے پر وعید کہ: اللہ تعالی اس کی طرف سے منہ پھیر لے	۲۹۲
قبلہ کی طرف تھوکنے پر آپ ﷺ کا امامت سے معزولی کا حکم	۲۹۳

قبلہ کی طرف پیر کرنا..	۲۹۴
قبلہ کی جانب پاؤں کر کے سونا مکروہ تحریمی ہے................................	۲۹۶
آپ ﷺ کسی کی طرف پاؤں مبارک پھیلا کر نہیں بیٹھے تھے................	۲۹۶
حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پھیلا کر بیٹھنے کی وجہ.......	۲۹۷
ایک حدیث سے پیر پھیلا کر بیٹھنے کے جواز کا شبہ اوراس کا جواب.............	۲۹۸
جب بیت الخلاء جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پیٹھ کرو..................	۲۹۹
بچہ کو جب پیشاب کرائے تو قبلہ کی طرف چہرہ نہ کرائے....................	۳۰۰
غسل کے وقت بھی استقبال قبلہ ممنوع ہے..................................	۳۰۰
قبلہ کی طرف چہرہ اور پیر کر کے جماع کرنے کی ممانعت......................	۳۰۱

فہرست رسالہ ''مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دو سے؟''

مقدمہ..	۳۰۴
مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو' جدائیگی سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے.....	۳۰۴
مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہئے یا دونوں ہاتھوں سے؟.........................	۳۰۵
اہل حدیث کے نزدیک مصافحہ ایک ہاتھ سے ہے........................	۳۰۶
مولانا مبارک پوری کا ایک ہاتھ سے مصافحہ کے سنت ہونے پر استدلال......	۳۰۷
امام بخاری رحمہ اللہ کا دو ہاتھوں سے مصافحہ کے سنت ہونے پر استدلال......	۳۰۹
ایک ہاتھ سے مصافحہ کی حدیث اور دو ہاتھوں سے ممانعت کی حدیث کے بغیر فریق مخالف کا مدعا بھی ثابت نہیں ہوسکتا..........................	۳۰۹
میری ہتھیلی آپ ﷺ کے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی.....................	۳۱۰
صاحب نعم الباری کا نامناسب استدلال.............................	۳۱۱
مصافحہ میں دونوں ہتھیلیاں الگ نہیں ہوتیں کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں.....	۳۱۲
حماد رحمہ اللہ نے ابن المبارک رحمہ اللہ کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا	۳۱۳
قرآن کریم میں لفظ ''ید'' مفرد بول کر تثنیہ مراد لیا گیا ہے........................	۳۱۳
حدیث میں لفظ ''ید'' مفرد بول کر تثنیہ مراد لیا گیا ہے........................	۳۱۴

فہرست رسالہ:’’ مرغوب المقال فی تشریح لا تُشد الرحال ‘‘

مقدمہ..	۳۲۰
روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر اور علماء دیو بند کا مسلک............	۳۲۰
حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا باطل اور غلط مسلک.........	۳۲۱
قبر اطہر کی زیارت کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ کا مسلک اور ان کا فتوی....	۳۲۲
حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف اکابر کی تنقید............................	۳۲۳
نیت تابع کی ہو یا متبوع کی؟..	۳۲۵
خیر القرون کا عمل حجت ہے،شوکانی صاحب کا اقرار........................	۳۲۶
شیخ ناصر الدین البانی کا زیارت کی احادیث کو ضعیف کہنا حجت نہیں..........	۳۲۷
تین مساجد کے علاوہ سفر کی ممانعت اور روضہ اقدس کی زیارت کا حکم.........	۳۲۹
حضرت سہارنپوری کا زیارت قبر اطہر پر عجیب استدلال.........................	۳۳۱
مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر غیر معقول امر ہے........................	۳۳۴
زیارت قبر اطہر کے متعلق قرآن کریم کی آیات..................................	۳۳۴
زیارت قبر اطہر کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ..............................	۳۳۶
شفاعت کا وجوب اور گواہی کا ثبوت...	۳۳۶
زیارت پر قیامت کے دن پڑوسی ہونے کی بشارت...............................	۳۳۸
زیارت پر فرض کے بارے میں سوال نہ ہوگا.....................................	۳۳۹
وفات کے بعد کی زیارت،زندگی کی زیارت کے مانند ہے.........................	۳۳۹
زیارت نہ کرنے پر سخت وعید...	۳۴۰

آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا ہر مسلمان پر حق ہے..........................	۳۴۱
حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا روضۂ اقدس کی نیت سے سفر فرمانا..........	۳۴۲
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شام سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے آنا...........	۳۴۲
حضرت انس رضی اللہ عنہ کا شام سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے آنا............	۳۴۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کعب احبار رحمہ اللہ کو بیت المقدس سے روضہ کی زیارت کے لئے لانا..	۳۴۳
عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا شام سے مدینہ سلام کے لئے قاصد بھیجنا..........	۳۴۳
ایک بدو کا قبر پر سلام پیش کرنا اور مغفرت کی بشارت کا عجیب واقعہ............	۳۴۴

فہرست رسالہ ''احادیث النّبویّۃ فی ایّام الاضحیّۃ''

تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کو رکھنے کی ممانعت	۳۴۷
تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کو کھانے کی اجازت	۳۴۷
آثار صحابہ رضی اللہ عنہم	۳۴۸
قربانی کے چار دن کے قائلین کے دلائل اور ان کے جوابات	۳۵۱
((کل ایام التشریق ذبح))	۳۵۱
ایام تشریق ایام ذبح ہیں تو پھر نویں کو بھی قربانی جائز ہونی چاہئے	۳۵۱
دور صحابہ میں تمام مراکز اسلام کا فتوی تین دن کا تھا	۳۵۱
جبیر بن مطعم کی روایت علماء اہل حدیث کے نزدیک بھی صحیح نہیں	۳۵۲
چار دن والی روایت پر اہل حدیث کی خدمت میں چند گذارشات	۳۵۳
نواب صاحب کے نزدیک صحابی کا قول حجت نہیں	۳۵۳
مقلد سے حدیث کا مطالبہ تعجب خیز۔ قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں، پھر اہل حدیث حضرات قربانی کیوں کرتے ہیں؟	۳۵۴
قربانی کے ایام میں سات مذاہب	۳۵۶
''الیواقیت'' سے ایام قربانی کے متعلق تین سوالات اور ان کے جوابات	۳۵۷
کیا قربانی کرنے کا صرف ایک ہی دن ہے، دوسرا آرام کرنے کا ہے؟	۳۵۷
ابن عباس رضی اللہ عنہما چار دن کے قائل ہیں یا تین دن کے؟ ابن حجر رحمہ اللہ کا تسامح	۳۵۸
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر 'قربانی کے تین دن ہیں' کا حوالہ	۳۵۹

فہرست رسالہ:''حج کے چار مسائل''

(۱)......احرام کے نفل..	۳۶۱
نماز احرام کی منقول سورتیں..	۳۶۲
احادیث وآثار......آپ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا........................	۳۶۴
آپ ﷺ نے نماز ظہر کے بعد احرام باندھا..	۳۶۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے........................	۳۶۶
حضرت اسود رحمہ اللہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے........................	۳۶۶
(۲)......عصر کے بعد طواف کے نفل کا حکم......طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے	۳۶۷
مکروہ وقت میں نماز کے عدم جواز پر احادیث وآثار..	۳۶۹
آپ ﷺ نے فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا........................	۳۶۹
عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت نہیں..	۳۶۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نفل پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے..........	۳۷۰
مکروہ وقت میں طواف کرنا ہوتو نماز مؤخر کر کے مباح وقت میں پڑھی جائے.	۳۷۰
وادی ذی طوی..	۳۷۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہیں پڑھی......	۳۷۲
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی..........	۳۷۳
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سورج نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی......	۳۷۳
ابن عباس رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کر کے حجرے میں تشریف لے گئے	۳۷۴
حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد رحمہما اللہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی......	۳۷۵

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے تین طواف کی نمازیں بعد میں پڑھیں.........	۳۷۵
حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی..........	۳۷۶
جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم فجر اور عصر کے بعد طواف نہیں کرتے تھے....	۳۷۶
فجر اور عصر کے بعد مطاف خالی ہو جاتا تھا، اور کوئی طواف نہیں کرتا تھا..........	۳۷۶
طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے طواف کی نماز جائز ہے............	۳۷۷
دلیل عقلی..	۳۷۹
(۳)......رمی کے لئے کنکریاں کہاں سے لی جائیں؟............	۳۸۰
آپ ﷺ نے عقبہ کی صبح کنکریاں جمع کرنے کا حکم فرمایا............	۳۸۱
رمی کے لئے کنکریاں وادی محسر سے لے لو........................	۳۸۲
رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لینا........................	۳۸۵
مزدلفہ کو ''جمع'' کہنے کی وجہ...... جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو............	۳۸۷
عرفات کے راستے سے کنکریاں اٹھانا......جمرات کے پاس سے کنکریاں لینا	۳۸۸
(۴)......روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام کے الفاظ؟........................	۳۸۹
مدینہ شریف جائے تو آپ ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام پڑھے........	۳۸۹
سلام کے لئے بہتر اور افضل الفاظ........................	۳۸۹
حضرات شیخین اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے سلام کے الفاظ..........	۳۹۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلام کے الفاظ........................	۳۹۰
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سلام کے الفاظ........................	۳۹۱
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول الفاظ میں ترجیح کن کو؟............	۳۹۳
منقول سلام کے الفاظ........................	۳۹۵

الآيات البيّنات على ترك الجماعة للمؤمنات

عورتوں کا نماز کے لئے مسجد جانا

اس رسالہ میں عورتوں کا مسجد میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟ اس موضوع پر احادیث اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند آثار مع مکمل حوالجات جمع کئے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورتوں کا مسجد میں جانا پسند نہیں فرمایا، اور اس کی ترغیب دی کہ عورتیں گھر میں نماز ادا کریں۔ مقدمہ میں کچھ مفید باتیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

مقدمہ......عورت بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

اسلام کا فطری اور عقل میں آنے والا مزاج یہ ہے کہ عورت بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے، اور کسی ضرورت سے نکلنا بھی پڑے تو پردہ کا اہتمام' سادہ کپڑا پہنا ہو' خوشبو سے پرہیز' راستہ کے ایک طرف کو چلے' مرد سے اختلاط نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ شرائط خود اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حتی الامکان عورت گھر میں رہے۔ اور جاہلیت اولیٰ کی طرح باہر نکلنے پر ﴿ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى ﴾ کا اعلان قیامت تک کے لئے قرآن کریم میں کر دیا گیا۔ (سورۂ احزاب، آیت نمبر:۳۳)

آیت کا ترجمہ ہے: اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

'پہلی جاہلیت' سے اشارہ ہے کہ ایک جاہلیت آخر میں بھی آنے والی ہے

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے اس آیت کے تحت بڑی عمدہ بات تحریر فرمائی ہے کہ:

پہلی جاہلیت سے مراد آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جس میں عورتیں بے حیائی کے ساتھ بناؤ سنگھار غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی تھیں۔ اور ''پہلی جاہلیت'' کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک جاہلیت آخر میں بھی آنے والی ہے۔ اور کم از کم اس بے حیائی کے معاملے میں یہ جاہلیت ہماری آنکھوں کے سامنے اس طرح آ چکی ہے کہ اس نے پہلی جاہلیت کو مات کر دیا ہے۔ (آسان ترجمہ)

اسی لئے خود مردوں کی جماعت کی نماز کے لئے اس قدر تاکید آئی ہے کہ آپ ﷺ

نے ان گھروں کو آگ لگانے کا ارادہ فرمایا جہاں مرد ہوں اور جماعت کی نماز میں شریک نہ ہوں، مگر عورت اور بچوں کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا ارادہ ملتوی فرمادیا۔

جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ

عن ابی هريرة رضی الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : والّذى نفسى بيده ! لقد هممتُ ان آمُر بحطبٍ لِيُحطب ، ثم آمر بالصّلاة فيؤذَّن لها ، ثم آمر رجلا فيَؤُمَّ النّاسَ ، ثم أُخالِف الى رجال فأُحرِّق عليهم بُيوتَهم ، والّذى نفسى بيده ! لو يعلم احدُهم انه يجد عَرقًا سمينا ، أو مِرْمَاتين حسنَتيْنِ لَشهِد العشاءَ۔ (بخاری، باب فضل صلاة الجماعة ، رقم الحديث:۶۴۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ! میں نے بالیقین ارادہ کیا تھا کہ میں سوختہ کے بارے میں حکم دوں کہ وہ جمع کیا جائے ، پھر نماز کا حکم دوں، پس اس کے لئے اذان کہی جائے ، پھر ایک شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے ، پھر میں ایسے لوگوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) پس میں ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر ان میں سے ایک جان لے کہ وہ گوشت سے بھری ہوئی ایک ہڈی یا دو اچھے کھر پائے گا تو وہ ضرور عشاء کی نماز میں آئے گا ،

تشریح :......آنحضور ﷺ نے جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلانے کا ارادہ فرمایا تھا، پھر آپ ﷺ کو عورتوں اور بچوں کا خیال آیا، جب گھروں میں بند کر کے پیچھے رہنے والوں کو جلائیں گے تو عورتیں اور بچے بھی جل جائیں گے جبکہ ان کا کوئی قصور نہیں، اس لئے آپ ﷺ نے ارادہ ملتوی فرمادیا۔ ”مسند احمد“ میں اس کی

صراحت ہے۔(عمدۃ)

اور اگر عورتیں اور بچوں کو گھروں سے نکلنے کا موقع دیا جائے تو پیچھے رہنے والے بھی نکل جائیں گے، بیوی کا برقع پہن کر نکل جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر جماعت میں آنا نہ فرض ہے' نہ واجب' اور نہ سنت، ورنہ عورتیں بھی اس سزا کی مستحق ہوتی۔(تحفۃ القاری ص ۵۰۷ ج ۲)

کسی حدیث میں عورتوں کو مسجد آنے کی ترغیب نہیں دی گئی

جماعت کی اس اہمیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ عورتوں کو بھی مسجد میں آنے کی تاکید کی جاتی، اور ان کی حوصلہ افزائی ہوتی، اور فضائل بیان کئے جاتے، مگر کسی حدیث میں عورتوں کو مسجد آنے کی ترغیب نہیں دی گئی، اور شیخ الاسلام زکی الدین ابو محمد امام منذری رحمہ اللہ نے تو باب ہی یہ قائم فرمایا کہ:" ترغيب النساء في الصلاة في بيتهن ولزومها وترهيبهن من الخروج منها "۔یعنی یہ باب ہے اس بات کی ترغیب میں کہ عورتیں گھر میں نماز پڑھیں اور گھر سے نکلنے پر وعید کے بیان میں۔

بہت قابل غور بات ہے کہ خود رحمت عالم ﷺ موجود ہیں، مدینہ منورہ کا مبارک اور خیر کا زمانہ ہے، اللہ تعالی کی طرف سے وحی کا سلسلہ جاری ہے، اور آپ ﷺ مسجد میں اللہ تعالی کی ان آیات اور وحی غیر متلو کی تبلیغ واشاعت کا عظیم کام انجام دے رہے ہیں، پھر بھی عورتوں کو تعلیم دی جارہی ہے کہ تمہاری نماز گھر میں' اور اندھیری کوٹھری میں بہتر ہے، اور آپ ﷺ کے پیچھے اور مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود ترغیب دی جارہی ہے کہ عورت مسجد میں شریک نہ ہو، اور اگر آنا ہی چاہے تو شرائط کا خاص اہتمام کرے کہ: میلی کچیلی آئے، خوشبو نہ لگائے، اندھیرے میں آئے، نماز کے بعد جلدی واپس چلی جائے، سجدہ

سے اٹھے تو نظر نیچی رکھے، مردوں سے اختلاط نہ کرے، وغیرہ۔ پھر شوہر سے اجازت لے کر جائے، اور اجازت میں رات کا خاص ذکر کر کے بے پردگی سے بچانے کا خصوصی خیال رکھا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تمہاری عورتیں رات میں تم سے مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اس کی اجازت دے دیا کرو۔ (بخاری، باب خروج النساء الی المسجد باللیل والغلس ، رقم الحدیث:۸۶۵)

تشریح:......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

''وکان اختصاص اللیل بذلک لکونہ استر ''یعنی حدیث میں رات کی قید اس لئے لگائی گئی کہ رات کا وقت عورتوں کے لئے زیادہ ساتر ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: ''ولا یخفی ان محل ذلک اذا امنت المفسدۃ منھن و علیھن ''یعنی رات میں بھی اس وقت عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت ہے جب ان کی جانب سے یا ان پر دوسروں کی جانب سے کسی طرح کے مفسدہ کا اندیشہ نہ ہو۔

(فتح الباری ص ۳۴۷ ج ۳)

آج کے پرفتن دور میں رات کو تو اور زیادہ خطرہ ہے کہ عورت کی عزت محفوظ رہے۔ اور محفوظ بھی ہو تو کیا ضمانت دی جاسکتی ہے کہ عورتیں ان شرائط کو پورا کریں گی جن کا احادیث مبارکہ میں ذکر ہے۔

آپ ﷺ کے دور مبارک کو ابھی زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ عورتوں کی حالت بدلنی شروع ہوئی، تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نور بصیرت اور شان فقاہت سے وہ ارشاد فرما دیا جو قیامت تک کی عورتوں کے لئے درس عبرت ہے، آپ نے

فرمایا کہ: اگر آج رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو دیکھ لیتے جو لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو عورتوں کو مسجد جانے سے ضرور روک دیتے ، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔(بخاری، باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس ، رقم الحدیث:۸۶۹)

یہ آپ ﷺ کی وفات کے تقریباً پچاس سال کے بعد کے حالات ہیں، اس لئے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات: ۱۷؍رمضان المبارک ۵۸ ھ مطابق ۱۳؍ جون ۶۷۸ء میں ہوئی، جبکہ آپ کی عمر سرسٹھ (۶۷) سال تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے کتنا دل لگتا تبصرہ فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

اس زمانہ کی وہ بدعات ومنکرات اور سر کے بالوں اور لباسوں میں وہ فیشن جو عورتوں نے ایجاد کی ہے- خاص کر مصر کی عورتوں نے- اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دیکھتیں تو نہایت شدت سے انکار کرتیں۔ منجملہ ان منکرات کے یہ ہیں: وہ عورتیں لباس فاخرہ پہن کر اور خوشبو لگا کر مٹکتی ہوئی مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہوئی' مردوں کے شانہ بشانہ (بسا اوقات) کھلے منہ بازاروں میں گھومتی رہتی ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد حضور اکرم ﷺ کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد کا ہے، جب کہ اس زمانہ میں عورتوں کی آزادی اس زمانہ کی عورتوں کی آزادی ومنکرات کے مقابلہ میں ہزاروں حصہ بھی نہیں تھی، اندازہ لگایئے کہ اگر اس زمانہ کی عورتوں کی آزادی وفیشن پرستی دیکھتیں تو کیا حکم لگاتیں۔(عمدۃ القاری ص ۲۳۰ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ علامہ عینی رحمہ اللہ کی بات نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ:

علامہ عینی رحمہ اللہ نویں صدی ہجری کی عورتوں کا یہ حال بیان فرمارہے ہیں، آج تو چودہویں صدی ہے، اس زمانہ کی عورتوں کی آزادی' بے حیائی' عریانی' و بے احتیاطی کی انتہا ہوچکی ہے، برقع ہی رخصت ہورہا ہے، اوراس کی جگہ قسم قسم کے فیشن ایبل لباس آچکے ہیں، اور پھر کھلے سر' کھلے منہ بازاروں میں گھومتی ہیں، ایسے پرفتن دور میں عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے اور حضور اقدس ﷺ کے بابرکت زمانہ سے استدلال کیا جارہا ہے۔ عورتیں احتیاط کریں گی، نیچی نگاہ رکھیں گی، خوشبو' پاؤڈر سے احتراز کریں گی، اور فساق وفجار کی نگاہیں نیچی رہیں گی، اس کی گارنٹی کون دے سکتا ہے؟۔

(فتاوی رحیمیہ ص٦٦ ج٥)

حرمین شریفین کے متبرک مقامات پر بھی عورتیں جس طرح بے حیائی اور بے پردگی سے اور خوشبو میں لت پت ہوکر اور مردوں سے اختلاط کرکے آتی ہیں کون اس کا انکار کرسکتا ہے کہ یہ شریعت کے مزاج کے بالکل خلاف نہیں۔

اگر آج بھی خیر القرون کا وہ دور لوٹ آئے، اور مردوعورتوں میں صلاح وتقوی عام ہوجائے، اور کسی فتنہ کا خوف باقی نہ رہے، اور نماز سے اللہ تعالی کا خاص تعلق کے بجائے عورت کے اختلاط سے اس میں دوری کا اندیشہ نہ رہے، تو یقیناً مسجد جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ گویا عورت کو مسجد سے روکنے کا مسئلہ ممنوع لذاتہ نہیں ہے بلکہ ممنوع لغیرہ ہے۔

اس وقت برطانیہ کے ایک گونہ آزادانہ ماحول میں عوام تو عوام' علماء کی ایک جماعت بھی یہ کوشش کررہی ہے کہ عورتوں کو مسجدوں میں جانے کی اجازت دی جانی چاہئے، اور یہ مسئلہ صرف حنفی فقہ کا ہے کہ عورت مسجد میں نہ آئے۔ آپ ﷺ کے دور میں عورتیں مسجد میں آتی تھیں، اور آج بھی حرمین شریفین میں عورتوں کے آنے کا عام رواج ہے۔

اس لئے خیال آیا کہ اس موضوع پر چند احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے کچھ آثار جمع کروں، تا کہ مسئلہ کی صحیح نوعیت سامنے آئے کہ عورت کے مسجد میں جانے کا مسئلہ کوئی فقہ حنفی کا نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی احادیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے فقہ حنفی کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔

ایک ضروری وضاحت

آج کے دور میں تمام بڑے شہروں کے بعض بعض محلوں میں، اور عام قصبات کی کوئی ایک مسجد ایسی ضرور ہونی چاہئے، اور خاص طور پر ایسی مساجد جو ٹاؤن اور بازار میں واقع ہیں، کہ وہاں عورتوں کے لئے مستقل نظام ہو کہ مستورات جا کر نماز ادا کر سکیں، کوئی ضروری نہیں کہ جماعت کا اہتمام ہو، اپنی علیحدہ یا جماعت کے ساتھ بھی نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکیں، اس لئے کہ یہاں سردی کے موسم میں جبکہ دن بہت چھوٹا ہوتا ہے، اگر کوئی عورت ٹاؤن میں آئے تو یقیناً اس کے لئے نماز کا مسئلہ مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے اس قدر سختی بھی نہیں ہونی چاہئے کہ شریعت کی دی ہوئی رخصت پر بھی عمل نہ کیا جائے، ہاں شرائط اور قوانین کا اہتمام ضرور کیا جانا چاہئے۔

بعض ایسے واقعات ہوئے کہ عورتوں کے لئے سفر میں یا شوپنگ میں نماز کی ادائیگی ایک مستقل مسئلہ بن گئی، اور انہیں کسی کے گھر میں دستک دے کر نماز کی اجازت لینی پڑی۔ اور کسی کے گھر میں جا کر نماز کی ادائیگی سے بہتر ہے کہ بعض مساجد میں اس کا انتظام کیا جائے تا کہ کسی کو اعتراض کا موقع بھی نہ ملے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

عورت کی نماز گھر کے اندر کی کوٹھری میں افضل ہے

(۱)......عن عبد الله رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : صلوة المرأة فی بیتها افضل من صلا تها فی حجرتها ، وصلا تها فی مخدعها افضل من صلا تها فی بیتها۔(ابوداوٗد، باب التشدید فی ذلک ، رقم الحدیث:۵۷۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:عورت کی نماز گھر کے اندر (دالان) میں افضل ہے اس نماز سے جو صحن میں ہو، اوراس کی اندر کی کوٹھری میں نماز افضل ہے اس نماز سے جو دالان میں ہو۔

(۲)......عن ام سلمة رضی الله عنها قالت : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : صلوة المرأة فی بیتها خیر من صلا تها فی حجرتها ، وصلا تها فی حجرتها خیر من صلا تها فی دارها ' وصلوتها فی دارها خیر من صلوتها فی خارج ۔

(رواه الطبرانی فی الاوسط ، رقم الحدیث:۹۱۰۱، ورجاله رجال صحیح ' خلا زید بن مهاجر۔ مجمع الزوائد ص۳۴ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۲۱۰۸۔الترغیب الترهیب ص۱۴۱ ج۱، ترغیب النساء فی الصلا ة فی بیتهن ولزومها وترهیبهن من الخروج منها۔ کنز العمال ، رقم الحدیث:۴۵۱۷۷)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:عورت کی نماز بند کوٹھری میں کمرہ کی نماز سے بہتر ہے،اور کمرہ کی نماز گھر (کے احاطہ) کی نماز سے بہتر ہے،اور گھر کے احاطہ کی نماز گھر سے باہر کی نماز سے بہتر ہے۔

(۳)......عن ابن مسعود رضی الله عنه : قال : صلوة المرأة فی بیتها افضل من

صلا تها فی حجرتها ' وصلا تها فی حجرتها افضل من صلا تها فی دارها ، وصلا تها فـی دارهـا افـضـل من صلا تها فی سواها ، ثم قال : ان المرأة اذا خرجت استشرفها الشیطان۔

(رواه الطبرانی فی الکبیر ، ورجاله رجال صحیح ، رقم الحدیث:۹۴۸۲۔مجمع الزوائد ص۱۵۵ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۲۱۰۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ: عورت کی کوٹھری کی نماز دالان کی نماز سے بہتر ہے، اور دالان کی نماز گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے، اور گھر کے صحن کی نماز اور جگہوں کی نماز سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ: بے شک عورت جہاں نکلی اور شیطان اس کی تاک میں لگا۔

ام حمید رضی اللہ عنہا کا سوال اور آپ ﷺ کی خواہش

(۴)......عن ام حـمید امرأة ابی حمید الساعدی رضی الله عنهما ' عن النبی صلی الـلـه عـلـیـه وسلم انه قال لها : قد علمت انک تحبین الصلوة معی ' وصلا تک فی بیتک خیـر مـن صـلا تک فـی حـجـرتک ' وصـلا تک فـی حـجرتک خیر من صـلا تک فـی دارک ' وصـلا تک فـی دارک خیـر من صلا تک فـی مسجد قـومک ' وصلا تک فی مسجد قومک خیر من صلوتک فی مسجدی ، فأمرت ' فبنی لها مسجد فی اقصی بیت فی بیتها ' واظلمه ، فکانت تصلی فیه حتی لقیت الله عز و جل ، اسناده حسن۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۹۴ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۱۶۸۹۔مسند احمد ص۵۱۵ ج۷، رقم الحدیث:۲٦۵۵۰۔کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۰۸۷۰۔مجمع الزوائد ص۱۵۴ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۲۱۰٦)

ترجمہ:......ام حمید رضی اللہ عنہا (نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بہت اچھا لگتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تجھے میری اقتدا میں نماز ادا کرنا پسند ہے، لیکن اپنے خصوصی حجرہ میں تیرا نماز ادا کرنا اپنے عمومی حجرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے' اور اپنے حجرے میں نماز کی ادائیگی صحن میں ادائیگی سے بہتر ہے' اور گھر میں نماز کی ادائیگی محلّہ کی مسجد سے بہتر ہے' اور محلّہ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی میری مسجد میں ادائیگی سے بہتر ہے۔

اس کے بعد ام حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے مکان کے ایک اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ منتخب کرلی اور مرتے دم تک اس پر کاربند رہیں۔

عورتوں کی سب سے اچھی مسجد ان کے گھر کا گوشہ ہے

(۵)......عن ام سلمة رضی الله عنها عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال : خیر مساجد النساء قعر بیوتهن ، اسناده حسن۔

(مسند احمد ص۲۹۷ ج۶، رقم الحدیث:۱۶۸۳۔ مستدرک حاکم ص۲۰۹ ج۱، رقم الحدیث:۷۵۶)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کی سب سے اچھی مسجد ان کے گھر کا گوشہ ہے۔

(۶)......عن ام سلمة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت : خیر مساجد النساء قعر بیوتهن ، اسناده حسن۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۸۱۳ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۱۶۸۳)

ترجمہ:......آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: عورتوں کی سب سے اچھی مسجد ان کے گھر کا گوشہ ہے۔

عورت کی پسندیدہ نماز وہ ہے جو گھر کی اندھیری کوٹھری میں پڑھی جائے

(۷)......عن عبد الله رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : انّ احبّ صلوة المرأة الی اللّٰه فی اشد مکان فی بیتها ظُلمة۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۸۱۶ ج۲، باب اختیار صلوة المرأة فی اشد مکان من بیتها ظلمة ، رقم الحدیث: ۱۶۹۱۔الترغیب و الترهیب ص۱۴۲ ج۱، ترغیب النساء فی الصلاة فی بیتهن ولزومها ، الخ)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کی سب سے پسندیدہ نماز جو وہ پڑھتی ہے وہ ہے جو گھر کی بہت اندھیری کوٹھری میں پڑھی جائے۔

(۸)......عن ابن مسعود رضی الله عنه قال : ما صلت امرأة من صلوة احبّ الی الله من أشد مکان بیتها ظلمة ۔

(الترغیب و الترهیب ص۱۴۲ ج۱، ترغیب النساء فی الصلاة فی بیتهن ولزومها وترهیبهن من الخروج منها۔مجمع الزوائد ص۱۵۶ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث: ۲۱۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ: عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز ہے جو اس نے بہت ہی اندھیری کوٹھری میں پڑھی ہو۔

عورت کی کوئی عبادت اپنی کوٹھری سے بہتر نہیں

(۹)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال : انما النساء عورة ، وان المرأة لتخرج من بیتها ، وما بها من بأس فیستشرفها الشیطان ، فیقول : انک لا تمرین باحد الا اعجبته ، وان المرأة لتلبس ثیابها ، فیقال : این تریدین ؟ فتقول: اعود مریضا

أو أشهد جنازة ' أو اصلی فی مسجد ' وما عبدت امرأة ربها مثل ان تعبده فی بیتها۔

(طبرانی کبیر ص۱۸۵ ج۹، رقم الحدیث:۸۹۱۴۔مجمع الزوائد ص۱۵۶ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۲۱۱۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ:عورتیں پردہ کی چیز ہیں، اور بے شک عورت گھر سے ایسی حالت میں نکلتی ہے کہ اس کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا، پھر شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے، اور اس سے کہتا ہے کہ: تو جس کے سامنے سے گزرے گی' اسے اچھی لگے گی۔اور بے شک عورت لباس پہنتی ہے تو گھر والے پوچھتے ہیں کہ: کہاں کا ارادہ ہے؟ تو کہتی ہے: کسی بیمار کو دیکھنے جاتی ہوں' یا کسی جنازہ میں شریک ہوتی ہوں' یا مسجد میں نماز کے لئے جاتی ہوں، حالانکہ عورت کی کوئی عبادت اس سے بہتر نہیں کہ اپنی کوٹھری میں عبادت کرے۔

عورتوں کو مسجد سے نہ روکو مگر ان کا گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہے

(۱۰)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تمنعوا نساء کم المساجد ، وبیوتھن خیر لھن۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو (مگر) ان کا گھر ان کے لئے (مسجد سے) بہتر ہے۔(ابوداؤد، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد ، رقم الحدیث:۵۶۵)

اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہننے اور مسجد میں مٹکنے سے روک دو

(۱۱)......عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت : بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی المسجد ، اذ دخلتِ امرأة من مزینة ترفُلُ فی زینة لھا فی المسجد ،

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یا ایھا الناسُ انْھَوْا نساء کم عن لُبس الزینة والتّبختُر فی المسجد ، فان بنی اسرائیل لم یُلعنوا ' حتی لبس نساؤھم الزینة ' وتَبَخْتَرُن فی المساجد۔(ابن ماجہ ص۲۹۷، باب فتنة النساء ، رقم الحدیث:۴۰۰۱)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے،اتنے میں قبیلۂ مزنیہ کی ایک عورت زیب وزینت کا لباس پہنے ہوئے مٹکتی (اتراتی) ہوئی مسجد میں آئی، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہننے اور مسجد میں مٹکنے سے روک دو، کیونکہ بنی اسرائیل پر لعنت نہیں کی گئی یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے زیب وزینت کا لباس پہنا، اور مسجد میں مٹکنا شروع کردیا۔

عورتوں کو مسجد سے روک دیتے' جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکدی گئیں

(۱۲)......عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت : لو ادرک النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھنّ المسجد کما مُنعت نساء بنی اسرائیل ، قلت لعمرة : او منعن ؟ قالت : نعم۔

(بخاری ص۱۲۰ج۱، باب انتظار الناس قیام الامام العالم ، رقم الحدیث:۸۶۹۔مسلم ص۱۸۳ج۱، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۴۴۵)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اگر آج رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو دیکھ لیتے جو لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو عورتوں کو مسجد جانے سے ضرور روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ میں نے عمرہ سے پوچھا: کیا ان کو منع کر دیا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔

بنی اسرائیل کی عورتیں کیوں مسجد سے روک دی گئیں؟

(۱۳)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : كن نساء بنی اسرائیل يتخذن أرجُلًا من خشب يتشرَّفنَ للرجال فی المساجد ، فحرّم الله عليهنّ المساجد ، وسُلِّطت عليهنّ الحيضة۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۹ ج ۳، باب شهود النساء الجماعة ، رقم الحديث:۵۱۱۴)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: بنی اسرائیل کی عورتیں لکڑی کے (مصنوعی) پاؤں بنایا کرتی تھیں، تاکہ مسجدوں میں مردوں کو جھانکیں، تو اللہ تعالی نے ان پر مسجدیں حرام کردیں (یعنی مسجدوں میں آنا ممنوع کردیا) اور حیض ان پر مسلط کردیا گیا۔

(۱۴)......عن بن مسعود رضی الله عنه قال : كان الرجال والنساء فی بنی اسرائیل يصلون جميعا ، فكانت المرأة لها الخليل ، تلبس القالبين تطول بهما لخليلها ، فأُلْقی عليهنّ الحيض ، فكان ابن مسعود يقول : اخِّروهن حيث اخَّرهن الله ، فقلنا لابی بكر : ما القالبين ؟ قال : رفيصين من خشب۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۹ ج ۳، باب شهود النساء الجماعة ، رقم الحديث:۵۱۱۵)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں ساتھ ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، جب کسی عورت کا کوئی یار (دوست) ہوتا تو وہ ''قالبین'' پہنا کرتی تھی تاکہ اونچی ہوکر وہ اپنے دوست کو دیکھا کرے تو اللہ تعالی نے ان عورتوں پر حیض مسلط کردیا۔

اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: ان عورتوں کو پیچھے رکھو جس طرح اللہ تعالی نے انہیں پیچھے رکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ابوبکر سے پوچھا کہ

’’قالبین‘‘ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: لکڑی کے بنے ہوئے مصنوعی پاؤں۔
تشریح: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو مساجد میں جانے سے روکنا قدیم سنت ہے۔ (فیض الباری ص ۴۸۶ ج ۱۔ انوار الباری ص ۳۵۲ ج ۱)

حیض بنی اسرائیل کی بیٹیوں پر، پھر’’ علی بنی اسرائیل‘‘ کیوں فرمایا؟

اس حدیث پر ایک اشکال یہ ہے کہ حیض تو بنی اسرائیل کی بیٹیوں پر مسلط کیا گیا نہ کہ بیٹوں پر، پھر’’ علی بنی اسرائیل ‘‘ کیوں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: یہاں مضاف محذوف ہے، اور تقدیری عبارت یوں ہے:’’ علی بنات بنی اسرائیل ‘‘اور اس پر آپ ﷺ کا ارشاد مبارک’’ کتبه الله علی بنات بنی آدم‘‘ شاہد ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۳۹۷ ج ۳)

حیض کی ابتدا تو حضرت حواء علیہا السلام سے شروع ہوئی، پھر یہاں بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرف کیوں منسوب فرمایا؟

دوسرا اشکال یہ ہے کہ: حیض کی ابتدا تو حضرت حواء علیہا السلام سے شروع ہوئی، پھر یہاں بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرف کیوں منسوب فرمایا؟ اس کے کئی جوابات ہیں:
(۱)......ان روایات میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ بنی اسرائیل کی عورتیں بنات آدم میں سے ہی ہیں۔ گویا بنات آدم لفظاً تو عام ہے، مگر اس سے مراد خاص بنی اسرائیل ہیں۔
(۲)......حیض کی ابتدا تو پہلے سے تھی، مگر بنی اسرائیل پر سزا کے طور پر اس کی مقدار بڑھا دی گئی تھی، کیونکہ امام طبری رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی بیوی کے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد: ﴿وامراته قائمة

فضحكت ﴾کی تفسیر ’’فحاضت ‘‘ سے کی ہے،اوراس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا زمانہ بنی اسرائیل کے زمانہ سے پہلے تھا۔اسی طرح حاکم اورابن المنذر رحمہما اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:

’’ان ابتداء الحيض كان على حواء بعد ان أهبطت من الجنة‘‘۔

ترجمہ:...... بےشک حیض کی ابتدا حضرت حواء علیہا السلام سے ہوئی ،جبکہ انہیں جنت سے زمین کی طرف اتارا گیا تھا۔(فتح الباری ص ۵۲۷ ج ۱)

(۳)......ممکن ہے کہ کثرت عناد کی وجہ سے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی عورتوں کا حیض منقطع کردیا ہوتا کہ ان کواوران کے شوہروں کوعناد کی سزادی جائے،اور کچھ مدت اسی حال پر گزر جانے کے بعد اللہ تعالی نے ان پر رحم فرمایا ہو،اور پھر سے حیض کی عادت جاری کردی ہو، کیونکہ اللہ تعالی کی حکمت و رحمت ہی کے تحت حیض وجودنسل کا سبب بنا ہے کہ جب عورتوں کے رحم میں حیض کی صلاحیت ہوتی ہے، وہی حمل کو قبول کرتی ہیں، اسی لئے چھوٹی عمر میں اور مایوسی کی عمر میں نہ حیض ہوتا ہے اور نہ حمل قرار پاتا ہے۔

(عمدۃ القاری ص ۳۷۹ ج ۳۔لامع الدراری ص ۲۳۹ ج ۲۔انوارالباری ص ۳۵۲ ج ۱۰)

(۴)......حیض کا وجود تو ابتداء ہی سے تھا،مگر مخصوص احکام سب سے پہلے اسرائیلی عورتوں پر نازل ہوئے۔(ارشادالساری ص ۵۳۳ ج ۱۔لامع الدراری ص ۲۴۰ ج ۲۔الکنز المتواری ص ۲۴۸ ج ۳۔انوارالباری ص ۳۵۳ ج ۱۰۔تفصیل کے لئے دیکھئے! کشف الباری،ص ۱۲۹، کتاب الحیض)

(۵)......حیض کا وجود تو ابتداء ہی سے تھا،مگر شدت اسرائیلی عورتوں سے شروع ہوئی۔یعنی حیض سے تکلیف ہوتی ہے،عورتوں کا حسن و جمال ماند پڑ جاتا ہے۔عورت تھک جاتی ہے۔

(ملخص از: تحفۃ القاری ص ۸۱ ج ۲)

(۶)......حیض کی ابتدا تو حضرت حواء علیہا السلام سے ہوئی یہ مرفوع روایت ہے، اور بنی اسرائیل سے ابتدا کی روایات مرفوع نہیں، بلکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال ہیں: ''قال ابو عبد الله : وحديث النبی صلى الله عليه وسلم اكثر''۔

(بخاری، باب كيف كان بدء الحيض)

عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے

(۱۵)......صلاة المرأة وحدها تفضل على صلاتها فى الجمع بخمس و عشرين درجة۔(فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص۲۹۳ ج۴، رقم الحديث:۵۰۹۲)

ترجمہ:......عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔

خیر کے زمانہ میں بھی مرد مسجد میں جاتے تھے، اور عورتیں گھر میں رہتی تھیں

(۱۶)......حضرت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: میں عورتوں کی جماعت کی نمائندہ ہو کر آئی ہوں کہ ان سب کی درخواست پیش کروں، اللہ تعالی نے آپ کو مردوں اور عورتوں سب ہی کے لئے بھیجا ہے اور مبعوث فرمایا ہے، لہذا ہم سب ایمان لے آئیں اور آپ کی اتباع کی، لیکن ہم سب عورت ذات ہیں، گھروں میں گھری ہوئی' پردہ کی پابند اور گھروں میں بیٹھے رہنا ہی ہمارا کام ہے۔ مرد اپنی خواہشات ہم سے پوری کرتے ہیں، اور ہم ان کی اولاد کے بوجھ بھی برداشت کرتی ہیں اور (باہر رہنے کی آزادی کی وجہ سے) مردوں کو جمعہ و جماعات و جنازہ کی شرکت کی وجہ سے نیکیاں اور فضائل ملتے رہتے ہیں، اور جب وہ جہاد میں جاتے ہیں تو ہم ان کے اموال و اولاد کی حفاظت بھی کرتی ہیں، تو کیا ایسی صورت میں ان کے اعمال مذکورہ سے اجر و ثواب میں ہمارا بھی حصہ ہوگا یا نہیں؟ آپ ﷺ نے حضرت اسماء رضی

اللہ عنہا کی درخواست سن کر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا کہ: کیا تم نے کسی عورت کی گفتگو اور سوال دین کے بارے میں اس سے بہتر کبھی سنا ہے؟ عرض کیا گیا: نہیں اے اللہ کے رسول! پھر آپ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''انصرفی یا اسماء ! وأعلمی من وراءک من النساء ' ان حسن احداکن لزوجها ' وطلبها لمرضاته واتباعها لموافقته ' يعدل كل ما ذكرت للرجال، فانصرفت اسماء وهی تهلل و تكبر استبشارا بما قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم''۔

ترجمہ:......اسماء جاؤ اور سب عورتوں کو بتلا دو کہ: اگر ان کا سلوک اپنے شوہروں کے ساتھ اچھا ہے' اور وہ ان کی مرضیات کی طلب و کوشش کرتی ہیں' اور ان کی اتباع و موافقت کی کوشش کرتی ہیں، تو یہ چیزیں ان عورتوں کو (آخرت کے مراتب کے لحاظ سے) ان مردوں کے برابر کر دیں گی، جو وہ اعمال کرتے ہیں۔ یہ خوشخبری آپ ﷺ سے سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خوشی سے تکبیر اور تہلیل (لا اله الا الله) کہتی ہوئی واپس ہوئیں۔

(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ص۲۳۷ ج۴۔ کشف الباری ص۱۳۳، کتاب الحیض)

تشریح:......اس واقعہ میں بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: مرد جماعت میں جمعہ میں شریک ہوتے ہیں، اور ہم عورتیں گھر میں رہتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس بہترین زمانہ میں بھی عورتیں زیادہ گھر میں رہتی تھیں۔ اور آپ ﷺ نے بھی ان سے ارشاد فرمایا: تمہیں ان کے اجر کا ثواب مل جائے گا فلاں فلاں عمل پر گھر ہی میں اللہ تعالی عطا فرما دیں گے، اور یہ نہیں فرمایا: تم بھی جماعت کی نماز اور جمعہ وغیرہ کے لئے جایا کرو تا کہ تمہارا بھی اجر مردوں کے برابر ہو جائے۔

عورتوں کے لئے مسجد میں جانے کے شرائط

(۱)......عورت، مسجد جانا چاہے تو شوہر سے اجازت لے کر جائے

(۱۷)......عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : اذا استأذنت امرأةُ احدِکم فلا یمنَعُها۔

(بخاری، باب استئذان المرأة زوجَها فی الخروج الی المسجد و غیره ، رقم الحدیث:۵۲۳۸)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو انہیں مت روکو۔

تشریح:......امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا جو عنوان قائم فرمایا ہے کہ: "مسجد میں جانے کے لئے عورت اپنے شوہر سے اجازت لے گی" اس میں سبق ہے کہ عورت بغیر اجازت کے مسجد نہ جائے بلکہ شوہر سے اجازت لے کر جائے۔

(۲): اللہ تعالی کی بندیوں کو مسجدوں سے نہ روکو، الا یہ کہ وہ میلی کچیلی ہوں

(۱۸)......عن ابی هریرة رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لا تمنعوا اماء الله مساجد الله ، ولکن لِیَخرُجن وهن تَفِلات۔

(ابوداؤد، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد ، رقم الحدیث:۵۶۳)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالی کی بندیوں کو اللہ تعالی کی مسجدوں سے نہ روکو، لیکن وہ ایسی حالت میں جائیں کہ میلی کچیلی ہوں۔

تشریح:......تفلات کے معنی یہ ہیں کہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں۔ اور خوشبو کے حکم میں وہ

تمام چیزیں شامل ہیں جوخواہشات نفسانی کوحرکت میں لانے والی ہیں، جیسے عمدہ لباس اور وہ زیور جس کے آثار ظاہر ہوں اور پرتکلف زینت۔ (عون المعبود ص۲۰۶ ج۲)

(۳)......عورت جب نماز کے لئے نکلے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے

(۱۹)......عن زينب الثقفية رضى الله عنها : عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال : اذا شهدتُ احداكنّ العشاء ' فلا تَطَيَّب تلك الليلة۔

(مسلم، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه الفتنة ، الخ ، رقم الحديث:۴۴۳)

ترجمہ:......حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے (ہم عورتوں سے) فرمایا: جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز کے لئے جائے تو اس رات خوشبو نہ لگائے۔

(۲۰)......عن زينب امرأة عبد الله رضى الله عنهما قالت : قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا شهدت احداكن المسجد فلا تمسّ طيبا۔

(مسلم، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه الفتنة ، الخ ، رقم الحديث:۴۴۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے (ہم عورتوں سے) فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

(۲۱)......عن ابى هريرة رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ايّما امرأة اصابت بخورا ' فلا تشهد معنا العشاء الآخرة۔

(مسلم، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه الفتنة ، الخ ، رقم الحديث:۴۴۴)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہر وہ عورت جو خوشبو کی دھونی لے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔

عورت کی عطر کی خوشبو لوگوں تک پہنچے تو یہ عورت گویا زانیہ ہے

(۲۲)......عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : ایما امرأة استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا ریحها ' فهی زانیة ' وکل عین زانیة۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۸۱۲ ج ۲، باب الامر بخروج النساء الی المساجد تفلات ، رقم الحدیث:۱۶۸۱)

ترجمہ:......حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت عطر لگا کر نکلے اور اس کا کسی قوم (لوگوں) پر گذر ہو اور وہ اس کی خوشبو پا لیں تو یہ عورت زانیہ ہے، اور ہر آنکھ کا (غیر محرم کو) دیکھنا زنا ہے۔

جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف نکلے اس کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی

(۲۳)......انّ ابا هریرة رضی الله عنه لقی امرأة متطیبة ترید المسجد ، فقال : یا امة الجبار ! این تریدین ؟ قالت : المسجد ، قال : وله تطیبت ؟ قالت : نعم ، قال : فانّی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : ایّما امرأة تطیبَتُ ' ثم خرجَتُ الی المسجد ' لم تُقبل لها صلوة حتی تغسل۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک عورت آئی جو خوشبو لگا کر مسجد جا رہی تھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبار کی بندی! کہاں جانے کا ارادہ کر رہی ہو؟ کہنے لگی مسجد، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد (میں جانے) کے لئے ہی خوشبو لگائی؟ کہنے لگی: جی ہاں، فرمایا: میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو عورت بھی خوشبو لگا کر مسجد کی طرف نکلے اس کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ

نہائے (اورخوشبوکوزائل کردے)۔(ابن ماجہ، باب فتنة النساء ، رقم الحديث:۴۰۰۲)

شوہرکوچاہئے کہ عورت کورات میں اجازت دے تاکہ پردہ کا اہتمام ہو

(۲۴)......عن ابن عمر رضى الله عنهما : عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : اذا استأذنكم نساءُ كم بالليل الى المسجد فائذنوا لهنّ۔

(بخاری، باب خروج النساء الى المسجد بالليل والغلس ، رقم الحديث:۸۶۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگرتمہاری عورتیں رات میں تم سے مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اس کی اجازت دے دیا کرو۔

(۴):......مرداورعورتوں کے دروازے علیحدہ ہوں

(۲۵)......عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو تركنا هذا الباب للنساء ، قال نافع رحمه الله : فلم يدخل منه ابن عمر رضى الله عنهما حتى مات۔

(ابوداؤد، باب : فى اعتزال النساء فى المساجد عن الرجال ، رقم الحديث:۴۶۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے (مسجد نبوی کے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: ہم اس دروازے کوعورتوں کے لئے چھوڑ دیں تو بہتر ہے۔حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کے بعد وفات تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس دروازہ سے (مسجد میں) داخل نہیں ہوئے۔

(۲۶)......عن نافع قال : ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كان ينهى ان يدخل من باب النساء۔(ابوداؤد، باب : فى اعتزال النساء فى المساجد عن الرجال ، رقم الحديث:۴۶۲)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مردوں کو) باب النساء سے ہوکر (مسجد میں) جانے سے منع فرماتے تھے۔

(۵)......مردوں سے اختلاط نہ ہو

آپ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز کے بعد فوراً اٹھ جاتی تھیں

(۲۷)......حدثتنی هند بنت الحارث : ان ام سلمة رضی الله عنها زوج النبی الله صلی الله علیه وسلم اخبرتها : ان النساء فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم کنّ اذا سلّمن من المکتوبة قُمن ، و ثبت رسول الله صلی الله علیه وسلم ومن صلی من الرجال ما شاء الله ، فاذا قام رسول الله صلی الله علیه وسلم قام الرجال۔

(بخاری، باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس ، رقم الحدیث:۸۶۶)

ترجمہ:......ہند بنت حارث رحمہا اللہ نے خبر دی کہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتلایا کہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیر کر فورا (باہر آنے کے لئے) اٹھ جاتی تھیں، رسول اللہ ﷺ اور جن مردوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، وہ جب تک اللہ تعالی چاہتے اپنی جگہ بیٹھے رہتے، پھر جب رسول اللہ ﷺ اٹھتے تو دوسرے حضرات بھی اٹھ جاتے تھے۔

(۲۸)......عن الزهری عن هند بنت الحارث عن ام سلمة رضی الله عنها قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سلم قام النساء حین یقضی تسلیمه ، ویمکث هو فی مقامه یسیرا قبل ان یقوم ، قال : نری- والله اعلم- انّ ذلک کان لکی ینصرف النّساء قبل ان یُدرکهُنّ احدٌ من الرِّجال۔

(بخاری، باب صلوة النساء خلف الرجال ، رقم الحدیث:۸۷۰)

ترجمہ:......حضرت زہری' ہند بنت حارث رحمہما اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ: ان کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ: آپ ﷺ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ جاتی تھیں، اور آپ ﷺ تھوڑی دیر اپنی جگہ پر تشریف فرما رہتے تھے۔ حضرت زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: واللہ اعلم یہ اس لئے تھا تاکہ عورتیں کسی مردوں کو نہ پالیں، (یعنی کسی مرد سے اختلاط نہ ہوجائے)۔

(۶) عورتیں اپنا سر اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک کہ مرد بیٹھ نہ جائیں

(۲۹)......عن سهل رضی الله عنه قال : كان رجال يصلّون مع النبی صلی الله عليه وسلم عاقدی اُزُرِهم علی اعناقهم كهيئة الصِّبيان ، وقال للنّساء : لا ترفَعُن رُؤوسكُنَّ حتی يستویَ الرّجال جلوسا۔

(بخاری، باب اذا كان الثوب ضيقا ، رقم الحديث:۳۶۲۔ باب الثياب و شدِّها ' ومن ضمّ اليه الخ رقم الحديث:۸۱۴۔ باب اذا قيل للمصلی تقدم او انتظر فانتظر فلا بأس ، رقم الحديث:۱۲۱۵)

ترجمہ:......حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: بہت سے لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر تہبند باندھ کر نماز پڑھتے تھے، اور عورتوں کو حکم تھا کہ: اپنے سروں کو (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک کہ مرد پوری طرح بیٹھ نہ جائیں۔

تشریح:......سردیوں میں عورتیں بچوں کو رومال کے دونوں کنارے مونڈھوں کے اوپر سے مخالف جانب سے نکال کر پیچھے گردن پر باندھتی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس طرح چادریں گردن پر باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اگر کپڑا ایک ہو اور تنگ ہو اور اس میں نماز پڑھنی ہو تو باندھ کر پڑھنی چاہئے تاکہ کھلے نہ' کشف عورت نہ ہو۔ (تحفۃ القاری ص۱۸۸ ج۲)

(۷)......نماز کے بعد فوراً عورتیں اپنی چادروں میں لپٹ کر واپس ہوجاتی تھیں، اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا

(۳۰)......عن عمرة بنت عبد الرحمن ' عن عائشة رضی الله عنها قالت : ان کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیُصلی الصّبح فینصرف النّساء مُتلَفِّعاتٍ بمُروطهن ما یُعرَفُن من الغلس۔

(بخاری، باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس ، رقم الحدیث:۸۶۷/۵۷۸)

ترجمہ:......عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹ کر (اپنے گھروں کو) واپس ہوجاتی تھیں، اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔

تشریح:......ناظرین یہیں سے اس حکمت کو بھی معلوم کرسکتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فجر کی نماز اندھیرے میں کیوں پڑھتے تھے، چونکہ آپ ﷺ کے زمانہ میں فجر کی نماز میں عورتیں بھی شریک ہوجایا کرتی تھیں، اس وجہ سے ان کی ستر پوشی اسی میں تھی کہ فجر اندھیرے میں ادا کی جائے، ورنہ نماز فجر کے لئے آپ ﷺ کا واضح ارشاد موجود ہے کہ اجالے میں نماز پڑھو، اس لئے کہ اس میں اجر زیادہ ہے۔ اس وقت نمازی بڑی تعداد میں شریک ہوسکتے ہیں، اور جماعت جتنی بڑی ہوگی، اس کا اجر بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔

(ارمغان حق ص۱۴۴ ج۲)

(۳۱)......عن عائشة رضی الله عنها : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی الصبح بغلس ' فینصرفن نساء المؤمنین لا یُعرَفُن من الغلس – أو لا یعرف بعضهن بعضا –۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: آپ ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے، مسلمان عورتیں جب (نماز پڑھ کر) واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا- یا یہ فرمایا کہ: عورتیں بعض کو پہچان نہیں سکتی تھیں--

(بخاری، باب سرعة انصراف النساء من الصبح و قلة مقامهن فی المسجد ، رقم الحدیث:۸۷۲)

عمر رضی اللہ عنہ کو عورت کے مسجد جانے پر غیرت آتی تھی اور مکروہ سمجھتے تھے

(۳۲)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : کانت امرأة لعمر رضی الله عنه تشهد صلا ة الصبح و العشاء فی الجماعة فی المسجد ، فقیل لها ' لِمَ تَخرُجِین ؟ وقد تعلمین ان عمررضی الله عنه یکره ذلک و یغار ؟ قالت : وما یمنعه ان ینهانی؟ قال : یمنعه قول رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا تمنعوا اماء الله مساجد الله۔ (بخاری، باب هل علی من لا یشهد الجمعة ، رقم الحدیث:۹۰۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں جاتی تھیں تو ان سے کہا گیا کہ: تم کیوں جاتی ہو؟ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمہارے جانے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور انہیں غیرت آتی ہے، انہوں نے کہا: تو پھر مجھے منع کیوں نہیں فرمادیتے ؟ لوگوں نے کہا: منع کرنے سے انہیں آپ ﷺ کا ارشاد مانع ہوتا ہے کہ: اللہ کی بندیوں کو اللہ تعالی کی مسجدوں سے نہ روکو۔

(۸)...... بوڑھی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں

(۳۳)......عن سلیمان بن ابی حثمة عن امه قالت : رأیت النساء القواعد یصلین مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المسجد۔

ترجمہ:......حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رحمہ اللہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ کہتی ہیں: میں نے بوڑھی عورتوں کو دیکھا کہ وہ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں۔ (مجمع الزوائد ص۱۱۹ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، الخ ، رقم الحدیث:۲۱۱۰)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے

(۳۴)......عن ابی عمر و الشیبانی انّه رأی عبد الله رضی الله عنه : یخرج النِّساء من المسجد یوم الجمعة ، ویقول : اخرجن الی بیوتکنّ خیر لکنّ۔

(طبرانی کبیر ص۲۲۸ ج۳، باب من کره خروج النساء الی العیدین ، رقم الحدیث:۹۴۷۵۔ الترغیب و الترهیب ص۱۴۲ ج۱، ترغیب النساء فی الصلاة فی بیتهن ولزومها وترهیبهن من الخروج منها۔ مجمع الزوائد ص۱۵۷ ج۲، باب خروج النساء الی المساجد ، رقم الحدیث:۲۱۱۸)

ترجمہ:......حضرت ابوعبداللہ عمرو شیبانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن دیکھا کہ آپ عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے تھے، اور فرماتے: اپنے گھروں کو جاؤ، تمہارے گھر تمہارے لئے بہتر ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکال دیتے

(۳۵)......عن ابن عمر رضی الله عنهما : یقوم یحصب النساء یوم الجمعة یخرجهن من المسجد۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ص۲۲۸ ج۳، باب خروج النساء الی المساجد ، تحت رقم الحدیث: ۸۶۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکال دیتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیویاں عیدین کے لئے نہیں نکلتی تھیں

(۳۶)......عن ابن عمر رضی الله عنهما : انه کان لا یخرج نساء ه فی العیدین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۴، باب من کره خروج النساء الی العیدین ، رقم الحدیث: ۵۸۴۵)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیویاں نماز عیدین کے لئے نہیں نکلتی تھیں۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ عورتوں کو عیدین کے لئے نہیں جانے دیتے تھے

(۳۷)......عن هشام بن عروة عن ابيه رحمهما الله عنهما : انه کان لا یدع امرأة من اهله الی فطر ولا اضحی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۴، باب من کره خروج النساء الی العیدین ، رقم الحدیث: ۵۸۴۶)

ترجمہ:......حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمہم اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: وہ اپنے گھر کی کسی عورت کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے لئے نہیں جانے دیتے تھے۔

حضرت قاسم نوجوان عورتوں کو عیدین کے لئے نہیں جانے دیتے تھے

(۳۸)......عن عبد الرحمن بن قاسم قال : کان القاسم اشد شیء علی العواتق لا یدعهن یخرجن فی الفطر والاضحی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۴، باب من کره خروج النساء الی العیدین ، رقم الحدیث: ۵۸۴۴)

ترجمہ:......حضرت عبد الرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر

صدیق (رضی اللہ عنہ) رحمہم اللہ نو جوان عورتوں کے بارے میں بہت سخت تھے کہ انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نہیں جانے دیتے تھے۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو عیدین کے لئے جانا مکروہ ہے

(۳۹)......عن ابراهيم قال : يكره خروج النساء فى العيدين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۴ ج۴، باب من كره خروج النساء الى العيدين ، رقم الحديث: ۵۸۴۴)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو عیدین کی نمازوں کے لئے جانا مکروہ ہے۔

حرمین شریفین میں عورتوں کی نماز

(۴۰)......عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه انه كان يحلف ' فيبلغ فى اليمين : مامن مصلى للمرأة خير من بيتها الا فى حج أو عمرة ' الا امرأة قد يئست من البعولة وهى فى منقليها، قلت : ما منقليها ؟ قال : امرأة عجوز قد تقارب خطوها ، رواه الطبرانى ' ورجاله موثقون۔

(طبرانی کبیر ص۲۹۳ ج۹، باب من كره خروج النساء الى العيدين ، رقم الحديث:۹۴۷۳۔
مجمع الزوائد ص۱۵۶ ج۲، باب خروج النساء الى المساجد ، رقم الحديث:۲۱۱۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ قسم کھاتے تھے اور سخت قسم کی قسم کھاتے تھے کہ: عورت کے لئے اس کی کوٹھری سے بہتر اور افضل کوئی مسجد نہیں، مگر حج اور عمرہ میں سوائے اس عورت کے جو خاوند کی خواہش سے بے نیاز ہونے کی عمر تک پہنچ گئی ہو، اور اپنے منقلین میں ہو۔ راوی نے پوچھا کہ: منقلین میں ہونے سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: ایسی بڑھیا کہ ضعفِ پیری کی وجہ سے اس کے قدم قریب قریب پڑنے لگیں۔

علامہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ نے مستقل باب قائم کیا ہے، جس کا عنوان یہ ہے کہ: مسجد نبوی میں اگر چہ نماز کی بہت فضیلت ہے، لیکن عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے، اور افضلیت والی حدیث میں مرد مراد ہیں نہ کہ عورتیں۔

باب اختيار صلوة المرأة فى حجرتها على صلوتها فى دارها و صلوتها فى مسجد قومها على صلوتها فى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم وان كانت صلوة فى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم ' تعدل الف صلوة فى غيرها من المساجد ، والدليل على ان قوله : صلوة فى مسجدى هذا افضل من الف صلوة فيما سواه من المساجد ' اراد به صلوة الرجال دون صلوة النساء ، اخبرنا ابو طاهر ...... عن عبد الله بن سويد الانصارى عن امرأة ابن حيمد الساعدى انها جاء ت فقالت : يا رسول الله ! انى احب الصّلوة معك ، الخ۔

(صحیح ابن خزیمہ ص ۸۱۵ ج ۲، باب اختيار صلوة المرأة فى اشد مكان من بيتها ظلمة ، رقم الحديث: ۱۶۷۹)

مرداور عورتوں کی
نماز میں فرق

اس رسالہ میں مرداورعورتوں کی نماز میں فرق پر احادیث اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند آثار مع مکمل حوالوں کے جمع کئے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ یہ فرق آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث اور آثار سے ثابت ہے۔ مقدمہ میں ساٹھ مختلف فرق کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ فرق نہ کرنے والوں کے دلائل کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر نہایت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

اللہ تعالی نے مردوعورت کی تخلیق میں فرق رکھا،عورت کی ساخت اور ہے مرد کی اور، عورت کا جسم مرد کے جسم سے علیحدہ ہے،اسی طرح مردوعورت کی صلاحیت میں بھی فرق رکھا،اسی طرح قوت اور طاقت میں بھی فرق رکھا ہے،اسی لئے قرآن نے ببانگ دہل اعلان فرمادیا کہ:﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾۔(سورۂ نساء،آیت نمبر:۳۴)

ترجمہ:...... مردعورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے،اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔(آسان ترجمہ)

مرداورعورتوں کےاحکام میں فرق کی ساٹھ(۶۰)مثالیں

عبادات کو لیجئے تو روزہ میں مردوعورت کا فرق تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

(۱)......عورت حالت حیض ونفاس میں روزہ نہیں رکھے گی۔

(۲)......ولادت کی تکلیف اورحمل کے زمانہ میں اسے بعض شرائط کےساتھ روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(۳)......معصوم بچہ کودودھ پلانے کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(۴)......عورت کونفل روزہ کے لئے شوہر کی اجازت لینی چاہئے۔

حج کے بکثرت اعمال میں عورت ومرد کا فرق مسلم ہے،مثلاً:

(۵)......عورت کے لئے سفرحج میں محرم کا ہونا شرط ہے۔

(۶)......عورت کونفل حج کے لئے شوہر کی اجازت لینی چاہئے۔

(۷)......عورت عدت میں حج وعمرہ کا سفرنہیں کرسکتی۔

(۸)......عورت کا احرام علیحدہ ہے، مرد کا علیحدہ۔

(۹)......عورت کے لئے احرام سے پہلے مہندی لگانا سنت ہے۔(مغنی ص۱۶۰ج۵)

(۱۰)......عورت حالت احرام میں سر کھلا نہیں رکھی گی، مرد کھلا رکھے گا۔

(۱۱)......عورت کے لئے احرام میں قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کھلی رکھنا ضروری نہیں۔

(۱۲)......عورت طواف میں رمل نہیں کرے گی، مرد کرے گا۔

(۱۳)......عورت اضطباع نہیں کرے گی، مرد کرے گا۔

(۱۴)......عورت تلبیہ زور سے نہیں کہے گی، مرد زور سے کہے گا۔

(۱۵)......عورت سعی میں میلین اخضرین کے درمیان نہیں دوڑے گی، مرد دوڑے گا۔

(۱۶)......عورت حالت حیض ونفاس میں طواف نہیں کرسکتی۔

(۱۷)......عورت کے لئے حیض کی وجہ سے طواف زیارت میں تاخیر کی اجازت ہے۔

(۱۸)......عورت ناپاکی کی حالت میں طواف وداع چھوڑ سکتی ہے۔

(۱۹)......عورت کے لئے حج میں حلق جائز نہیں، مرد کے لئے حلق افضل ہے۔

اسی طرح دوسرے کئی مسائل میں مردوعورتوں کا فرق شریعت نے رکھا ہے:

(۲۰)......عورت کا جہاد حج ہے۔

(۲۱)......عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی۔

(۲۲)......اقامت اور سفر کی نیت میں عورت مرد کے تابع ہے۔

(۲۳)......کسی عورت کو نبوت عطا نہیں ہوئی، مرد انبیاء ہوئے۔

(۲۴)......عورت امام اور خلیفہ نہیں بن سکتی، مرد بن سکتا ہے۔

(۲۵)......عورت قاضی بن سکتی ہے، مگر حدود اور قصاص کے مقدمات میں فیصلہ نہیں دے سکتی۔(اسلامی عدالت ص ۱۸۷)

(۲۶)......عورت کو مال غنیمت میں حصہ نہیں ملے گا، مرد کو ملے گا۔

(۲۷)......عورت کے لئے مہندی پسندیدہ ہے، مرد کو ممنوع ہے۔

(۲۸)......عورت کو سونا پہننا جائز ہے، مرد کے لئے حرام ہے۔

(۲۹)......عورت کے لئے نقاب کا حکم ہے۔

(۳۰)......عورت ریشم پہن سکتی ہے، مرد کے لئے حرام ہے۔

(۳۱)......مرد کے لئے چار شادیوں کی اجازت ہے عورت کے لئے نہیں۔

(۳۲)......عورت طلاق نہیں دے سکتی، یہ مرد کا اختیار ہے۔

(۳۳)......عورت کا حصہ میراث میں مرد کی بنسبت آدھا ہے۔

(۳۴)......عورت کے لئے شوہر کی وفات پر عدت ہے، مرد کے لئے نہیں۔

(۳۵)......عورت کے لئے طلاق کے بعد عدت ہے، مرد کے لئے نہیں۔

اسی طرح نماز میں مردوعورت کا فرق نہ ماننا عقل سے بالاتر ہے۔نماز میں شریعت نے مردوعورت میں فرق رکھا ہے:

(۳۶)......عورت کے لئے بجائے مسجد کے گھر میں نماز پسندیدہ ہے۔

(۳۷)......عورت کے لئے جماعت کے بجائے اکیلے نماز بہتر ہے۔

(۳۸)......عورت جماعت کرے تو مرد کی طرح صف میں آگے نہیں کھڑی ہوگی۔

(۳۹)......(اتفاقاً اگر عورت مسجد میں آجائے یا مرد کے ساتھ جماعت میں شامل ہوجائے تو) نماز میں صفوں کے آخر میں کھڑی رہے گی۔

(۴۰)......عورت کے لئے تنہا صف میں کھڑا ہونا درست ہے، مرد کے لئے ممانعت ہے۔

حدیث شریف میں ہے: المرأة وحدها صف۔(فتح الباری ص۲۱۲ج۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے: باب : المرأة وحدها تکون صفا۔

(۴۱)......عورت کے لئے اذان واقامت نہیں۔

(۴۲)......عورت مرد کی امام نہیں بن سکتی۔

(۴۳)......عورت جمعہ وعید کا خطبہ نہیں دے سکتی، مرد دے گا۔

(۴۴)......عورت کے ستر کی حد مرد سے مختلف ہے۔

(۴۵)......عورت ٹخنہ کھول کر نماز نہیں پڑھے گی، مرد کے لئے ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔

(۴۶)......مرد کی نماز کھلے سر جائز ہے۔عورت کی جائز نہیں۔

(۴۷)......مرد کہنیاں کھول کر نماز پڑھے تو مکروہ ہے، عورت کے لئے ناجائز ہے۔

(۴۸)......عورت کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھائے گی۔

(۴۹)......عورت ناف کے نیچے ہاتھ نہیں باندھے گی۔

(۵۰)......عورت قیام میں مرد کی طرح ہاتھ نہیں باندھے گی۔

(۵۱)......مرد اونچی آواز سے آمین کہہ دے تو ناجائز نہیں، عورت کے لئے ناجائز ہے۔

(۵۲)......عورت تکبیر تشریق زور سے نہیں کہے گی، مرد زور سے کہے گا۔

(۵۳)......عورت رکوع میں مرد کی طرح نہیں جھکے گی۔

(۵۴)......عورت رکوع میں مرد کی طرح ہاتھوں سے گھٹنوں کو نہیں پکڑے گی۔

(۵۵)......عورت سجدہ میں مرد کی طرح سرین کو اوپر نہیں رکھے گی۔

(۵۶)......عورت قعدہ میں مرد کی طرح نہیں بیٹھے گی۔

(۵۷)......عورت پر جمعہ اور عیدین واجب نہیں ہے۔

(۵۸)......عورت پر نماز جنازہ نہیں ہے۔

(۵۹)......عورت کا کفن پانچ کپڑوں میں ہوگا اور مرد کا تین کپڑوں میں۔

(۶۰)......عورت مردہ کو دفنانے قبرستان نہیں جائے گی۔

نوٹ:...... یہ: ۶۰ ؍مثالیں بلا کسی خاص تحقیق کے وقت پر جو یاد آگئیں لکھ دی گئی ہیں، اگر کوئی محقق تتبع سے مزید تلاش کرے تو اور مزید فرق کی مثالیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

کیا کوئی صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہیں، اس طرح کا خیال رکھنے والا حدیث کا قطعا عامل نہیں بلکہ کئی احادیث کا تارک ہے۔ اللہ تعالی ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائے اور فقہاء امت کی قدر دانی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس مختصر رسالہ میں احادیث اور آثار جمع کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کوئی صاحب بصیرت یہ نہیں کہہ سکتا کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے میں فرق

مرد کانوں تک اٹھائے اور عورت سینے تک

(۱)......عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال : جئت النبی صلی الله علیه وسلم فقال لی : رسول الله صلی الله علیه وسلم : یا وائل بن حجر ! اذا صلیت فاجعل یدیک حذو اذنیک ، والمرأة تجعل یدیها حذاء ثدییها۔

(معجم طبرانی کبیر ص۱۸ ج۲۲، رقم الحدیث:۲۸۴۹۷۔ مجمع الزوائد ص۲۷۲ ج۲، باب رفع الیدین ، رقم الحدیث:۲۵۹۴۔ جامع الاحادیث ص۴۳۹ ج۲۳، رقم الحدیث:۲۶۳۷۷)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے وائل بن حجر! جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے تک اٹھائے۔

آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ: عورت اپنا ہاتھ سر کے قریب تک لے جائے

(۲)......جابر بن عبد الله رضی الله عنه یقول : زجر النّبی صلی الله علیه وسلم ان تَصِل المرأة برأسها شیئًا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۳، باب تکبیر المرأة بیدیها وقیام المرأة ، رقم الحدیث:۵۰۷۰)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا کہ: عورت اپنا ہاتھ کچھ بھی سر کے قریب تک لے جائے۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتی تھیں

(۳)......عن عبد ربه بن زیتون قال : رأیت ام الدرداء رضی الله عنها ترفع یدیها

حذو منكبيها حين تفتتح الصلوة ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۱ ج ۲، فی المرأة اذا افتتحت الصلوة الی این ترفع یدیها ، رقم الحديث:۲۴۸۵)

ترجمہ:......حضرت عبدربہ بن زیتون رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں اپنے کندھوں تک ہتھیلیوں کو (یعنی ہاتھوں کو) اٹھاتی تھیں۔

(۴)......عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال : رأيت ام الدرداء رضى الله عنها كانت ترفع يديها فى الصلوة حذو منكبيها۔(جزء رفع الیدین (امام بخاری) ص۱۳)

ترجمہ:......حضرت عبدربہ بن سلیمان بن عمیر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتی تھیں۔

عورت تکبیر کہتے وقت مرد کی طرح ہاتھ نہ اٹھائے

(۵)......عن ابن جريج قال : قلت لعطاء : أتشير المرأة بيديها كالرجال بالتكبير ؟ قال : لا ترفع بذلك يديها كالرجال، واشار ' فخفض يديه جداً وجمعهما اليه ، وقال : ان للمرأة هيئة ليست للرجل۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۳۷ ج ۳، باب تكبير المرأة بيديها و قيام المرأة و ركوعها وسجودها ، رقم الحديث:۵۰٦٦۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۱ ج ۲، فی المرأة اذا افتتحت الصلوة الی این ترفع یدیها ، رقم الحديث:۲۴۸۹)

ترجمہ:......حضرت جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا: کیا عورت تکبیر تحریمہ کہتے وقت مرد کی طرح اشارہ (رفع یدین) کرے گی؟ آپ نے فرمایا:

عورت تکبیر کہتے وقت مرد کی طرح ہاتھ نہ اٹھائے ،آپ نے اشارہ کیا ، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بہت ہی پست رکھا اوران کو ملایا اورفرمایا:عورت کی (نماز میں) ایک خاص ہیئت ہے جو مردوں کی نماز میں نہیں ہے۔

(٦)......عطاء سئل عن المرأة کیف ترفع یدیها فی الصلوة ؟ قال : حذو ثدییها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۱ ج ۲، فی المرأة اذا افتتحت الصلوة الی این ترفع یدیها ، رقم الحدیث:٢۴٨٦)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ:نماز میں تکبیر کے وقت کس طرح ہاتھ اٹھائے؟ تو فرمایا کہ:اپنے سینہ تک۔

(۷)......عن حماد انه کان یقول فی المرأة اذا استفتحت الصلوة : ترفع یدیها الی ثدییها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۱ ج ۲، فی المرأة اذا افتتحت الصلوة الی این ترفع یدیها ، رقم الحدیث:٢۴٨٨)

ترجمہ:......حضرت حماد رحمہ اللہ سے مروی ہے: وہ عورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: عورت جب نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھ سینہ تک اٹھائے۔

(٨)......عن الزهری قال : ترفع یدیها حذو منکبیها۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۱ ج ۲، فی المرأة اذا افتتحت الصلوة الی این ترفع یدیها ، رقم الحدیث:٢۴٨۷)

ترجمہ:......حضرت زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ عورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: (عورت جب نماز شروع کرے تو) اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے۔

سجدہ اور بیٹھنے میں فرق

عورت سے آپ ﷺ کا حکم کہ: جب سجدہ کروتو اپنے جسم کو ملالیا کرو

(۹)......عن یزید بن ابی حبیب : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرّ علی امرأتین تصلّیان ، فقال : اذا سجدتما فضُمّا بعضَ اللحم الی الارض ، فانّ المرأة لیست فی ذاک کالرجل ۔(مراسیل ابی داؤد ص۸، باب ما جاء فی من نام عن الصلوۃ۔ سنن کبری بیہقی ص۲۲۳ ج۲، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

ترجمہ:......حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کا دو عورتوں پر سے گذر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا کہ: جب تم دونوں سجدہ کروتو اپنے جسم کا بعض حصہ زمین سے ملالیا کرو، اس لئے کہ عورت اس (سجدہ کے حکم) میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

عورت نماز میں ران، ران پر رکھے، اور سجدہ میں پیٹ ران سے ملالے

(۱۰)......عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا جلست المرأۃ فی الصلوۃ وضعت فخدھا علی فخِذھا الاخری ، فاذا سجَدَتْ اَلْصَقَتْ بطنَھا فی فخذھا کأستر مایکون لھا ، فان اللہ ینظر الیھا ، یقول : یا ملا ئکتی ! اشھدکم انّی قد غفرت لھا۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۲۳ ج۲، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود۔ کنز العمال ، صلوۃ المرأۃ ، رقم الحدیث:۲۰۲۰۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت میں ہے کہ: رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے، اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں سے ملا لیا کرے، اس طرح کہ زیادہ سے زیادہ پردہ ہوجائے، اس لئے کہ اللہ تعالی اس کو دیکھتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ: اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس (عورت) کو بخش دیا۔

عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور پیٹ سے رانوں کو ملائے

(١١)......عن علی رضی الله عنه قال : اذا سجدت المرأة ' فلتحتفز ولتلصق فخذيها ببطنها۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جب عورت سجدہ کرے تو اس کو چاہئے کہ سرین کے بل بیٹھے اور اپنے پیٹ سے رانوں کو ملائے رکھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۳۸ ج ۳، باب تکبير المرأة بيديها و قيام المرأة و ركوعها و سجودها ، رقم الحديث:۵۰۷۲۔ سنن بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافی فی الركوع والسجود)

(١٢)......عن خالد بن اللّجلاج قال : كن نساء يؤمرن ان يتربعن اذا جلس فی الصلوة ، ولا يجلسن جلوس الرجل على اوراكهن ، يتقى ذلك على المرأة مخافة ان يكون منها الشیء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۰٦ ج ۲، فی المرأة كيف تجلس فی الصلوة ، رقم الحديث:۲۷۹۹)

ترجمہ:......حضرت خالد بن لجلاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ جب نماز میں بیٹھیں تو چار زانو بیٹھیں، اور مردوں کی طرح اپنی سرین پر نہ بیٹھیں، عورت کو اس سے اس اندیشہ کی وجہ سے بچایا جاتا ہے کہ اس کا کوئی حصہ ظاہر ہوجائے۔

نوٹ:......حضرت خالد بن لجلاج رحمہ اللہ ایک معروف تابعی ہیں، اور بعض نے تو ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔(نفائس الفقہ ص ۱۷۲ ج ۱)

عورت سجدہ خوب سمٹ کر کرے

(۱۳)......عن علی رضی الله عنه قال : اذا سجدت المرأة ' فلتضم فخذيها۔

(سنن بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافی فی الركوع والسجود۔

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۰۴ ج ۲، المرأة كيف تكون فی سجودها ، رقم الحديث:۲۷۹۳)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے۔

عورتیں خوب سمٹ کر (یعنی رانوں کو پیٹ سے ملا کر) سجدہ کریں

(۱۴)......عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال : خير صفوف الرجال الاول ' وخير صفوف النساء الصف الآخر ، وكان يأمر الرجال ان يتجافوا فی سجودهم ، ويأمر النّساء ان يتخفَّضْن فی سجودهن ، وكان يأمر الرجال ان يفرشوا اليسرى وينصبوا اليُمنى فی التّشهّد ' ويأمر النّساء ان يتربّعن ، الخ۔

(سنن بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافی فی الركوع والسجود)

ترجمہ:......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں کے لئے بہترین صف پہلی ہے اور عورتوں کے لئے بہترین صف آخری ہے، اور مردوں کو حکم فرماتے تھے کہ: سجدے میں (اپنی رانوں کو پیٹ سے) جدا رکھیں، اور عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ: خوب سمٹ کر (یعنی رانوں کو پیٹ سے ملا کر) سجدہ کریں۔ اور

مردوں کوحکم فرماتے تھے کہ: تشہد میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں، اورعورتوں کوحکم فرماتے تھے کہ: چہارزانو بیٹھیں۔

عورتوں کوحکم دیا گیا کہ نماز میں سرین کے بل بیٹھیں

(۱۵)......عن ابن عمر رضی الله عنهما : انه سُئل كيف كُنَّ النساء يصلّين على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال : كنّ يترَبَّعْن ' ثم اُمِرن ان يحتَفِزْن۔

(مسندامام حصکفی ص۴۹۔مسندامام اعظم مترجم ص۱۹۶، باب صفة الجلوس فی التشهد)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ: وہ چارزانو بیٹھتی تھیں، پھر ان کوحکم دیا گیا کہ سرین کے بل بیٹھیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نماز میں چہارزانو بیٹھتی تھیں

(۱۶)......عن نافع : ان صفيّة رضی الله عنها كانت تُصلی وهی متربِّعَة۔

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) نماز پڑھتی تو چہارزانو ہوکر بیٹھتی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۰۶ ج۲، فی المرأة كيف تجلس فی الصلوة ، رقم الحديث:۲۸۰۰)

عورت سجدہ میں پیٹ رانوں سے چپکالے، اور سرین کو اوپر نہ اٹھائے

(۱۷)......عن ابراهيم قال : اذا سجدت المرأة فلتلزق بطنها بفخذيها ، ولا ترفع عجيزتها ' ولا تجافی كما يجافی الرجل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۰۵ ج۲، المرأة كيف تكون فی سجودها ؟ رقم الحديث:۲۷۹۸)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ

اپنی رانوں سے چپکا لے، اور اپنی سرین کو اوپر نہ اٹھائے، اور اعضاء کو اس طرح دور نہ رکھے جیسے مرد دور رکھتا ہے۔

مرد کا عورت کی طرح سجدہ میں پیٹ کو رانوں پر رکھنا مکروہ ہے

(۱۸)......عن مجاهد انه كان يكره : ان يضع الرجل بطنه على فخديه اذا سجد كما تضع المرأة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، المرأة كيف تكون فى سجودها ؟ رقم الحديث:۲۷۹۶)

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ: مرد جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں پر رکھے جیسا کہ عورت رکھتی ہے۔

لباس میں فرق

عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے اللہ تعالی قبول نہیں فرماتے

(۱۹)......عن عائشة رضى الله عنها : عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : لا يقبل الله صلوة حائضٍ الا بخمارٍ۔ (ابوداؤد، باب المرأة تصلى بغير خمار، رقم الحديث:۶۳۹۔ ترمذی، باب ما جاء لا تقبل صلوة المرأة الحائض الا بخمار ، رقم الحديث :۳۷۷۔ابن ماجہ، باب اذا حاضت الجارية لم تصل الا بخمار ، رقم الحديث:۶۵۵)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں فرماتے۔

(۲۰)......لا يقبل الله من امرأة صلوة حتى توارى زينتها ' ولا جارية بلغت المحيض حتى تختمر۔ (كنز العمال ، صلاة المرأة ، رقم الحديث:۲۰۲۰۴)

ترجمہ:......اللہ پاک عورت کی نماز کو قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ اپنی زیب وزینت

کو نہ چھپالے، اور نہ اس لڑکی کی جو بالغ ہوچکی ہو نماز قبول فرماتے ہیں جب تک کہ وہ اوڑھنی اوڑھ کر نماز نہ پڑھے۔

(۲۱)...... اذا حاضت المرأة لم تقبل لها صلوة الا بخمار۔

ترجمہ:...... جب لڑکی حائضہ (بالغہ) ہوجائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ اوڑھنی نہ اوڑھ لے۔(کنز العمال ، صلاۃ المرأۃ ، رقم الحدیث:۲۰۲۰۵)

بالغہ لڑکی کی نماز بغیر دوپٹے کے جائز نہیں

(۲۲)......لا صلوة لحائض الا بخمار۔(کنز العمال ، صلاۃ المرأۃ ، رقم الحدیث:۲۰۲۰۶)

ترجمہ:...... بالغہ لڑکی کی نماز بغیر دوپٹے کے جائز نہیں۔

عورت کی نماز دوپٹہ اور ایسے کرتہ میں جو پاؤں تک چھپالے جائز ہے

(۲۳)......عن ام سلمة رضی الله عنها : انها سألت النبی صلی الله علیه وسلم : أتصلی المرأة فی دِرع وخِمار لیس علیها ازار ؟ قال : اذا کان الدِّرع سابغا یُغَطِّی ظُهور قدمیها۔(ابوداؤد ص۱۰۱ ج۱، باب فی کم تصلی المرأة ، رقم الحدیث:۶۳۸)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا عورت صرف ایک کرتہ اور ایک دوپٹہ میں بغیر ازار کے نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کرتہ پورا ہو اور اس کو پاؤں تک چھپالے۔

ہم نماز پڑھتی تھیں دوپٹہ اور لمبے کرتہ میں جو پاؤں کو ڈھک لیتا تھا

(۲۴)......سألت امّ سلمة رضی الله عنها : ماذا تصلی فیه المرأة من الثیاب ؟ فقالت تصلی فی الخمار والدرع السابغ الذی یُغیِّبُ ظهور قدمیها۔

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہم نماز پڑھتی تھیں ایک دوپٹہ اور ایک لمبے کرتہ میں جو پاؤں کے اوپر والے حصہ کوڈھانپ لیتا تھا۔ (ابوداؤد ص۱۰۱ ج۱، باب فی کم تصلی المرأة ، رقم الحدیث:۶۳۷)

ایک عورت کا سوال کہ: میرا دامن لمبا ہوتا ہے

(۲۵)......عن ام ولد لابراهیم بن عبد الرحمن بن عوف انها سألت ام سلمة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم فقالت : انی امرأة اطیل ذیلی وامشی فی المکان القذر ؟ فقالت ام سلمة : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یطهره ما بعده۔

(مؤطاامام محمد (مترجم) ص۱۴۶ ج۱، باب الرجل یجرُّ ثوبه والمرأة یجر ذیلها فیعلق به قِذر وّما کره من ذلک ، رقم الحدیث:۲۹۷)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے مروی ہے کہ: حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ: میرا دامن لمبا ہوتا ہے اور میں بسا اوقات ناپاک جگہ پر بھی چلتی ہوں، اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس ناپاکی کو اس کے بعد کی پاک جگہ پاک کردیتی ہے۔

تشریح:......معلوم ہوا کہ عورت کا کرتہ ٹخنوں سے نیچے ہوتا ہے، اور یہ فعل مردوں کے لئے یہ حرام ہے۔

لقمہ دینے میں فرق

مردوں کے لئے تسبیح ہے، اورعورتوں کے لئے تالی بجانا

(۲۶)......عن ابی هریرة و سهل بن سعد رضی الله عنهما : قال رسول الله صلی

الله عليه وسلم : التّسبيح للرّجال و التّصفيق للنّساء۔

(بخاری، باب:التصفيق للنّساء ، رقم الحديث:۱۲۰۳/۱۲۰۴۔مسلم، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة اذا نابهما شيء فى الصلوة ، رقم الحديث:۴۲۲۔ترمذی، باب ما جاء ان التّسبيح للرّجال و التّصفيق للنّساء ، رقم الحديث:۳۶۹۔ابوداؤد، باب التّصفيق فى الصلوة ، رقم الحديث: ۹۳۹۔نسائی، باب التّسبيح فى الصلوة ، رقم الحديث:۱۲۱۰/۱۲۱۱۔ابن ماجہ، باب : التّسبيح للرّجال فى الصلوة و التّصفيق للنّساء ، رقم الحديث:۱۰۳۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مردوں کے لئے تسبیح ہے، اور عورتوں کے لئے تالی (ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر ہلکی آواز سے مارنا) ہے۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

عورت سمٹ کر نماز پڑھے

(۲۷)......عن ابن عباس رضى الله عنهما انه سئل عن صلوة المرأة ؟ فقال : تجتمع و تحتفز۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۵۰۵ ج ۲، المرأة كيف تكون فى سجودها ، رقم الحديث:۲۷۹۴)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ عورت کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ تو ان کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ: وہ سمٹ کر نماز پڑھے۔

(۲۸)......عن عطاء بن ابى رباح انه سأل عائشة رضى الله عنها هل رُخِّص للنساء ان يُّصلِّينَ على الدَّوابِّ ؟ قالت : لم يُرَخَّصُ لهنّ فى ذلك فى شِدّة ولا رخاء۔

(ابوداؤد، باب الفريضة على الرّاحلة من عذر ، رقم الحديث:۱۲۲۸)

ترجمہ:......حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: کیا عورتوں کو جانور پر نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے یا نہیں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: نہیں نہ سختی میں اور نہ ہی آسانی میں۔

تشریح:......عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ سواری کی حالت میں فرض نماز پڑھ لیں؟ عورتوں کی تخصیص سوال میں شاید اس لئے ہو کہ وہ صنف نازک ہیں، ممکن ہے کہ ان کے لئے اس کی گنجائش ہو۔ (الدرالمنضود ص۴۹۳ ج۲)

حدیث میں بطور خاص سوال عورتوں کے لئے کرنا یہ دلیل ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں لوگ فرق سمجھتے تھے، ورنہ سوال کی کیا ضرورت تھی؟ جو حکم مرد کے لئے ہے وہی عورت کے لئے ہے۔

مرد اور عورت کے صف بنانے میں فرق

عورتوں کی صفوں میں بہتر آخری صف اور بدتر پہلی صف ہے

(۲۹)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : خيرُ صفوف الرِّجال اوّلُها ، وشرُّها آخِرُها ، وخيرُ صفوف النّساء آخرُها ، و شرُّها اوّلُها۔

(مسلم، باب تسوية الصّفوف واقامتها ، الخ ، رقم الحديث:۴۴۰۔ابوداؤد، باب صف النّساء و التّأخرعن الصّف الاوّل ، رقم الحديث:٦٧٦۔ترمذی، باب ما جاء فی فضل الصف الاوّل ، رقم الحديث:۲۲۴۔نسائی، ذكر خير صفوف النّساء و شر صفوف الرّجال ، رقم الحديث:۸۲۱۔ابن ماجہ، باب صفوف النّساء ، رقم الحديث:۱۰۰۰)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مردوں کی صفوں میں بہتر پہلی صف ہے، اور بدتر آخری ، اورعورتوں کی صفوں میں بہتر آخری صف اور بدتر پہلی صف ہے۔

(۳۰)......عن جابر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : خيرُ صفوف الرجال المقدم ، وشرُّها المؤخر ، وخيرُ صفوف النّساء المؤخر ، و شرُّها المقدم ، يا معشر النساء اذا سجد الرجال فاغضضن ابصاركن ، ولا ترين عورات الرجال من ضيق الازر۔(كنز العمال ، تصوية الصفوف و فضلها ، رقم الحديث:۲۰۶۴۶)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی بہترین صفیں اگلی ہیں، اور بری صفیں پچھلی صفیں ہیں۔ اورعورتوں کے لئے بہتر صفیں پچھلی ہیں، اور بری صفیں اگلی ہیں۔ اے عورتوں کی جماعت! جب مرد سجدہ کریں تو تم اپنی آنکھیں نیچی کر لیا کرو(یعنی جھکا لیا کرو) اور مردوں کی تنگ ازاروں سے ان کی شرمگاہیں نہ دیکھا کرو۔

جماعت کی نماز کے متعلق مرداور عورت میں فرق

عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے

(۳۱)......صلاة المرأة وحدها تفضل على صلاتها فى الجمع بخمس و عشرين درجة۔(كنز العمال ، رقم الحديث :۴۵۱۸۷۔فیض القدیرشرح جامع الصغیرص۲۹۳ج۴، رقم الحديث:۵۰۹۲)

ترجمہ:......عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔

عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو

(۳۲)......عن عائشة رضى الله عنها : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا

خیر فی جماعة النّساء الا فی المسجد ۔(رواہ احمد والطبرانی ، کذا فی اعلاء السّنن ص۲۴۲ج۴، باب کراھة جماعة النساء ، رقم الحدیث:۱۲۱۹)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔

تشریح:......آپ ﷺ عورتوں کی جماعت میں ہر طرح کی خیر کی نفی فرمارہے ہیں الا یہ کہ مسجد میں ہوتو وہاں پر خیر کی نفی نہیں فرمائی، اس لئے کہ عورت مرد کی اقتدا میں ہوگی۔

امامت کے متعلق مردوعورت کا فرق

خبردار کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے

(۳۳)......عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منبرہ یقول : فذکر الحدیث وفیہ : ألا ولا تَؤُمَّنَّ امرأة رجلا۔

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آپ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ: پھر طویل حدیث نقل فرمائی ،خبردار کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے۔(السنن الکبری للبیھقی ص۹۰ج۳، باب لا یأتم رجل بامرأة)

مرد جب عورتوں کی اطاعت کریں گے تو ہلاک ہوجائیں گے

(۳۴)......ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ھلکت الرجال حین اطاعت النّساء ۔(رواہ احمد والحاکم کذا فی اعلاء السنن ص۲۵۱ج۴، باب عدم جواز امامة المرأة لغیر المرأة ، رقم الحدیث:۱۲۳۴)

ترجمہ:......آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: مرد جب عورتوں کی اطاعت کریں گے تو ہلاک

ہوجائیں گے۔

تشریح:......ظاہر ہے جب عورت مرد کی امامت کرے گی تو مرد کو اس کی اطاعت کرنی پڑے گی، اوراس پر آپ ﷺ ہلاکت کا اظہار فرمارہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: عورت امامت نہ کرے

(۳۵)......عن علی ابن طالب رضی الله عنه انه قال : لا تؤمُّ المرأةُ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۷۰ ج۳، من کره ان تؤمّ المرأة النّساء ، رقم الحديث:۴۹۹۵)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: عورت امامت نہ کرے۔

عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں پر اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے

(۳۶)......عن ابن مسعود رضی الله عنه : اخّروهنّ من حيث اخّرهنّ الله۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں پر اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۴۹ ج۳، باب شهود النساء الجماعة ، رقم الحديث:۵۱۱۵)

امامت میں قیام کی جگہ کا فرق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امامت میں درمیان صف کھڑی ہوتیں

(۳۷)......عن عطاء عن عائشة رضی الله عنها : انها كانت تؤمّ النّساء ‘ تقوم معهنّ فی الصّف ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۶۹ ج۳، باب المرأة تؤمّ النّساء ، رقم الحديث:۴۹۹۱)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں، اور درمیان صف میں کھڑی ہوتیں۔

عورت' عورتوں کی امامت درمیان میں کھڑی ہوکر کرے

(۳۸)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : تؤمّ المرأة النّساء ' تقوم فی وسطهن۔(مصنف عبدالرزاق ص۱۴۰ ج۳، باب المرأة تومّ النّساء ، رقم الحديث:۵۰۸۳)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ :عورت' عورتوں کی امامت اس طرح کرے کہ وہ درمیان میں کھڑی ہو۔

(۳۹)......عن عائشة رضی الله عنها كانت تؤمّ النّساء فی التّطوّع ' تقوم معهنّ فی الصّف۔(مصنف عبدالرزاق ص۱۴۱ ج۳، باب المرأة تومّ النّساء ، رقم الحديث:۵۰۸۷)

ترجمہ:......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی نفل نماز میں امامت کی، اور صف میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہوئیں۔

(۴۰)......عن عطاء عن عائشة رضی الله عنها انها صلت بنسوة العصر فقامت فی وسطهن۔(کتاب الام ص۱۶۴ ج۱، امامة المرأة و موقفها للامامة)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور وہ درمیان صف میں کھڑی ہوئیں۔

(۴۱)......عن ريطة الحنفية : ان عائشة رضی الله عنها اَمَّتْهُنَّ وقامت بينهنّ فی صلوة مّكتوبة ، اسناده صحيح۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۴۱ ج۳، باب المرأة توم النساء ، رقم الحديث:۵۰۸۶)

ترجمہ:......ریطہ حنفیہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں نماز پڑھائی اور فرض نماز میں ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

(۴۲)......عن حجيرة بنت حصين قالت : اَمَّتْنَا ام سلمة رضی الله عنها فی صلوة

العصر فقامت بيننا ، اسناده صحيح۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۰ ج ۳، باب المرأة توم النساء ، رقم الحديث:۵۰۸۲)

ترجمہ:......حجیرہ بنت حصین رحمہا اللہ نے کہا: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں ہمیں امامت کرائی اور ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔

(۴۳)......عن عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها انها كانت تؤم فى شهر رمضان فتقوم وسطا۔(كتاب الآثار ، بتحقيق الشيخ الفقيه ابو الوفاء الافغانى ص ۲۰۳ ج ۱)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں اور درمیان صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔

(المختار شرح كتاب الآثار ص ۱۶۳، رقم الحديث:۲۱۷)

اذان اور اقامت میں فرق

عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے

(۴۴)......عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : ليس على النّساء اذان ولا اقامة۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۲۷ ج ۳، باب هل على المرأة اذان و اقامة ؟ رقم الحديث:۵۰۲۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔

(۴۵)......عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : ليس على النّساء اذان ولا اقامة۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۲۷ ج ۳، باب هل على المرأة اذان و اقامة ؟ رقم الحديث:۵۰۲۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔

(۴۶)......عن الحسن و ابن المسیب رحمهما الله قالا : لیس علی النّساء اذان و اقامة۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۲۷ ج۳، باب هل علی المرأة اذان و اقامة ؟ رقم الحدیث:۵۰۲۰)

ترجمہ:......حضرت حسن اور حضرت ابن مسیّب رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔

(۴۷)......عن مجاهد رحمه الله قال : لیس علی النّساء اقامة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۲۷ ج۳، باب هل علی المرأة اذان و اقامة ؟ رقم الحدیث:۵۰۱۷)

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں پر اقامت نہیں ہے۔

(۴۸)......عن الزهری رحمه الله قال: لیس علی النّساء اقامة۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۲۷ ج۳، باب هل علی المرأة اذان و اقامة ؟ رقم الحدیث:۵۰۱۹)

ترجمہ:......حضرت زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عورتوں پر اقامت نہیں ہے۔

(۴۹)......حدثنا معتمر بن سلیمان عن ابیه قال : کنا نسأل انسا رضی الله عنه: هل علی النّساء اذان و اقامة ؟ قال : لا ' و ان فعلنَ فهو ذِکر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۶۶ ج۲، فی النساء من قال: لیس علیهن اذان الخ ، رقم الحدیث:۲۳۳۱)

ترجمہ:......حضرت سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کہ کیا عورتوں پر اذان اور اقامت ہے؟ وہ فرماتے کہ: نہیں، اور اگر وہ کر لیں (یعنی اذان دیدیں یا اقامت کہہ لیں) تو یہ ذکر ہے۔

نماز جمعہ میں مردوعورت کا فرق

جمعہ کی نماز: غلام' عورت' بچے' بیمار پر واجب نہیں

(۵۰)......عن طارق بن شهاب رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :

الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة :عبد مملوک ' أو امرأة ' أو صبی ' أو مریض ۔(ابوداؤد، باب الجمعة للمملوک والمرأة ، رقم الحدیث:۱۰۶۷)

ترجمہ:......حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے سوائے چار طرح کے لوگوں کے: غلام پر' عورت پر' بچے پر' بیمار پر۔

(۵۱)......عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فعلیه الجمعة یوم الجمعة ، الا مریض أو مسافر أو امرأة أو صبی أو مملوک ، فمن استغنی بلهو أو تجارة استغنی الله عنه ، والله غنی حمید۔

(دارقطنی ص۳ ج۲، باب من تجب علیه الجمعة ، رقم الحدیث:۱۵۶۰۔مشکوة، باب وجوبها)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالی (کی ذات وصفات) پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے، سوائے بیمار' مسافر' عورت' بچہ' پاگل اور غلام کے، لہذا جو شخص کھیل کود اور تجارت وغیرہ میں مشغول ہوکر نماز جمعہ سے بے پروائی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس سے بے پرواہ ہے، اور اللہ تعالی بالکل بے نیاز ہے، بذات خود قابل تعریف۔(مشکوۃ ص۱۲۱)

جمعہ کی نماز: عورت' غلام' مسافر اور بیمار پر واجب نہیں

(۵۲)......عن محمد بن کعب القرظی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : اربعة لا جمعة علیهم : المرأة ' والمملوک ' والمسافر ' و المریض، قال ابوحنیفة رحمه الله : فان فعلوا اجزأهم ، قال محمد : وبه نأخذ۔

(کتاب الآثار ص۱۵۲، باب صلوة یوم الجمعة والخطبة ، رقم الحدیث:۱۹۹)

ترجمہ:......حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار افراد پر جمعہ واجب نہیں: عورت، غلام، مسافر اور بیمار۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر یہ لوگ پڑھ لیں تو جمعہ ہو جائے گا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ (المختار شرح کتاب الآثار ص۱۵۲)

نماز جنازہ میں مرد وعورت کا فرق

(۵۳)......محمد قال : اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم رحمهم الله فی الجنائز اذا اجتمعت قال : تصفه صفا ، بعضها أمام بعض ، وتصفها جمیعا یقوم الامام وسطها ، فاذا کانوا رجالا و نساء جعل الرجال هم یلون الامام ، والنساء أمام ذلک یلین القبلة کما ان الرجال یلون الامام اذا کانوا فی الصلوة والنساء من ورائهم ، قال محمد : وبه نأخذ ، وهو قول ابی حنیفة رحمه الله۔

(کتاب الآثار ص۱۸۱، باب الصلوة علی جنائز الرّجال والنّساء ، رقم الحدیث:۲۴۵)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو سب کو ایک دوسرے کے آگے ترتیب سے رکھ دیں گے، امام ان کے درمیان کھڑا ہو جائے گا (جنازے اس کے آگے ہوں گے) اگر جنازے مردوں اور عورتوں دونوں کے ہوں تو مردوں کے جنازے امام کے قریب ہوں گے اور عورتوں کے ان سے آگے قبلہ کی جہت میں جیسے نماز میں مرد امام کے قریب ہوتے ہیں اور عورتیں ان کے بعد ہوتی ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص۱۸۱)

(۵۴)......محمد قال : اخبرنا ابو حنیفة عن سلیمان الشیبانی عن عامر الشعبی

رحمهم الله قال : صلى ابن عمر رضى الله عنهما على ام كلثوم بنت على وزيد بن عمر ابنها ' فجعل ام كلثوم تلقاء القبلة ' وجعل زيدا مما يلى الامام ، قال محمد : وبه نأخذ ، وهو قول ابى حنيفة رحمه الله۔

(کتاب الآثار ص۱۸۱، باب الصلوة على جنائز الرّجال والنّساء ، رقم الحديث:۲۴۶)

ترجمہ:......حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ام کلثوم بنت علی اوران کے بیٹے زید بن عمر رضی اللہ عنہم پر نماز جنازہ پڑھی تو ام کلثوم کو قبلہ کی طرف آگے رکھا اورزید کو امام کے قریب ۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔(المختار شرح کتاب الآثار ص۱۸۱)

(۵۵)......محمد قال : اخبرنا ابوحنيفة قال : حدثنا عيسى بن عبد الله بن موهب قال : رأيت ابا هريرة رضى الله عنه يصلى على جنائز الرجال والنساء ، فجعل الرجال يلونه والنساء يلين القبلة۔

(کتاب الآثار ص۱۸۱، باب الصلوة على جنائز الرجال والنساء ، رقم الحديث:۲۴۷۔المختار شرح کتاب الآثار ص۱۸۱)

ترجمہ:......حضرت عیسی بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مردوں اورعورتوں کے جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ،انہوں نے مردوں کو اپنے قریب رکھا اورعورتوں کو قبلہ کی جہت میں آگے کر کے رکھا۔

قبرستان دفنانے جانے کے بارے میں مردوعورت کا فرق

عورت کے قبرستان دفنانے جانے پر سخت وعید

(۵۶)......محمد عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنه قال : قبرنا مع

رسـول الـله صلى الله عليه وسلم– يعنى مِيّتًا– فلما فرغنا انصرف رسولُ الله صلى الـلـه عليه وسلم وانصرفنا معه ' فلما حاذى بابَهُ وقف ' فاذا نحن بامرأة مُقبِلةٍ ، قال : اظنّه عرفها ، فلما ذهبَتُ اذا هى فاطمة ، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم : مـا اخـرجکِ يـا فـاطـمة مـن بيتکِ ؟ قـالت : اتيتُ يا رسول الله اهل هذا البيت ، فـرَحَّـمْـتُ اليهـم مِيّتهـم أو عـزَّيتُهُـم به ، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم : فلعلّکِ بلغتِ معهم الکُدى ؟ قالت : معاذ الله ' وقد سمعتُک تذکر فيها ما تذکر ، قال : لو بلغتِ معهم الکُدى ' فذکر تشديدًا فى ذلک۔

(ابوداؤد، باب التّعزية ، اوّل کتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۱۲۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک میت کو دفنایا، جب ہم اس کام سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس ہوئے، ہم بھی آپ کے ساتھ لوٹ آئے، جب آپ میت کے گھر پہنچے تو آپ ﷺ ٹھہر گئے، دیکھا ایک عورت سامنے سے چلی آرہی ہے، راوی کہتے ہیں کہ: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو پہچان لیا تھا، جب وہ عورت چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ: اے فاطمہ! تم اپنے گھر سے کس وجہ سے باہر نکلیں؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں میت کے گھر والوں کے پاس آئی تھی تاکہ ان سے تعزیت کروں، یا یہ کہا کہ: میں ان کے مردہ کے لئے دعائے مغفرت کروں، آپ ﷺ نے دوسرا سوال کیا: شاید تم لوگوں کے ساتھ قبرستان تک گئی ہوں گی؟ انہوں نے کہا: معاذ اللہ! میں اس سلسلہ میں آپ کی وعید سن چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ قبرستان جاتیں تو.....آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ایک سخت بات کہی۔

تشریح:.......امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ادباًاس وعید کو بیان نہیں فرمایا،اس کا تقاضا یہی ہے کہ تشریح میں بھی اس وعید کو مبہم ہی رکھا جائے،مگر ایک واقعہ قریب ہی زمانہ میں پیش آیا کہ ایک عورت اپنے والد کے جنازہ کے ساتھ قبرستان گئی اور مردوں کے درمیان قبر پر مٹی بھی ڈالی،اس لئے مجبوراًاس وعید کو ذکر کیا جاتا ہے،اللہ تعالی کسی کو پڑھ کر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

نسائی شریف کی روایت میں اس وعید کا ذکر ہے:''لو بلغتِها معهم ما رأيتِ الجنة حتى يراها جد ابيک''۔(نسائی، باب النعی ، کتاب لجنائز ، رقم الحدیث:۱۸۸۱)

یعنی اگر تم قبرستان جاتیں تو تم جنت کو نہ دیکھ پاتیں، یہاں تک کہ تمہارے باپ کا دادا (عبدالمطلب)اس کو دیکھ لے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ تعزیت جائز ہے،اوراس کے لئے عورت کا نکلنا بھی جائز ہے۔اس حدیث کے ظاہر الفاظ''لو بلغتِها معهم'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جائے تو اس کا یہ عمل خلود فی النار کا موجب ہوگا، حالانکہ یہ بات قواعد اہل سنت کے خلاف ہے، بہت سے بہت اس عورت کا یہ کام گناہ کبیرہ ہوگا،اور کوئی گناہ سوائے شرک کے ہمیشہ جہنم کا مستحق نہیں بنتا، یہی اہل سنت کا مسلک ہے،لہذا حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں جو بات ارشاد فرمائی،یعنی''لو بلغتِها معهم'' وہ تہدید وتشدید پر محمول ہوگی۔

(ملخصا من حاشية النسائى لعلامة السيوطى والسندهى رحمهما الله۔شرح النسائی ص۲۸۳ ج۳)

''عورتوں کے میت کے ساتھ قبرستان جانے پر آپ ﷺ کی ناگواری

(۵۷)...... عن انس رضى الله عنه قال : خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه

وسلم فی جنازةٍ ، فرأی نسوةً ، فقال أتَحمِلْنَه ؟ قلن : لا ، قال : أتَدفِنَّهُ ؟ قلن : لا ، قال فارجعْن ، مَازُوراتٍ غیر مَاجورات۔

(فتح الباری، باب حمل الرّجال الجنازةَ دون النّساء ، کتاب الجنائز ، تحت رقم الحدیث:۱۳۱۴۔

(مجمع الزوائدص۹۸ج۳، باب اتباع النّساء الجنائز ، کتاب الجنائز ، رقم الحدیث:۴۱۲۴)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے،تو آپ ﷺ نے کچھ عورتوں کو(بھی پیچھے آتے) دیکھا،(تو ناگواری سے ان سے) پوچھا: کیاتم مردوں کواٹھانے آئی ہو؟ عورتوں نے جواب دیا:نہیں،آپ ﷺ نے فرمایا: دفن کرنے آئی ہو؟انہوں نے کہا:نہیں،آپ ﷺ نے فرمایا:وزر(اور گناہ لےکر) چلی جاؤ، بلاثواب کے(یعنی آنے کا بھی ذرابھی ثواب نہیں ملا)۔

’’صلّو ا کما رأیتمونی أصلّی‘‘ کاحکم مرداورعورت دونوں کیلئے ہے؟

جوحضرات نماز میں مرداورعورت کافرق نہیں مانتے ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: صلّوا کما رأیتمونی أصلیّ ۔ظاہرہے کہ اس حکم میں مرداورعورت دونوں شامل ہیں۔

جواب:......اس حدیث میں دواحتمال ہیں:(۱): یاتو اس حدیث میں مرداورعورت دونوں کی نماز کابیان ہے۔(۲): یاصرف مرد کی نماز کا بیان ہے۔اور یہ دوسرا معنی متعین ہے،ان احادیث وآثار کی وجہ سے جومرداورعورت کےفرق پردلالت کرتی ہیں۔

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ: جیسے میں نے تم کوتعلیم دی ہےاس طریقہ سےنماز پڑھو، مردوں کوجیسی تعلیم دی ہے وہ اسی طریقہ سے نماز پڑھیں ،اورعورتوں کوجس طرح تعلیم دی ہے، وہ اسی کے مطابق نماز اداکریں۔ورنہ ان تمام احادیث کا کیا جواب ہوگا جن میں

دونوں کی نماز کا فرق بیان ہوا ہے۔

اگر حدیث شریف کا ظاہری معنی مراد لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے سارے لوگ اس پر عمل کرتے ہوئے ساری تکبیریں بلند آواز سے کہیں، اور جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ اور سورت بھی زور سے پڑھیں۔ یہ مطلب نہ کسی نے لیا اور نہ لیا جا سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ظاہری معنی مراد نہیں۔

پھر اس حدیث سے یہ استدلال کہ مرد وعورتوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں درست نہیں، اس لئے کہ اول تو اس جملہ کا سیاق وسباق ایک خاص واقعہ ہے۔

(۱)......حدثنا مالک بن الحويرث رضی الله عنه قال : أتينا النبیَّ صلی الله عليه وسلم ونحن شببة متقاربون ' فاقمنا عنده عشرين ليلة ، وكان رسولُ الله صلی الله عليه وسلم رقيقا ، فلما ظنّ انّا قد اشتهينا اهلنا –أو قد اشتقنا– سألنا عمّن تركنا بعدنا ، فاخبرناه ، قال : ارجعوا الی اهليكم فأقيموا فيهم وعلّموهم و مُروهم –و ذكر اشياءَ أحفظُها ولا احفظها– و صلّوا كما رأيتمونی أصلِّی ، فاذا حضرتِ الصلوةُ فليُؤَذِّنُ لكم احدُكم ' وَلْيُؤُمَّكم اكبرُكُم ۔(بخاری، باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق ، كتاب اخبار الآحاد ، رقم الحديث:۷۲۴۶)

ترجمہ:......حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم سب (وفد کے افراد) جوان اور ہم عمر تھے، ہم آپ ﷺ کی خدمت میں بیس دن رہے۔ آپ ﷺ بہت شفیق تھے، جب آپ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ اب ہمارا دل اپنے گھر والوں کی طرف مشتاق ہے تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ: اپنے پیچھے ہم کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ ہم نے آپ ﷺ کو بتایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے گھر چلے جاؤ اور ان کے ساتھ رہو اور انہیں سکھاؤ اور بتاؤ (اسلام کے اعمال)

اور بہت سی باتیں آپ ﷺ نے کہیں جن میں بعض مجھے یاد نہیں ہیں اور بعض یاد ہیں اور فرمایا کہ: جس طرح مجھے تم نے نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھو، پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک تمہارے لئے اذان دے اور جو سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ: ''صلّوا کما رأیتمونی أصلّی'' کے خطاب کو اگر اس کے سیاق سے ہٹ کر دیکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ساری امت کو خطاب ہے کہ اس طرح نماز پڑھیں جس طرح اس وقت پڑھی گئی، تو اس طرح استدلال ہوسکے گا ہر اس فعل پر جس کے بارے میں ثابت ہوجائے کہ یہ آپ ﷺ نے نماز میں کیا ہے کہ اس فعل کو نماز کے لئے لازمی مانا جائے، لیکن یہ خطاب حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کیا گیا تھا (جنہیں اس وقت نماز پڑھنا نہیں آتی تھی) کہ وہ ان کی دیکھا دیکھی ارکان نماز کو ادا کرتے رہیں۔

ہاں اس حکم میں تمام امت شامل ہوسکتی ہے، بشرطیکہ انہی افعال پر نبی کریم ﷺ کا استمرار (مستقل کرنا) ثابت ہوجائے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھی ہو، اور پھر یہ حکم کے تحت داخل ہو کر واجب ہوجائے گا، لیکن بعض وہ افعال (جو اس نماز میں تھے) بعد میں ثابت نہیں ہوتے، لہٰذا جس پر دلیل موجود نہ ہو کہ یہ فعل بعد کو نماز میں ہوا تو یہ حکم نماز کی اپنی صفت اور حالت (طریقۂ ادائیگی) سے متعلق ہوجائے گا، اس لئے ہم ''صلّوا کما رأیتمونی أصلّی'' کے حکم پر اس وقت عمل کا حکم نہیں کرتے۔

(فتح الباری ص ۲۳۷ ج ۱۳۔ خواتین کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۵۷ ج ۱۔ عورتوں کا طریقۂ نماز ص ۵۴۔ فتاوی دارالعلوم زکریا ص ج ۲۔ نفائس الفقہ ص ۳۰۴ ج ۱)

اس حدیث کے مخاطب مرد ہیں نہ کہ عورتیں، ایک بہترین استدلال

ایک اور عمدہ جواب یہ ہے کہ:......حدیث شریف کے مخاطب مرد ہیں نہ کہ عورتیں، اور دلیل یہ ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو وفد آیا تھا ان میں سب مرد تھے کوئی عورت نہ تھی، اور آپ ﷺ نے انہی کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

دوسری اسی حدیث میں اس کی دلیل ہے کہ یہ خطاب مردوں سے ہے، وہ اس طرح کہ آگے حکم ہے کہ:

''تم میں سے ایک تمہارے لئے اذان دے اور جو سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے''

اور اذان کا حکم مردوں کے لئے ہے' عورتوں کے لئے نہیں، اسی طرح امامت بھی مرد کے ساتھ خاص ہے نہ کہ عورتوں کے ساتھ، معلوم ہوا کہ: اسی حدیث کے الفاظ صراحت سے بتلا رہے ہیں کہ یہ خطاب مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں۔

اس کی ایک مثال بھی دیکھئے! کوئی عورت کہے کہ: میں عمامہ باندھوں گی، اس لئے آپ ﷺ نے عمامہ باندھا، اسی طرح میں گریبان کھلا رکھوں گی، اس لئے کہ آپ ﷺ نے گریبان کھلا رکھا، میں کرتہ یا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ آدھی پنڈلی تک پہنوں گی، اس لئے کہ آپ ﷺ نے اسی طرح پہنا، اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾۔ (سورۂ احزاب، آیت نمبر:۲۱)

ترجمہ:......حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ (آسان ترجمہ)

اس آیت میں ''اُسْوَةٌ'' کا ارشاد ہے، اور ''اُسْوَة'' جیسے مردوں کے لئے ہے ایسے ہی عورتوں کے لئے بھی، اس لئے کہ ''لَکُمْ'' فرمایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

صرف ظاہری الفاظ سے کوئی حکم نہیں لگ سکتا۔

حضرت ام الدرداء رحمہا اللہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں، دوسرا شبہ

دوسرا شبہ یہ ہے کہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً: حضرت ام الدرداء رحمہا اللہ کا اثر نقل کیا ہے کہ: وہ اپنی نماز میں اس طرح بیٹھتی تھیں جس طرح مرد بیٹھتا ہے: ''وکانت ام الدرداء تجلس فی صلوتها جلسة الرجل ' وکانت فقیهة''۔

(بخاری شریف، باب سنة الجلوس فی التشهد ، قبیل رقم الحدیث:۸۲۷)

اس تعلیق کی اصل حسب ذیل حدیث ہے:

(۲)......:عن مکحول : أن ام الدرداء کانت تجلس فی الصلاة کجِلسة الرجل۔

(مصنف ابی شیبہ ص۵۰۷ ج۲، فی المرأة کیف تجلس فی الصلوة ، رقم الحدیث:۲۸۰۱)

ترجمہ:......حضرت مکحول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ام الدرداء نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:......اولاً تو جن کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نامی صحابیہ خاتون نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک تابعیہ بزرگ خاتون ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''عمدۃ القاری'' میں تحقیق سے بتلایا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں: دونوں کی کنیت ام الدرداء تھی، البتہ ایک کے ساتھ کبری اور دوسری کے ساتھ صغری لگتا تھا، ام الدرداء کبری کا نام: خِیرہ تھا اور وہ صحابیہ تھیں، اور ام الدرداء صغری کا نام ھُجیمہ تھا اور وہ تابعیہ فقیہہ تھیں۔

لہذا ان کا قول وعمل دوسرے مجتہدین رحمہم اللہ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں حجت اور قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ اور یہاں تو صرف مجتہدین امت اور صحابہ ہی خلاف

نہیں بلکہ ان کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے قول کے بھی خلاف ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ: حضرت ام الدرداء رحمہما اللہ نے کسی عذر سے ایسا کیا ہوگا، کیونکہ یہ بڑی زاہدہ اور فقیہہ اور نیک خاتون تھیں، جیسا کہ ابن حبان اور ابن حجر رحمہما اللہ نے صراحت فرمائی ہے۔

پھر یہ حضرت مکحول رحمہ اللہ نے جو فرمایا ہے کہ: حضرت ام الدرداء رحمہما اللہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں، اس سے ان کی مراد بعض کیفیتوں میں مرد کی طرح بیٹھنا ہو، جیسے بعض ائمہ کا مسلک ہے کہ آخری قعدہ میں مرد اور عورت دونوں اس طرح بیٹھیں گے کہ دونوں پیر داہنی طرف نکال دیں گے اور سرین کے بل بیٹھیں گے۔

(تحفۃ القاری ص۱۵۳ ج۳۔ انعام الباری ص۵۲۳ ج۳۔ نفائس الفقہ ص۳۰۴ ج۱)

پھر یہ صراحت خود ایک دلیل ہے کہ مرد کی کیفیت بیٹھنے کی اور تھی اور عورتوں کی اور، ورنہ اس صراحت کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں، اگر سب عورتیں اسی طرح بیٹھتی تھیں جس مرد بیٹھتے تو اس طرح کہنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

ایک نکتہ

سورۂ نور کی آیات: ۳۵/۳۷ میں اللہ تعالی نے آسمان وزمین میں جو نور ہدایت ہے اس کی ایک مثال بیان کی ہے، پھر فرمایا کہ: وہ نور ہدایت مسجدوں میں پیدا ہوتا ہے، کیونکہ وہاں ایسے مرد عبادت کرتے ہیں، جن کو اللہ تعالی کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت ﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ اس میں لفظ ''رِجَال'' سے معلوم ہوا کہ عورتیں مسجد میں نہیں جائیں گی۔ (تحفۃ القاری ص۲۷ ج۴)

جنازہ کے چار مسائل

اور ان کے دلائل

اس رسالہ میں درج ذیل چار مسائل کے دلائل مع حوالہ لکھے گئے ہیں:

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں......	نماز جنازہ میں قرأت........................
مسجد میں نماز جنازہ............................	نماز جنازہ اور دعائے ثنا........................

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا جائے گا، اس کے بعد بقیہ تکبیروں میں ہاتھوں کا نہ اٹھانا بہتر ہے۔ اور بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد ہاتھوں کو نہ اٹھایا جائے۔ اس مختصر مضمون میں ان روایات و آثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کا اٹھانا

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھانا ہے یا نہیں؟ اہل علم کے درمیان یہ مسئلہ اختلافی ہے، ہمارے نزدیک صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے، بقیہ تکبیروں میں سنت نہیں ہے۔ ہمارے دلائل یہ ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)......لا ترفع الایدی فی الصلوۃ علی الجنازۃ الا فی اول تکبیرۃ ، قال ابن القاسم وحضرتہ غیر مرۃ یصلی علی الجنائز فما رأیتہ یرفع یدیہ الا فی اول التکبیرۃ ، قال ابن القاسم : وکان مالک یری رفع الایدی فی الصلوۃ علی الجنازۃ الا فی اوّل تکبیرۃ۔ (المدونۃ الکبری ص۱۷۶ج۱، باب رفع الایدی فی التکبیر علی الجنائز)

ترجمہ:......نماز جنازہ میں ہاتھوں کو اٹھانا پہلی تکبیر ہی میں ہے۔ حضرت ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں کئی مرتبہ آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ نماز جنازہ پڑھارہے تھے میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو اٹھایا ہوں۔ ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کے اٹھانے کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

(۲)......ولا ترفع الیدان فی الصلوۃ علی الجنازۃ الا فی اول تکبیرۃٍ فقط ، لانہ لم یأت برفع الیدین فیما عدا ذلک نص ، ورُوی مثل قولنا ھذا عن ابن مسعود وابن عباس ، وھو قول ابی حنیفۃ و سفیان۔

(المحلی ص۱۸۱ج۳، مسألۃ رفع الیدین فی الصلوۃ علی الجنازۃ)

ترجمہ:......نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ (اور تکبیروں میں) ہاتھوں کو نہ اٹھایا جائے،

اس لئے کہ پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیروں میں ہاتھوں کو اٹھانے کے بارے میں کوئی نص نہیں آئی ہے، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح منقول ہے، حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

قاضی شوکانی صاحب لکھتے ہیں:

(۳)......والحاصل انه لم يثبت فى غير التكبيرة الاولى شىء يصلح للاحتياج به عن النبى صلى الله عليه وسلم۔

(نیل الاوطار ص۶۷ ج۴، باب القراءة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها)

ترجمہ:......خلاصۂ کلام یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو اٹھانے کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں، جو دلیل بننے کے قابل ہو۔

آپ ﷺ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۱)......عن ابى هريرة رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كبّر على جنازة ' فرفع يديه فى اول تكبيرةٍ ' و وضع اليمنى على اليسرى۔

(ترمذی ص۲۰۶ ج۱، باب ما جاء فى رفع اليدين على الجنازة ، رقم الحديث:۱۰۷۷)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے،

(۲)......عن ابن عباس رضى الله عنهما : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه على الجنازة فى اول تكبيرةٍ ' ثم لا يعود۔

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر دوبارہ (ہر تکبیر کے وقت) نہیں اٹھاتے تھے۔

(دارقطنی ص۶۲ ج۲، باب وضع الیمنی علی الیسری ' ورفع الایدی عند التکبیر ، رقم الحدیث: ۱۸۱۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے

(۳)......ان ابن عباس رضی اللہ عنھما : کان یرفع یدیہ علی الجنازۃ فی التکبیرۃ الاولی ثم لا یرفع بعد ، وکان یکبر اربعا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۰ ج۳، باب رفع الیدین فی التکبیر علی الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۳۶۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اٹھاتے تھے، اور آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔

عبداللہ مسعود بن رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے

(۴)......عن معمر قال : بلغہ عن ابن مسعود مثل ذلک۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۷۰ ج۳، باب رفع الیدین فی التکبیر علی الجنائز ، رقم الحدیث: ۶۳۶۳)

ترجمہ:......حضرت معمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ہی کرتے تھے۔ (یعنی نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر دوبارہ (ہر تکبیر کے وقت) نہیں اٹھاتے تھے، اور آپ چار تکبیریں کہتے تھے)۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۵)......عن موسی بن دهقان قال : رأيت أبان بن عثمان يصلّی علی الجنازة ، فكبّر اربعا ، يرفع يديه في أول التكبيرة۔(جزء رفع الیدین للبخاری ص۱۵۶، رقم الحدیث:۱۰۹)

ترجمہ:......حضرت موسی بن دہقان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے (امیر مدینہ) ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ: انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی، چار تکبیریں کہیں، اور پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۶)......عن الوليد بن عبد الله بن جُميع الزهری ، قال : رأيت ابراهيم اذا صلّى على جنازة رفع يديه فكبر ، ثم لا يرفع يديه فيما بقی ، وكان يكبر اربعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۵ ج۷، فی الرجل يرفع يديه فی التكبير على الجنازة ، من قال : يرفع يديه فی كل تكبيرة ، ومن قال مرة ، رقم الحديث:۱۱۵۰۴)

ترجمہ:......حضرت ولید بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ، آپ جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر (پہلی) تکبیر کہتے تھے، پھر باقی تکبیروں میں ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے، اور آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔

(۷)......عن الثوری عمن سمع الحسن بن عبيد الله عن ابراهيم : انه كان يرفع يديه فی اوّل تكبيرة فی الصلوة على الميت ثم لا يرفع بعد۔

(مصنف عبد الرزاق ص۴۷۰ ج۳، باب رفع اليدين فی التكبير على الجنائز ، رقم الحديث: ۶۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ

نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر ہی میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے، پھر دوسری تکبیروں میں نہیں اٹھاتے تھے۔

حضرت حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۸)......عن الحسن بن عبید اللہ : انہ کان یرفع یدیہ فی اوّل تکبیرۃ علی الجنازۃ۔

ترجمہ:......حضرت حسن بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: وہ نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر ہی میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۵ ج ۷، فی الرجل یرفع یدیہ فی التکبیر علی الجنازۃ ، من قال : یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ ' ومن قال مرۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۰۵)

حضرت سوید رحمہ اللہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے

(۹)......عن نفاعۃ بن مسلم قال : کان سوید یکبر علی جنائزنا ' فکان یرفع یدیہ فی اوّل تکبیرۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۵ ج ۷، فی الرجل یرفع یدیہ فی التکبیر علی الجنازۃ ، من قال : یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ ' ومن قال مرۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۰۸)

ترجمہ:......حضرت نفاعہ بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سوید رحمہ اللہ ہمارے مرحومین (کی نمازِ جنازہ پڑھاتے تو) تکبیر کہتے' آپ پہلی تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

نماز جنازہ میں قرأت

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا بطور قرأت پڑھنا یا قرآن کریم کا پڑھنا درست نہیں، اور اس کے بجائے دعا افضل واعلی ہے، اور بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے۔ اس مختصر مضمون میں ان روایات وآثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا بطور قرأت پڑھنا یا قرآن کریم کا پڑھنا درست نہیں، اور اس کے بجائے دعا افضل و اعلیٰ ہے، اور بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے۔ حضرت سحنون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)......قال سحنون : قلت : لعبد الرحمن بن القاسم ای شیء یقال علی المیت فی قول مالک الدعاء للمیت ؟ قلت : فهل یقرأ علی الجنازة فی قول مالک ؟ قال : لا ...... ابن وهب عن رجال من اهل العلم عن عمربن الخطاب وعلی ابن ابی طالب ' وعبید بن فضالة ' وابی هریرة ' وجابر بن عبد الله ' وواثلة بن الاسقع ' والقاسم ' وسالم بن عبد الله ' وابن المسیب ' و ربیعة ' وعطاء ' ویحی بن سعید انهم لم یکونوا یقرئون فی الصلوة علی المیت ، وقال مالک : لیس ذلک بمعمول به انما هو الدعاء ' ادرکت اهل بلادنا علی ذلک۔

(المدونۃ الکبری ص۱۷۴ ج۱، باب القراء ة علی الجنازة)

ترجمہ:...... میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں میت پر کیا پڑھنا چاہئے؟ انہوں نے فرمایا: میت کے لئے دعا ہے، میں نے کہا: کیا امام مالک رحمہ اللہ کے قول کے مطابق نماز جنازہ میں قرأت ہوتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔

حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: بہت سے اہل علم' مثلاً: حضرت عمر بن خطاب' حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عبید بن فضالہ' حضرت ابو ہریرہ' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم، اور حضرت قاسم بن محمد' حضرت سالم بن عبداللہ'

حضرت سعید بن مسیّب ٗ حضرت عطاء بن ابی رباح ٗ حضرت یحی بن سعید رحمہم اللہ ٗ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں اس پر عمل نہیں، نماز جنازہ صرف دعا ہے، میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۸۶۹)

معلوم ہوا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین کا عمل بھی یہی تھا کہ نماز میں دعا اعلی وافضل ہے۔ احادیث وآثار درج ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

آپ ﷺ نے فرمایا: نماز جنازہ میں اخلاص کے ساتھ دعا کرو

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول : اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء۔

(ابوداؤد ص۱۰۰ ج۱، باب الدعاء على للميت ، رقم الحديث:۳۱۹۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جب تم کسی میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔

تشریح:......اس حدیث میں کسی طرح کی قرائت کا کوئی ذکر نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں حمد، درود اور دعا پر اکتفا فرماتے

(۲)......عن علی رضی الله عنه انه اذا كان صلى على ميت : يبدأ فيحمد الله ، ويصلّی على النبی صلی الله عليه وسلم ، ثم يقول : اللهم اغفر لاحيائنا وامواتنا ، والِّف بين قلوبنا ، واصلح ذات بيننا ، واجعل قلوبنا على قلوب خيارنا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۷، باب ما يبدأ به فی التكبيرة الاولى فی الصلوة عليه والثانية والثالثة والرابعة ، رقم الحديث:۱۱۴۹۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ابتدا فرماتے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے، پھر یہ دعا مانگتے: اے اللہ! ہمارے مرحومین کی اور ہمارے زندوں کی مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں کو جوڑ دیں، اور ہمارے اندر کی حالات کی اصلاح فرمادیجئے، اور ہمارے دلوں کو اخیار اور اچھوں کے دلوں کی طرح بنادیجئے۔

تشریح:......اس حدیث میں قرأت کا کوئی ذکر نہیں۔دوسری روایت میں یہ دعا تھوڑی اور تفصیل سے آئی ہے:

''اللھم اغفر لاحیائنا وامواتنا ' والِّف بین قلوبنا ' واصلح ذات بیننا ' واجعل قلوبنا علی قلوب خیارنا ' اللھم اغفر له ' اللھم ارحمه ' اللھم ارجعه الی خیر مماکان فیه ' اللھم عفوک''۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۸۷ ج۳، باب القراء ة الدعاء فی الصلوة علی المیت رقم الحدیث: ۶۴۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں دعا پڑھتے تھے

(۳)......مالک عن سعید ابن ابی سعید المَقبُری عن ابیه : انه سأل ابا هریرة رضی الله عنه کیف تصلی علی الجنازة ؟ فقال ابو هریرة : انا لعمر الله اخبرک : اتبعها من اهلها ' فاذا وضعت کبرتُ و حمدتُ الله وصلیتُ علی نبیه ، ثم اقول : اللھم انه عبدک وابن عبدک وابن امتک ' کان یشهد ان لا اله الا انت ' وان محمدا عبدک ورسولک ' وانت اعلم به ' اللھم ان کان محسنا فزد فی احسانه ' وان کان مسیئا فتجاوز عن سیاته ' اللھم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده۔

(مؤطاامام مالک ص۲۰۹ ج۱، باب ما یقول المصلی علی الجنازة ، رقم الحدیث:۶۳۸)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت سعید مقبری رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتلاؤں گا، میں جنازہ والے گھر سے ہی جنازہ کے ساتھ ہوجاتا ہوں، جب جنازہ

(نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں، نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں، پھر یہ دعا پڑھتا ہوں: اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے کا بیٹا ہے اور آپ کی بندی کا بیٹا ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ اس کو زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اور اضافہ کیجئے اور اگر برا (اور گنہگار) تھا تو اے اللہ! اس کے گناہوں کو معاف فرمادیجئے، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کیجئے اور اس کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے

(۴)......مالک عن نافع : ان عبد الله بن عمر رضی الله عنهما كان لا يقرأ فی الصلوة على الجنازة۔

(مؤطا امام مالک ص۲۰۹ ج۱، باب ما يقول المصلی على الجنازة ، رقم الحديث:۶۴۰)

ترجمہ:...... حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

تشریح:......اس حدیث میں قرأت نہ کرنے کی صراحت ہے۔

فرمان ابن مسعود رضی اللہ عنہ: نماز جنازہ میں جو بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو

(۵)......روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه سئل عن صلوة الجنازة هل يقرأ فيها ؟ فقال: لم يوقت لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قولا ولا قرائة ، وفی رواية دعاء و لا قرائة ، كبر ما كبر الامام واختر من اطيب الكلام ما شئت ، وفی رواية : و اختر من الدعاء اطيبه۔ (بدائع الصنائع ص۳۱۳ ج۱، فصل: بيان كيفية الصلوة على الجنازة)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ان سے نماز جنازہ میں قرأت کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے کوئی خاص کلام اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ: کوئی خاص دعا اور قرأت مقرر نہیں فرمائی، جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جو اچھے سے اچھا کلام چاہو اختیار کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: جو بہتر دعا ہو وہ اختیار کرو۔

نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قرأت نہیں ہے

(۶)......روی عبد الرحمن بن عوف وابن عمر انهما قالا : ليس فيها قراءة شيء من القرآن۔

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ: ان دونوں نے فرمایا کہ: نماز جنازہ میں قرآن کے کسی حصہ کی بھی قرأت نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع ص۳۱۳ ج۱، فصل : بيان كيفية الصلوة على الجنازة)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز جنازہ میں قرائت نہیں

(۷)......عن موسى بن عُلَى عن ابيه قال : قلت لفضالة بن عبيد : هل يُقرأ على الميت شئى ؟ قال : لا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال ليس على الجنازة قراءة ، رقم الحديث:۱۱۵۲۵)

ترجمہ:......حضرت موسیٰ بن علی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: کیا میت پر (نماز جنازہ میں) قرأت کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

نماز جنازہ میں: حمدٗ درودٗ دعا اور سلام

(۸)......عن الشعبی قال : فی التکبیرة الاولٰی : یبدأ بحمد الله والثناء علیه ' والثانیة صلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم ' والثالثة دعاء للمیت ' و الرابعة للتسلیم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۷، باب یبدأ فی التکبیرة الاولی فی الصلوة علیه والثانیة والثالثة والرابعة ، رقم الحدیث:۱۱۴۹۳۔مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی المیت ، رقم الحدیث:۶۴۳۴)

ترجمہ:......حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالی کی حمد وثنا سے ابتدا کرے، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔

نماز جنازہ میں: حمدٗ درودٗ دعا اور سلام

(۹)......عن ابراهیم النخعی قال : الاولی الثّناء علی الله ' والثانیة صلوةٌ علی النبی صلی الله علیه وسلم ' والثالثة دعاء للمیت ' والرّابعة سلام تسلِم۔(کتاب الآثار (لابی حنیفۃ بروایۃ الامام محمد) ص۴۸ ج۱، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:۲۳۸)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کی جائے گی، دوسری کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے گا، تیسری کے بعد میت کے لئے دعا ہوگی، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص۱۷۶، باب الصلوة علی الجنازة ، رقم الحدیث:۲۳۸)

نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے

(۱۰)......عن عبد الله بن اياس ، عن ابراهيم ، وعن ابى حصين ، عن الشعبى قالا : ليس فى الجنازة قراءة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، باب من قال ليس على الجنازة قراءة ، رقم الحديث:۱۱۵۲۸)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت امام شعبی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

(۱۱)......عن حماد عن ابراهيم قال: سألته أيقرأ على الميت اذا صلى عليه ؟ قال: لا۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، باب القراءة و الدعاء فى الصلوة على الميت ، رقم الحديث: ۶۴۳۳)

ترجمہ:......حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: کیا میت پر نماز میں قرأت ہے؟ فرمایا: نہیں۔

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے

(۱۲)......عن ايوب عن محمد انه كان لا يقرأ على الميت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۳ ج۱۔ص۲۵۸ ج۷، من قال ليس على الجنازة قراءة ، رقم الحديث: ۱۱۵۲۳)

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

(۱۳)......عن ايوب عن ابن سيرين : كان لا يقرا فى شىء من التكبيرات ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کسی تکبر

کے بعد قرأت نہیں کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۴۹۱ ج۳، باب القراء ة و الدعاء فی الصلوة علی المیت ، رقم الحدیث:

۶۴۳۲)

ہم نے نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بارے میں نہیں سنا

(۱۴)......عن حجاج قال : سألت عطاء عن القراء ة علی الجنازة ؟ فقال : ما سمعنا بهذا الا حدیثا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازة قراء ة ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۷)

ترجمہ:......حضرت حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ہم نے اس کے بارے میں نہیں سنا۔

حضرت ابن طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ قرأت کا انکار کرتے تھے

(۱۵)......عن ابن طاؤس عن ابیه و عطاءٍ : انهما کانا ینکران القراء ة علی الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازة قراء ة ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۹)

ترجمہ:......حضرت ابن طاؤس رحمہ اللہ اپنے والد سے اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: یہ دونوں حضرات نماز جنازہ میں قرأت کا انکار کرتے تھے۔

ابوبکر بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نماز جنازہ میں قرأت کو نہیں جانتا

(۱۶)......عن ابی بکر بن عبد الله قال : لا اعلم فیها قراء ة۔

ترجمہ:......حضرت ابوبکر بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نماز جنازہ میں قرأت کو نہیں جانتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۳۰)

محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے

(۱۷)......عن محمد بن عبد الله بن ابی سارة قال : سألت سالما ' فقلت : القراءة علی الجنازة ؟ فقال : لا قراءة علی الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۳۲)

ترجمہ:......حضرت محمد بن عبداللہ بن ابی سارہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: میں نماز جنازہ میں قرأت کروں؟ تو آپ نے فرمایا: نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے

(۱۸)......عن ابی المنهال ' قال : سألت ابا العالية عن القراءة فی الصلوة علی الجنازة بفاتحة الكتاب ؟ فقال : ما كنت احسب ان فاتحة الكتاب تُقرأ الا فی صلوة فيها ركوع وسجود ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۸ ج۷، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۴)

ترجمہ:......حضرت ابوالمنہال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوالعالیہ الریاحی رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا،تو آپ نے فرمایا: میرا تو یہی خیال ہے کہ سورۂ فاتحہ صرف رکوع وسجود والی نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت چاہنے پر جواب دیا: نہیں

(۱۹)......عن سعید بن ابی بردة عن ابیه قال : قال له رجل : اقراء علی الجنازة بفاتحة الکتاب ؟ قال : لا تقرأ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۹ ج۷، من قال لیس علی الجنازة قراء ة ، رقم الحدیث:۱۱۵۲۶)

ترجمہ:......حضرت سعید رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ان سے کسی نے سوال کیا کہ: میں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

....

خاتمہ...... چند مفید باتیں

سورۂ فاتحہ اور قرأت کے قائلین کی بڑی دلیل حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا عمل جو ''بخاری شریف'' اور چند کتب میں مذکور ہے:

(۱)......عن طلحة بن عبد الله بن عوف قال : صليت خلف ابن عباس رضى الله عنهما على جنازة ' فقرأ بفاتحة الكتاب ، قال : لتعلموا انها سنة۔

(بخاری ص۳۱۳ ج۱، باب قراء ة فاتحة الكتاب على الجنازة ، رقم الحديث:۱۳۳۵)

ترجمہ:......حضرت طلحہ بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک جنازہ کی نماز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے پڑھی، تو آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی، پھر فرمایا کہ: میں نے سورۂ فاتحہ اس لئے پڑھی ہے کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

''نسائی شریف'' میں اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

''فقرأ بفاتحة الكتاب و سورةٍ ' وجهر حتى اسمعنا ' فلما فرغ اخذت بيده فسألته ' فقال : سنة و حق''۔(نسائی، الدعاء، رقم الحديث:۱۹۸۹)

یعنی سورۂ فاتحہ اور ایک سورت بھی (پڑھی) اور بلند آواز سے پڑھی' یہاں تک کہ ہم کو سنایا، پھر جب آپ نماز پڑھا چکے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا' اور پھر اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: سنت اور حق ہے۔

''نسائی شریف'' میں ایک روایت میں ہے کہ:

'' فسمِعْتُه يقرأ بفاتحة الكتاب ' فلما انصرف اخذت بيده فسألته ' فقلت له : اتقرأ ؟ فقال : نعم ' انه حق و سنة''۔(نسائی، الدعاء ، رقم الحديث:۱۹۹۰)

یعنی میں نے سنا کہ آپ سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے، جب آپ نے سلام پھیرا تو میں

نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے پوچھا کہ: آپ جنازہ میں قرأت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: یہ حق اور سنت ہے۔

''نسائی شریف'' میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی بھی اس سلسلہ میں ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۲)......عن ابی امامة انه قال : السنة فی الصلوة علی الجنازة ان یقرأ فی التکبیرة الاولی بام القرآن مُخَافَته ' ثم یکبر ثلا ثا ' والتسلیم عند الآخرة۔

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جنازہ کی نماز میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ آہستہ سے پڑھی جائے، پھر تین تکبیریں کہی جائے، اور آخر میں سلام پھیرا جائے۔(نسائی، الدعاء، رقم الحدیث:۱۹۹۱)

تشریح:......امام نسائی رحمہ اللہ نے باب قائم فرمایا تو قرأت سے نہیں بلکہ دعا سے، فتدبر۔

ان احادیث کی روشنی میں چند باتیں قابل غور ہیں:

(۱)...... پورے ذخیرۂ احادیث میں صرف ان دو حضرات ہی سے صحیح سند سے یہ مروی ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

(۲)......ان کے علاوہ جتنی روایتیں ہیں، ان کی اسناد صحیح نہیں، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: **ویذکر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه امر ان یقرأ علی الجنازة بفاتحة الکتاب ' ولا یصح اسناده ۔**

(زادلمعاد، فصل : انه صلی الله علیه وسلم لم یکن یصلی علی المدین)

(۳)......خلفائے ارشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی ہو، بلکہ اس کے خلاف بعض حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے صراحت سے ثابت ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔

(۴)......’’بخاری شریف‘‘ کی روایت میں اختصار ہے اور’’ نسائی شریف‘‘ میں تفصیل ہے، جس میں صراحت ہے کہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا، اور پوچھا: جنازہ میں قرأت کیسی؟

معلوم ہوا کہ یہ عمل ایک غیر معروف عمل تھا۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول سورۂ فاتحہ پڑھنے کا نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو سوال کرنا پڑا، اگر عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ سنت رائج ہوتی تو اس پر تعجب اور سوال کی کیا ضرورت تھی۔

(۵)...... یہ روایت خود بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی تھی، اگر آپ ﷺ کا یہ دائمی عمل ہوتا تو ناممکن تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ سنت پوشیدہ رہتی۔

(۶)......حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس کو سنت کہنا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ: سورۂ فاتحہ پڑھنے کو بطور قرأت سنت نہیں فرمایا، بلکہ ان حضرات کا مقصود یہ تھا کہ جس طرح نماز جنازہ میں تکبیر اولی کے بعد ثنا اپنے مخصوص الفاظ میں پڑھی جاتی ہے، اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ سورۂ فاتحہ کو بھی بطور ثنا پڑھا جائے۔

(۷)......اس مطلب کو اختیار کرنے میں ساری احادیث پر عمل ہوگا، اور کسی قسم کا کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا، نہ جمہور مسلمین کی مخالفت کا الزام عائد ہوتا ہے، اس لئے کہ جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کو دعا کی نیت سے پڑھا جائے تو جائز ہے، اور یقیناً یہ طریقہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(۸)......’’بخاری شریف‘‘ کی روایت میں سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے،’’نسائی شریف‘‘ میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت کا بھی ذکر ہے، تو اگر سورۂ فاتحہ ضروری ہے تو دوسری سورت کو بھی واجب کہنا پڑے گا، اور اس کا کوئی قائل نہیں۔

(۹)......پھر بعض روایتوں میں جہراور زور سے پڑھنے کا بھی ذکر ہے تو زور سے پڑھنا بھی سنت ہوگا، یا اس کو بھی واجب کہنا پڑے گا۔

(۱۰)......اگر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی بنا پر سورۂ فاتحہ کو سنت سمجھا جائے تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصا حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا سنت کو ترک کرنا لازم آئے گا۔(ملخص از: ارمغان حق، ص۱۱۶ ج۲)

(۱۱)......بعض حضرات نے نماز جنازہ میں قرأت پر عجیب دلیل پیش کی ہے کہ: جس طرح تمام فرض نمازوں میں قرأت فرض ہے، اسی طرح نماز جنازہ میں بھی قرأت فرض ہے۔

یہ دلیل اس لئے صحیح نہیں کہ نماز جنازہ دیگر فرض نمازوں سے اپنے ارکان کے اعتبار سے مختلف ہے، مثلا باقی نمازوں میں رکوع وسجود فرض ہیں، مگر نماز جنازہ میں فرض نہیں۔

(۱۲)......بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ: جب صحابی کسی مسئلہ میں سنت کی صراحت فرمادیں تو یہ صراحت، حدیث مرفوع کے حکم میں ہوجاتی ہے، لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سنت کہنا دیگر دلائل سے بے پرواہ کردیتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: جس خبر واحد میں کسی مسئلہ کے مسنون ہونے کی تصریح ہو تو اس خبر واحد سے اس مسئلہ کی فرضیت پر استدلال کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ یہ امر بھی قطعی نہیں ہے کہ اس سے مراد سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا سنت صحابی؟ اور چونکہ دوسرے دلائل سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، اس لئے اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو بطور ثنا پڑھنے کو سنت فرمایا ہے، اس لئے کہ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالی کی حمد وثنا ہے۔

(شرح مسلم (مع تصرف) ص۷۹۷ ج۲)

مسجد میں نماز جنازہ

بلا کسی عذر کے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام اکثر نماز جنازہ مسجد سے باہر جنازہ کی جگہ پر پڑھتے تھے،بعض اوقات کسی مجبوری یا عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی ہے،اور یہی مسلک بکثرت روایات اور آثار سے ثابت ہے۔اس مختصر مضمون میں ان روایات وآثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

پیش لفظ

مسجد میں بلاضرورت جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔حنفیہ میں شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے۔

(فتح القدیر ص۹۱ ج۲، تحت شرح : ولا یصل علی میت فی مسجد جماعة)

اوران کے شاگرد علامہ قاسم قطلو بغا رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

(منحة الخالق بهامش البحر الرائق ص۱۸۷ ج۲)

پھر جنازہ مسجد سے باہر ہو اور نمازی مسجد میں ہوں، تو کیا حکم ہے؟ اس بارے میں دونوں قول ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ جنازہ مسجد سے باہر ہو تب بھی مکروہ ہے۔ اور حضرت رحمہ اللہ نے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کے واقعہ سے استدلال فرمایا ہے کہ: حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نعش مسجد میں نہیں تھی، پھر بھی آپ ﷺ مسجد سے باہر غائبانہ نماز پڑھائی۔

پھر جگہ کی تنگی یا بارش وغیرہ عذر کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ درست ہے، اس صورت میں بھی بہتر یہ ہے کہ میت' امام اور بعض مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور بقیہ مسجد میں، اس لئے کہ یہ صورت بعض حنفیہ کے نزدیک بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔ (درس ترمذی ص۳۱۱ ج۳)

امام دار الہجرہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱)......واکره ان توضع الجنازة فی المسجد ' فان وضعت قرب المسجد للصلوة علیها فلا بأس ان یصلی من المسجد علیها بصلوة الامام الذی یصلی علیها اذا ضاق خارج المسجد باهله۔

(المدونة الکبریٰ ص۱۷۷ ج۱، باب الصلوة علی الجنازة فی المسجد)

ترجمہ:......میں جنازہ کے مسجد میں رکھے جانے کو مکروہ سمجھتا ہوں، ہاں اگر نماز جنازہ کے لئے مسجد کے قریب جنازہ رکھا جائے تو پھر اس شخص کے لئے نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو مسجد میں ہو اور جنازہ پڑھانے والے امام کی اتباع میں جنازہ پڑھے، یہ بھی اس وقت ہے جب کہ مسجد کے باہر کی جگہ جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے تنگ ہو جائے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۲)......لا یصلی علی جنازة فی المسجد، وکذلک بلغنا عن ابی هریرة، وموضع الجنازة بالمدینة خارج من المسجد، وهو الموضع الذی کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی علی الجنازة فیه۔

(مؤطا امام محمد ص ۱۶۹۔ مؤطا امام محمد (مترجم) ص ۱۵۳، باب الصلوة علی الجنازة فی المسجد)

ترجمہ:......حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت پہنچی ہے، مدینہ منورہ میں جنازہ کی جگہ مسجد نبوی سے باہر ہے، اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۳)......والصواب ما ذکرناه اوّلا، وان سنته و هدیه الصلوة علی الجنازة خارج المسجد الا لعذر، وکلا الامرین جائز، والافضل الصلوة علیها خارج المسجد۔

(زاد المعاد فی هدی خیر العباد ص ۱۴۰ ج ۱، فصل : فی الاسراع بتجهیز المیت)

ترجمہ:......درست بات وہی ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور آپ ﷺ کی سنت اور

آپ ﷺ کا طریقہ نماز جنازہ مسجد سے باہر ہی پڑھنا ہے، الا یہ کہ کوئی عذر پیش آجائے، اور دونوں امر جائز ہیں، لیکن افضل یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد سے باہر پڑھی جائے۔

آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ' جنازہ پڑھنے کی جگہ میں پڑھائی

(۱)......عن ابی هريرة : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نعى النجاشى فى اليوم الذى مات فيه ' خرج الى المصلى ' فصفّ بهم وكبر اربعا۔

(بخاری، باب الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه ، رقم الحديث:۱۲۴۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی موت کی خبر دی جس دن وہ فوت ہوئے، آپ ﷺ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے لوگوں کی صف بندی فرمائی اور نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

تشریح:......اس حدیث پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ: باجود یہ کہ حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نعش یہاں موجود نہیں، پھر بھی آپ ﷺ نے مسجد میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی، بلکہ عیدگاہ تشریف لے گئے۔

نوٹ:......یہ حدیث ''بخاری شریف'' میں کئی جگہوں پر آئی ہے: دیکھئے! حدیث نمبر: ۱۳۱۸/۱۳۲۷/۱۳۲۸/۱۳۳۳/۳۸۸۰/۳۸۸۱۔

زانی کو جنازہ کی جگہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا

(۲)......عن عبد الله بن عمر : ان اليهود جاؤوا الى النبى صلى الله عليه وسلم برجل منهم وامرأةٍ زنيا ' فامربهما ' فرُجما قريبا من موضع الجنائز عند المسجد۔

(بخاری، باب الصلوة على الجنائز بالمصلى والمسجد ، رقم الحديث:۱۳۲۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے ایک ایسے مرد اور عورت کو لائے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں سنگسار کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ انہیں جنازہ کی جگہ کے قریب مسجد نبوی سے متصل سنگسار کیا گیا۔

تشریح:......معلوم ہوا کہ جنازہ کی جگہ مسجد کے باہر متعین تھی۔

آپ ﷺ جنازہ کی جگہ میں ہمیشہ نماز جنازہ پڑھاتے تھے

(۳)......عن ابن شهاب قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا هلك الهالک شهده يصلى عليه حيث يدفن ' فلمّا ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم و بدّن نقل اليه المؤمنون موتاهم ' فصلى عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجنائز عند بيته فى موضع الجنائز ' اليوم ولم يزل ذلک جاريا۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ص۵۳۲ ج۲، الفصل السابع عشر: الشيعة غير الاشراف)

ترجمہ:......حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب کسی کی وفات ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ دفن کی جگہ پر نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کا وجود (اور جسم مبارک) بھاری ہو گیا (اور آپ کے لئے جانا دشوار ہو گیا) تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے میت کو آپ کے مکان کے قریب ہی لے جانا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ اپنے مکان کے قریب جنازہ (پڑھانے کی جو جگہ متعین تھے) کی جگہ میں نماز پڑھاتے، یہی دستور آج تک چلا آ رہا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں کسی کی بھی نماز جنازہ مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی

(۴)......عن كثير بن عباس قال : لاعرفن ما صليت على جنازة فى المسجد۔

ترجمہ:...... حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ : مجھے خوب معلوم ہے کہ :
(عہد نبوی میں) کسی بھی جنازہ کی نماز مسجد نبوی میں نہیں پڑھی گئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۲۷ ج ۷، من کرہ الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد ، رقم الحدیث:
۱۲۰۹۹)

آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مصلی جنائز میں پڑھی

(۵)......عن وائل بن داؤد قال : سمعت البُہیّ ' قال لمّا مات ابراهيم بن النبى صلى الله عليه وسلم ' صلّى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المَقاعد۔

(ابوداؤد ص ۹۸ ج ۲، باب فى الصلوة على الطفل ، رقم الحديث: ۳۱۸۸)

ترجمہ:...... حضرت وائل بن داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت (عبد اللہ بن یسار) بہی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے فرمایا کہ: جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ مقاعد (مسجد کے قریب جگہ) میں پڑھی۔

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ قبرستان میں ہوئی

(۶)......عن ابن جريج قال : قلت لنافع : أكان ابن عمر يكره ان يصلى وسط القبور ؟ قال : لقد صلينا على عائشة وام سلمة رضى الله عنهما وسط البقيع والامام يوم صلينا على عائشة رضى الله عنها ' ابو هريرة رضى الله عنه وحضر ذلک عبد الله بن عمر۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۵۲۵ ج ۳، باب هل يصلى على الجنازة وسط القبور ، رقم الحديث:
۶۵۷۰)

ترجمہ:......حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبروں کے درمیان نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: ہم نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی نماز (جنازہ، قبرستان میں) پڑھی تو امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے

(۷)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلّى على جنازة فی المسجد فلا شیء له۔

(ابوداؤد ص ۹۸ ج ۲، باب الصلوة على الجنازة فی المسجد ، رقم الحديث:۳۱۹۱)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے

(۸)......عن صالح مولى التوأمة عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلّى على جنازة فی المسجد فلا شیء له ، قال صالح : وادركت رجالا ممن ادركوا النبی وابا بكر اذا جاؤا فلم يجدوا الا ان يصلوا فی المسجد رجعوا فلم يصلوا۔ (مسند الطیالسیؒ لابی داؤد ص ۱۶۵ ج ۱، رقم الحديث:۲۴۲۹)

ترجمہ:......حضرت صالح مولی توأمہ رحمہ اللہؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے بہت سے ایسے

لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے، دیکھا کہ وہ جب نماز جنازہ کے لئے آتے اور انہیں نماز جنازہ کے لئے مسجد کے سوا کوئی جگہ نہ ملتی تو وہ واپس ہو جاتے اور مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے۔

(۹)......عن صالح مولی التوأمة عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من صلّی علی جنازة فی المسجد فلا صلاة لہ ، قال : وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تضایق بھم المکان رجعوا ولم یصلوا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۷ ج۷، من کرہ الصلوة علی الجنازة فی المسجد ، رقم الحدیث: ۱۲۰۹۷)

ترجمہ:......حضرت صالح مولی توأمہ رحمہ اللہ ٗ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نماز جنازہ کے لئے جگہ تنگ ہوجاتی تو واپس چلے جاتے تھے، مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

حضرات تابعین رحمہم اللہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے

(۸)......عن صالح مولی التوأمة عمن ادرک ابا بکر وعمر : انھم کانوا اذا تضایق بھم المصلی انصرفوا ولم یصلوا علی الجنائز فی المسجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۷ ج۷، من کرہ الصلوة علی الجنازة فی المسجد ، رقم الحدیث: ۱۲۰۹۷)

ترجمہ:......حضرت صالح مولی توأمہ رحمہ اللہ ٗ ان صحابہ اور تابعین سے روایت کرتے ہیں

جنہوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو پایا ہے کہ: جب نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ تنگ ہو جاتی تو وہ واپس چلے جاتے تھے، مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سپاہی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے

(۱۱)......عن کثیر بن زید قال : نظرت الی حرَس عمر بن عبد العزیز ' یطردون الناس من المسجد ان یصلی علی الجنائز فیه۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ص۵۳۱ ج۲، اتخاذ حرس المسجد)

ترجمہ:......حضرت کثیر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سپاہیوں کو نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے سے روکتے ہوئے دیکھا ہے۔

مروان کے سپاہی لوگوں کو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے تھے

(۱۲)......عن ابی ذئب عن المقبری : انه رأی حرَس مروان بن الحکم یخرجون الناس من المسجد ' یمنعونهم ان یصلوا فیه علی الجنائز۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ص۵۳۱ ج۲، اتخاذ حرس المسجد)

ترجمہ:......حضرت ابن ابی ذئب رحمہ اللہ' حضرت سعید بن ابی مقبری (م: ۱۲۵ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے مروان بن حکم کے سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے اور نکالتے ہیں۔

نماز جنازہ

اور دعائے ثنا

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنا کیا احادیث وآثار سے ثابت ہے؟ اس مختصر مضمون میں ان روایات وآثار کو مکمل حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، جن سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ثنا کی گنجائش ہے۔ ویسے سورۂ فاتحہ حمد ودعا کی سے پڑھی جائے تو زیادہ مناسب ہے، ہاں قرأت کی نیت سے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔

مرغوب احمد لاجپوری

قرآن کریم سے ثنا کا ثبوت ملتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴾۔

(پ:۲۷/سورۂ طور، آیت نمبر:۴۸)

ترجمہ:......اور جب تم اٹھتے ہوٗاس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اس آیت سے مراد نماز کے شروع میں نمازی کا ''سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ '' کہنا ہی ہے۔(احکام القرآن للجصاص ص۲۹۶ ج۵، سورۂ طور۔ تجلیات صفدر ص۱۴۱ ج۳)

ذکر الجصاص عن عمر رضی الله عنه ان هذه الآية يعنی : فسبح بحمد ربک حين تقوم ' انه قول المصلی عند افتتاح الصلوة '' سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ'' ذکره الضحاک عن عمر۔

حضرت ضحاک' حضرت ربیع بن انس اور حضرت عبدالرحمٰن بن زید وغیرہ (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں کہ: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو:
''سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ '' پڑھو۔

قال الضحاک : أی الی الصلوة : سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ ، وقد روی مثله عن ربيع بن انس ' وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم وغيرهما۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری ص۱۳۹ ج۱۱ (اردو) سورۂ طور، آیت نمبر:۴۸)

دعا کا ترجمہ:......سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ

وَلا اِلٰهَ غَیْرُکَ۔

ترجمہ:......اے اللہ! آپ پاک ہیں، آپ ہی کی تعریف ہے، آپ کا نام بابرکت ہے، آپ کی بزرگی بلند ہے، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

''وجّهتُ وجهِی للّذی فطر السمٰوات والارض حنیفا' وما انا من المشرکین' انّ صلوتی و نُسُکِیْ و مَحْیَای ومَمَا تِی للّه ربِّ العٰلمین''۔

ترجمہ:......میں نے اپنا رخ اس اللہ کی طرف کیا جو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں، میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، میری نماز' میرا حج' میری زندگی' میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو رب العالمین ہیں۔

نوٹ:...... چونکہ نماز عام ہے، اس لئے نماز جنازہ بھی اس میں شامل ہے۔

اسی طرح نماز کے ابتدا میں اس دعا کے پڑھنے کی روایات دسیوں ہیں، جن کو راقم اپنے رسالہ ''دعائے ثنا'' میں مفصل مع حوالہ نقل کر چکا ہے، یہاں صرف ایک روایت کے نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو دعائے ثنا پڑھتے تھے

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : کان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوة قال : سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَلا اِلٰهَ غَیْرُکَ۔

(ابوداوٗد ص۱۲۸ ج۱، باب من رأی الاستحباب بسبحانک ، رقم الحدیث :۷۷۴)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پڑھتے: سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ

وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کو حمد وثنا سے شروع فرماتے

(۲)......عن علی رضی الله عنه : انه اذا کان صلی علی میت یبدأ بحمد الله ' ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ' ثم یقول : اللهم اغفر لاحیائنا وامواتنا ' والِّف بین قلوبنا ' واصلح ذات بیننا ' واجعل قلوبنا علی قلوب خیارنا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۵۱ ج۷، باب ما یبدأ به فی التکبیرة الاولی فی الصلوة علیه والثانیة والثالثة والرابعة ، رقم الحدیث:۱۱۴۹۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ تعالی کی حمد وثنا سے ابتدا فرماتے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے' پھر یہ دعا مانگتے: اے اللہ ! ہمارے مرحومین کی اور ہمارے زندوں کی مغفرت فرما' اور ہمارے دلوں کو جوڑ دیں' اور ہمارے اندر کی حالات کی اصلاح فرمادیجئے، اور ہمارے دلوں کو اخیار اور اچھوں کے دلوں کی طرح بنادیجئے۔

تشریح:......اس حدیث میں قرأت کا کوئی ذکر نہیں۔دوسری روایت میں یہ دعا تھوڑی اور تفصیل سے آئی ہے:''اللهم اغفر لاحیائنا وامواتنا ' والِّف بین قلوبنا ' واصلح ذات بیننا ' واجعل قلوبنا علی قلوب خیارنا ' اللهم اغفر له ' اللهم ارحمه ' اللهم ارجعه الی خیر مماکان فیه ' اللهم عفوک ''۔(مصنف عبدالرزاق ص۴۸۷ ج۳، باب القراءة الدعاء فی الصلوة علی المیت ، رقم الحدیث:۶۴۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھتے تھے

(۳)......مالک عن سعید ابن ابی سعید المقبری عن ابیه : انه سأل ابا هریرة

رضـی الـلـه عنه كيف تصلى على الجنازة ؟ فقال ابو هريرة : انا لعمر الله اخبرک : اتبـعهـا مـن اهـلها ‘ فاذا وضعت كبرتُ و حمدتُ الله وصليتُ على نبيه ، ثم اقول : الـلهـم انـه عبـدک وابـن عبـدک وابن امتک ‘ كان يشهد ان لا اله الا انت ‘ وان مـحـمدا عبدک ورسولک ‘ وانت اعلم به ‘ اللهم ان كان محسنا فزد فى احسانه ‘ وان كان مسيئا فتجاوز عنه سياته ‘ اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده۔

(مؤطاامام مالک ص۲۰۹ ج۱، باب ما جاء فى رفع اليدين على الجنازة ، رقم الحديث:۱۰۷۷)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت سعید مقبری رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ: آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتلاؤں گا، میں جنازہ والے گھر سے ہی جنازہ کے ساتھ ہوجاتا ہوں، جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالی کی حمد وثنا کرتا ہوں، نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں، پھر یہ دعا پڑھتا ہوں: اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے‘ اور آپ کے بندے کا بیٹا ہے اور آپ کی بندی کا بیٹا ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ اس کو زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اور اضافہ کیجئے اور اگر برا (اور گنہگار) تھا تو اس کے گناہوں کو معاف فرمادیجئے، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کیجئے اور اس کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ فرمائیے۔

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھے

(۴)......عن الشعبى قال : فى التكبيرة الاولى يبدأ بحمد الله ‘ والثناء عليه‘ والثانية

صلوة على النبى صلى الله عليه وسلم ' والثالثة دعاء للميت ' والرابعة للتسليم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۵۱ ج ۷، باب ما يبدأ به فى التكبيرة الاولى فى الصلوة عليه والثانية والثالثة والرابعة ، رقم الحديث:۱۱۴۹۳۔ مصنف عبدالرزاق ص ۴۹۱ ج ۳، باب القراءة الدعاء فى الصلوة على الميت ، رقم الحديث:۶۴۳۴)

ترجمہ:……حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالی کی حمد وثنا سے ابتدا کرے، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی ثنا بیان کی جائے

(۵)……عن ابراهيم النخعى قال : الاولى الثّناء على الله ' والثانية صلوةٌ على النبى صلى الله عليه وسلم ' والثالثة دعاء للميت ' والرّابعة سلامٌ تسلِّم۔

(کتاب الآثار (لابی حنیفۃ بروایۃ الامام محمد) ص ۴۸ ج ۱، باب الصلوة على الجنازة، رقم الحديث:۲۳۸)

ترجمہ:……حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلی تکبیر کے بعد اللہ جل شانہ کی حمد وثنا بیان کی جائے گی، دوسری کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے گا، تیسری کے بعد میت کے لئے دعا ہوگی، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے گا۔

(المختار شرح کتاب الآثار ص ۱۷۶، باب الصلوة على الجنازة ، رقم الحديث:۲۳۸)

ضروری نوٹ:……نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد بجائے ثنا کے سورۂ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھی جائے (قرأت کی نیت سے نہ پڑھے) تو شاید تمام احادیث اور بہت سی فقہی جزئیات میں تطبیق کی صورت پیدا ہوجائے گی، اور کسی حدیث کی مخالفت لازم نہیں آئے گی، اہل علم وارباب افتاء غور فرمائیں۔ مرغوب احمد لاجپوری

ٹوپی

اس رسالہ میں ٹوپی کے ثبوت پر احادیث اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند آثار جمع کئے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ ٹوپی پہننا آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنن میں سے ہے، اور آج کا کھلے سر پھیرنے کا فیشن، اور بلا ٹوپی کے نماز پڑھنا' یقیناً سنت کے خلاف ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

مقدمہ

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

جیسے جسم کے لئے قمیص‘ ازار‘ چادر وغیرہ لباس ہے، اسی طرح گویا ٹوپی درحقیقت سر کا لباس ہے۔اللہ تعالی نے جسم انسانی کو چھپانے کے لئے ﴿یواری سوءۃ ﴾ سے اس لباس کو فرض فرمایا جو ستر عورت کے لئے ضروری ہے، اسی طرح ﴿وریشا﴾ فرما کر زینت کو بھی مسنون قرار دیا۔جسم اسفل کے لئے قمیص‘ ازار وغیرہ زینت ہے، تو سر کے لئے ٹوپی زینت ہے۔

لباس کا مقصد ستر کا چھپانا بھی ہے اور خوشنمائی بھی

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا﴾۔(سورۂ اعراف، آیت نمبر:۲۶)

ترجمہ:......اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔

تشریح:...... یہ آیت اہل عرب کی ایک عجیب وغریب رسم کے پس منظر میں نازل ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ: مکہ مکرمہ کے قریب رہنے والے کچھ قبیلے مثلا قریش ''حُمس'' کہلاتے تھے۔عرب کے دوسرے تمام قبیلے حرم کی پاسبانی (اور حفاظت) کی وجہ سے ان لوگوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔اسی کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ عربوں کے عقیدے کے مطابق کپڑے پہن کر طواف کرنا صرف انہی کا حق تھا۔دوسرے لوگ کہتے تھے کہ: جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں، ان کے ساتھ ہم بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتے۔ چنانچہ یہ لوگ جب طواف کے لئے آتے تو ''حمس'' کے کسی آدمی سے کپڑے مانگتے، اگر اس کے کپڑے مل جاتے تو

انہیں پہن کر طواف کر لیتے، لیکن اگر کسی کو ''حمس'' میں سے کسی کے کپڑے نہ ملتے تو وہ بالکل عریاں (ننگا) ہو کر طواف کرتے تھے۔ یہ آیتیں اس بیہودہ رسم کی تردید کے لئے نازل ہوئی ہیں، اور ان میں انسان کے لئے لباس کی اہمیت بھی بیان فرمائی گئی ہے، اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لباس کا اصل مقصد جسم کا پردہ ہے، اور ساتھ ہی لباس انسان کے لئے زینت اور خوشنمائی کا بھی ذریعہ ہے۔ ایک اچھے لباس کی صفت یہ ہونی چاہئے کہ وہ یہ دونوں مقصد پورے کرے۔ اور جس لباس سے پردے کا مقصد حاصل نہ ہو وہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ (آسان ترجمہ)

احادیث وآثار میں نہ صرف ٹوپی کا ذکر ہے، بلکہ اس کی کیفیت' رنگ' سفر وحضر کے حالات میں کس طرح ٹوپیاں استعمال کی جاتی تھیں' وغیرہ کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔

اس مختصر رسالہ میں ٹوپی کے ثبوت پر احادیث اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند آثار جمع کئے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ ٹوپی پہننا آپ ﷺ اور حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنن میں سے ہے، اور آج کا کھلے سر پھرنے کا فیشن اور بلا ٹوپی کے نماز پڑھنا' یقیناً سنت کے خلاف ہے۔

ٹوپی کے لئے احادیث میں تین طرح کے الفاظ آئے ہیں

ٹوپی کے لئے احادیث میں تین طرح کے الفاظ آئے ہیں:

(۱):......کمام: کمۃ : کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: چھوٹی گول ٹوپی۔

(۲):......قلنسوۃ: کا لغوی معنی ہے: پوشیدہ ہونا۔ گول ٹوپی۔

(۳):......برنس: لمبی ٹوپی۔

ان الفاظ کی مختصر تعریف وتشریح خاتمہ میں کی گئی ہے، اس کا مطالعہ کیا جائے تاکہ

احادیث کا سمجھنا آسان ہوجائے۔وہاں ان الفاظ کی تحقیق کے بعد حدیث کے ترجمہ کے تحت صرف ٹوپی کے معنی پر اکتفا کیا گیا ہے:

اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ٹوپی کے استعمال کی عادت مطلوب ہے اور ہمیشہ بلا وجہ کھلے سر رہنا معیوب ہے۔شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ٹوپی حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، حضرات صالحین اور اللہ والوں کا لباس ہے۔اور ٹوپی کا مقصد سر کی (سردی، گرمی سے) حفاظت ہے اور عمامہ کے لئے بھی معین ہے اور وہ سنت ہے،

’’قال ابن العربی رحمہ اللہ : القلنسوۃ : من لباس الانبیاء والصالحین والسالکین ، تصون الرأس ، وتمکن العمامۃ ، وھی من السنۃ‘‘۔

(فیض القدیر ص۳۱۴ ج۵، تحت حدیث : کان یلبس القلانس ، رقم الحدیث:۷۱۶۸)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:’’ ولا یخفی علی عاقل انّ کشف الرأس مستقبح ، وفیہ اسقاط مروّۃ ، و ترک ادب‘‘۔(تلبیس ابلیس ص۳۷۳)

یعنی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ سر کھولنا قبیح ہے اور مروت کو ختم کر دیتا ہے اور ادب و شریفانہ تہذیب کے خلاف ہے۔(اردو ص ۳۲۸،وجد میں صوفیہ پر تلبیسِ ابلیس کا بیان)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

(جاہل) صوفیہ کا مذہب ہے کہ استغفار و توبہ کے وقت سر کھول لے، حالانکہ یہ بدعت اور خلاف آدمیت ہے۔اور احرام کی حالت میں سر کھولنے کے لئے اگر شریعت نہ وارد ہوتی تو کوئی اور وجہ نہ تھی۔(تلبیس ابلیس (اردو) ص۳۳۳،وجد میں صوفیہ پر تلبیسِ ابلیس کا بیان)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’ویکرہ کشف الرأس بین الناس‘‘۔یعنی لوگوں کے درمیان سر کھولنا مکروہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص۱۳ ج۱۔اردو ص۴۲،فصل: جن باتوں کے کرنے سے منع کیا گیا ہے)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’کھلے سر پھرنا آج کل کا فیشن ہوگیا ہے، اور اس کو فساق و فجار نے اختیار کیا ہے، اور یہ بہت قبیح ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۳۵۱ ج۶)

احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تب بھی کھلے سر نہیں رہتے تھے۔ اسی طرح استنجاء کے لئے بھی کھلے سر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔

کھاتے وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر سفید ٹوپی تھی

(۱):......حضرت فرقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا آپ کے سر مبارک پر سفید ٹوپی تھی۔ (سیرۃ الشامی جلد۷ ص۴۴۷۔ شمائل کبریٰ ص۱۶۸ ج۱)

قضاء حاجت کے وقت آپ ﷺ سر کو ڈھانک لیتے

(۲):......حضرت حبیب بن صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو چپل پہن لیتے، سر ڈھانک لیتے۔

(ابن سعد۔ سبل الہدی ص۱۱ ج۸۔ سنن کبری ص۹۶ ج۱۔ شمائل کبری ص۴۵۷ ج۶)

(۳):......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو سر ڈھانک لیتے۔ اسی طرح جب بیوی کے پاس آتے تو سر ڈھانک لیتے۔

(بیہقی فی السنن ص۶۹ ج۱۔ شمائل کبری ص۴۵۷ ج۶)

(۴):......حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو پیر میں جوتا پہن لیتے، سر ڈھانک لیتے (اور آنے کے بعد) وضو فرماتے۔

(مسند احمد ص۲۶۲ ج۴۔ شمائل کبری ص۴۵۷ ج۶)

فائدہ:......آپ ﷺ ننگے سر بیت الخلاء یا جنگل و میدان پاخانے کے لئے تشریف نہ لے

جاتے۔اس سے معلوم ہوا کہ ننگے سر بیت الخلاء جانا خلاف سنت ہے۔ بیت الخلاء کے آداب میں ہے کہ ٹوپی یا سر پر کوئی کپڑا رومال وغیرہ ڈال لے۔

''شرح احیاء'' میں علامہ زبیدی رحمہ اللہ نے اسے منجملہ آداب میں ذکر کیا ہے۔بعض لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور کھلے سر چلے جاتے ہیں، یہ خلاف ادب اور مکروہ ہے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کا حکم یہی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں جاتے سر ڈھانپ لیتے تھے

(۵)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : قال ابو بکر رضی الله عنه : انی لأقنع رأسی اذا دخلت الکنیف۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۷۱۸۸)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہوں تو اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ بیت الخلاء جاتے تو اللہ سے حیاء کی وجہ سے سر ڈھانپ لیتے

(۶)......عن ابن شهاب : ان ابا بکر الصدیق رضی الله عنه قال یوما وهو یخطب : استحیوا من الله ، فو الله ما خرجت لحاجة منذ بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الا مقنعا رأسی حیاء من ربی۔(کنز العمال ، رقم الحدیث:۲۷۱۸۷)

ترجمہ:......ابن شہاب رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ: ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالی سے حیاء کرو، خدا کی قسم میں جب بھی رفع حاجت کے لئے گیا ہوں اپنے رب تعالی سے مارے حیاء کے اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

اللہ تعالیٰ سے بات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ٹوپی پہنے ہوئے تھے

(۱)......عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلّی الله علیه وسلّم قال : کان علی موسی (علیه الصلوة والسلام) یومَ کلّمهُ ربّهُ کِساءُ صوفٍ ، وجُبَّةُ صوفٍ ، وکُمَّةُ صوفٍ وسراویل صوفٍ ، وکانت نعلاه من جِلد حِمار میّت۔

(ترمذی، باب ما جاء فی لبس الصوف ، ابواب اللباس ، رقم الحدیث:۱۷۳۴)

ترجمہ:......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ: جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف تکلم عطا فرمایا اس روز ان کے جسم پر ایک اون کی چادر، ایک اون کا جبہ اور اون کی ٹوپی، اور اون کی شلوار تھی، اور ان کے پاؤں کی جوتیاں مردہ گدھے کی کھال سے بنی ہوئی تھیں۔

تشریح:......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چادر جبہ پر اوڑھ رکھی ہوگی، کیونکہ سردی کا زمانہ تھا، آپ گھر والوں کے لئے سردی سے بچنے کے لئے آگ لینے تشریف لے گئے تھے۔ اور کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

"کنز العمال" میں یہ روایت کچھ مختلف الفاظ سے بھی آئی ہے۔

(کنز العمال، الفضائل ، موسی علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث:۳۲۳۸۰)

محرم حالت احرام میں ٹوپی نہ پہنے

(۲)......عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رجلا قال : یا رسول الله ! ما یلبس المحرم من الثیاب ؟ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا تلبسوا القُمُص ، ولا العمائم ، ولا السراویلات ، ولا البرانس ، الخ۔

(بخاری، باب البرانس ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۵۸۰۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ: محرم کون سا کپڑا پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: قمیص، عمامہ، سروال اور برنس نہ پہنے۔

ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے

(۳)...... قال رکانة رضی الله عنه : و سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول : فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس۔

(ابوداؤد مع بذل ص۱۰۵ ج۱۲، باب فی العمائم ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۴۰۷۸۔

ترمذی، باب العمائم علی القلا نس ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۱۷۸۴)

ترجمہ:......حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

آپ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے

(۴)......عن ابن عمر رضی الله عنه : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یلبس قلنسوة بیضاء۔

(شعب الایمان للبیهقی ص۱۷۵ ج۵، رقم الحدیث:۶۲۵۹۔المطالب العالیة ص۲۷۲ ج۲، رقم الحدیث:۲۱۹۷۔مجمع الزوائد ص۱۴۹ ج۵، باب فی القلنسوة ، رقم الحدیث:۸۵۰۶)

ترجمہ:......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس شامی سفید ٹوپی تھی

(۵)......عن عطاء : عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : کان لرسول الله صلی الله

علیه وسلم قلنسوة بیضاء شامیة۔

ترجمہ:……حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس شامی سفید ٹوپی تھی۔

(مسند الامام الاعظم ' للحافظ ابی محمد الحارثی ص۱۲۷ج۱، رقم الحدیث:۱۵۔مسند الامام الاعظم ' من روایة العلامة الحصکفی ، باب ذکر قلنسوة رسول الله صلی الله علیه وسلم ، کتاب اللباس والزینة (مترجم)ص۴۵۳)

آپ ﷺ کے سر مبارک پر لمبی خماسی ٹوپی تھی

(۶)……عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : رأیت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنسوة خماسیة طویلة۔

(مسند ابی حنیفة رحمه الله ص۱۳۷ج۱، باب العین ' الکوثر۔فتاوی دارالعلوم زکریا ص۱۴۸ج۲)

ترجمہ:……حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے (سر مبارک) پر لمبی خماسی ٹوپی دیکھی۔

تشریح:……خماسی سے مراد ہوسکتا ہے کہ پانچ کونے والی ٹوپی ہو، جیسا کہ آج کل جلال آبادی ٹوپی ہوتی ہے، اور علماء کی ایک جماعت پہنتی ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ یمن کی خمس نامی چادر سے بنائی ہوئی مراد ہو، اس لئے کہ '' بردة اخماس ''یمن کی خمس چادروں کو بھی کہا جاتا ہے، والله تعالی اعلم بمراده۔

آپ ﷺ کے سر مبارک پر کانوں والی اونی کپڑے کی ٹوپی تھی

(۷)……عن ابی سلیط رضی الله عنه : انه رأی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنسوة اسماط لها اذان۔

ترجمہ:......حضرت ابوسلیط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے (سرمبارک) پر کانوں والی اونی کپڑے کی ٹوپی دیکھی۔

(الآحاد والمثانی ص۳۰۳ ج۳، دار الرایة۔فتاوی دارالعلوم زکریا ص۱۴۸ ج۲)

آپ ﷺ کے پاس لاطیہ سفید ٹوپی تھی

(۸)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم قلنسوة بیضاء لاطیة یلبسها۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس لاطیہ سفید ٹوپی تھی، آپ ﷺ اسے پہنتے تھے۔(تاریخ ابن عساکر ص۱۹۳ ج۴)

آپ ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں

(۹)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث قلانس : قلنسوة مضروبة ' قلنسوة برد حبرة ' قلنسوة ذات اذان ' یلبسها فی السفر ، فربما وضعها بین یدیه اذا صلی۔(الشوکانی فی الفوائد ص۱۷۸)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں: سلی ہوئی، دھاری دار منقش، کانوں والی جسے آپ ﷺ سفر میں پہنتے تھے، بسا اوقات اسے سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس سوراخ والی چمڑے کی ٹوپی تھی

(۱۰)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ کے پاس چمڑے کی ایسی ٹوپی بھی تھی جس میں سوراخ تھا۔(سیرۃ الشامی جلد۷ ص۴۴۸۔شمائل ص۱۶۸ ج۱)

آپ ﷺ کی سفر وحضر کی ٹوپی

(۱۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : کان صلی الله علیه وسلم یلبس القلا نس فی السفر ذوات الاذان وفی الحضر المضمرة ، یعنی الشامیة ۔

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپیاں پہنتے تھے،اورحضر میں شامی سر چھپانے والی ٹوپی پہنتے تھے۔

(الا تحاف السادة ص۲۵۵ج۸)

آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپہ پہنتے تھے

(۱۲)......عن ابن عباس رضی الله عنهما انه صلی الله علیه وسلم : کان یلبس القلا نس تحت العمائم ' و بغیر العمائم ، وکان یلبس القلانس الیمانیة وهُنَّ البیض المُضرِّیة ، ویلبس ذوات الاذان فی الحرب ، وکان ربّما نزع قلنسوة فجعلها سُترةً بین یدیه وهو یصلی ، وکان من خُلُقه ای یسمِّیَ سِلاحه و دَوابَّهُ و متاعَه۔

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ ٹوپی عمامہ کے نیچے پہنتے تھے (اور کبھی) بغیر عمامہ کے بھی استعمال فرماتے تھے،اورآپ ﷺ یمنی سفید سلی ہوئی ٹوپیاں بھی پہنتے تھے، اور حالت جنگ میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے،، اور بسا اوقات ٹوپی کوسر سے اتار کرسترہ بنا کرنماز ادافرماتے ۔

(ابوداؤد، باب کنز العمال ، اللباس ، رقم الحدیث:۱۸۲۸۶۔

فیض القدیر ص۳۱۴ج۵، تحت حدیث : کان یلبس قلنسوة بیضاء ، رقم الحدیث:۷۱۶۸)

آپ ﷺ سفید گول ٹوپی پہنتے تھے

(۱۳)......عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس كمة بيضاء۔

(طبرانی (اوسط) ص۲۷۴ ج۶، رقم الحدیث:۶۱۸۱ ۔مجمع الزوائد ص۱۴۹ ج۵، باب فی القلنسوۃ، رقم الحدیث:۸۵۰۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سفید گول ٹوپی پہنتے تھے۔

حدیث بیان فرماتے ہوئے سر سے ٹوپی کا گر جانا

(۱۴)......عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : الشهداء اربعة : رجل مؤمن جيّد الايمان ' لقى العدوّ فصدق الله حتى قُتل ' فذاك الذى يرفع الناس اليه اعينهم يوم القيامة هكذا ، ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوته ، فلا ادرى قلنسوةَ عمرَ اراد ام قلنسوة النبى صلى الله عليه وسلم؟

(ترمذی، باب ما جاء فی فضل الشهداء عند الله ، ابواب فضائل الجهاد ، رقم الحدیث:۱۶۴۴)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: شہداء چار (یعنی ان کے چار مختلف درجات) ہیں: (پہلا درجہ) مؤمن آدمی عمدہ ایمان والا (یعنی متقی اور پارسا) دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا، پس اس نے اللہ کو سچ کر دکھایا (یعنی بہادری سے لڑنے کا وعدہ پورا کیا) یہاں تک کہ وہ مارا گیا، پس یہ وہ شہید ہے جس کی طرف لوگ قیامت کے دن (جنت میں) اپنی نگاہیں اس طرح اٹھائیں گے، اور انہوں نے اپنا سر اٹھایا، یہاں تک کہ ان کی ٹوپی گر گئی۔ (حدیث کے راوی حضرت ابو یزید

خولانی کہتے ہیں کہ) پس میں نہیں جانتا کہ حضرت فضالہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد لی یا آپ ﷺ کی؟

(یعنی ’’قلنسوته‘‘ کی ضمیر کا مرجع کون ہے؟ یہ بات میں نے حضرت فضالہ رحمہ اللہ سے نہیں پوچھی)

فائدہ:......اس حدیث سے ایک خاص فائدہ یہ حاصل ہوا کہ نبی ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں ٹوپیاں پہنتے تھے، اور کبھی صرف ٹوپی پہنتے تھے پگڑی کے بغیر، کیونکہ ٹوپی گرنا اسی صورت میں کہا جائے گا جب اس پر پگڑی نہ ہو، پگڑی اول تو گرتی نہیں، اور اگر گرے تو پگڑی گرنا کہیں گے ٹوپی گرنا نہیں کہیں گے۔ (تحفة الالمعی ص۵۷۶ ج۴)

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے ٹوپی عطا فرمائی

(۱۵)......ثنا ابو قرصافه رضی الله عنه : کسانی رسول الله صلی الله علیه و سلم برنسا ، فقال : البسه۔

(مجمع الزوائد ص۱۲۷ ج۵، باب البرانس ، کتاب اللباس ۔ فتح الباری ص۳۳۴ ج۱۰، کتاب اللباس، رقم الحدیث:۶۸۰۲)

ترجمہ:......حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک برنس پہنائی (عطا فرمائی) اور فرمایا: اس کو پہنو۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کا ذکر

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے سر پر چھوٹی مصری ٹوپی تھی

(۱۶)......عن اسحاق ابو الحارث مولی بنی هبار قال : رأیت ابا الدرداء ..... و

علیه قلنسوة مصریة صغیرة ، الخ۔(ابن عساکر ص۱۹۷ج۸، حرف الجیم)

ترجمہ:......حضرت اسحاق ابو الحارث رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے (سر) پر چھوٹی مصری ٹوپی تھی۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کے سر پر زرد رنگ کی ٹوپی تھی

(۱۷)......حدثنا معتمر قال : سمعت ابی یُحدِّث ان خالدا الاثبج حدث ان جندب بن عبد الله البجلی بعث الی عسعس بن سلامة ، زمن فتنة ابن الزبیر ، فقال : اجمع لی نفرا من اخوانک حتی احدثهم ، فبعث رسولا الیهم ، فلما اجتمعوا جاء جندب وعلیه برنس اصفر، فقال : تحدثوا بما کنتم تحدثون به ، حتی دار الحدیث فلما دار الحدیث الیه حسر البرنس عن راسه ، الخ۔

(مسلم، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله : لا اله الا الله ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۹۷)

ترجمہ:......حضرت معتمر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت خالد اثبج سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے عسعس بن سلامہ کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے (زمانۂ خلافت میں سازشیوں کی طرف سے اٹھائے گئے) فتنہ کے زمانہ میں پیغام بھیجا کہ: لوگوں کو جمع کرو، اپنے بھائی بندوں (برادری) کو تاکہ میں ان سے کچھ گفتگو کروں۔ عسعس نے لوگوں کو بلا بھیجا، جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت جندب رضی اللہ عنہ تشریف لائے زرد رنگ کی ٹوپی اوڑھے ہوئے، اور لوگوں سے کہا کہ: تم اپنی گفتگو میں لگے رہو، جو باتیں تم کر رہے تھے (لوگ باتیں کرنے لگے) یہاں تک کہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی طرف لوگ متوجہ ہوئے، جب لوگ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اپنے سر سے ٹوپی اتار دی۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی

(۱۸)......ان ابا موسی خرج من الخلاء فمسح علی قلنسوته۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۰ ج۱، من کان یری المسح علی العمامة ، رقم الحدیث:۲۲۲۔ص۵۱۱ ج۱۲، فی لبس القلانس ،کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۲۵۳۵۶)

ترجمہ:......حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بیت الخلاء سے نکلے اورٹوپی پرمسح فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زرد رنگ کی ٹوپی

(۱۹)......حدثنا معتمر قال : سمعت ابی ، قال : رأیت علی انس رضی الله عنه برنسا اصفر من خز ۔(بخاری، باب البرانس ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۵۸۰۲)

ترجمہ:......حضرت معتمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے والدکوفرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سر پرزرد رنگ کا ریشمی برنس دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر ٹوپی تھی

(۲۰)......عن هشام قال : رأیت علی ابن الزبیر رضی الله عنه قلنسوة ، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۰ ج۱، فی لبس القلانس ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۲۵۳۵۳)

ترجمہ:......حضرت ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے(سر)پرٹوپی دیکھی،الخ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کوٹوپی ڈال کر پکڑنا

(۲۱)......عن عمرو بن میمون قال : رأیت عمر بن الخطاب رضی الله عنه قبل ان یُصاب بایام بالمدینة ...... وکان اذا مر بین الصفین ، قال : استووا حتی اذا لم یر

فیهنّ خللا تقدم فکبر...... فما هو الا ان کبّر ، فسمعته یقول : قتلنی أو اکلنی الکلب ، حین طعنه ، فطار العِلجُ بسکّینٍ ذاتِ طرفین ، لا یمرّ علی احد یمینا و شمالا الا طعنه حتی طعن ثلا ثة عشر رجلا مات منهم سبعة ، فلما رأی ذلک رجل من المسلمین طرح علیه بُرنسا ، فلما ظن العلج انه ماخوذ نحر نفسه ، الخ۔

(بخاری ص۵۲۳ ج۱، باب قصة البیعة و الا تفاق علی عثمان بن عفان ، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۷۰۰)

ترجمہ:......حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کوشہادت سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ.....(اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ) جب دوصفوں کے درمیان سے گذرتے تو فرماتے جاتے کہ: صفیں سیدھی کرلو،اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل باقی نہیں رہ گیا تب آگے (مصلے پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے .....(جس دن آپ شہید کئے گئے' اس دن بھی آپ نے تکبیر کہی ہی تھی کہ) میں نے سنا آپ فرمارہے تھے کہ: قتل کیا مجھے کتے نے یا کتے نے کاٹ لیا(ابولؤلؤ نے آپ کوزخمی کردیا تھا،اس کے بعد وہ بد بخت) اپنا دودھاری ہتھیار لئے دوڑنے لگا اور دائیں بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کوزخمی کرتا جاتا،اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کوزخمی کردیا، جن میں سات حضرات نے شہادت پائی ،مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنی لمبی ٹوپی اس پرڈال دی، بد بخت کو جب یقین ہوگیا کہ اب پکڑلیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ دیا، الخ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ٹوپی والا جبہ پہننا

(۲۲)......اخبرنا مالک : اخبرنا نافع عن ابن عمر : کان اذا سجد وضع کفّیه

علی الذی یضع جبهته علیه ، وقال : قد رأیته فی برد شدید وانه لَیُخرِج کفیه من برنسه حتی یضعهما علی الحصی۔

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہ ہمیں حضرت نافع رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سجدہ کرتے تھے تو وہ جس چیز پر اپنی پیشانی رکھتے تو اس پر اپنے ہاتھ رکھتے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے سخت سردی میں انہیں دیکھا کہ انہوں نے اپنے (اس) جبہ مبارکہ سے (جو ٹوپی والا تھا) ہاتھوں کو نکالا اور ان کو کنکریوں پر رکھے ہوئے تھے۔

(مؤطا امام محمد مترجم ص۹۱، باب السّنة فی السجود ، رقم الحدیث:۱۵۰)

حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم اپنے سروں پر ٹوپیاں رکھتے تھے

(۲۳)......عن سلیمان بن ابی عبد الله قال : ادرکت المهاجرین الاولین یَعْتَمُّوْنَ بعمائم کرابیس سودٍ و بیض و حمر و خضر وصفر ، یضع احدهم العمامة علی رأسه ، ویضع القلنسوة فوقها، الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴۵ ج۱۲، من کان یعتم بکور واحد ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث: ۲۵۴۸۹)

ترجمہ:......حضرت سلیمان بن ابوعبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے پہلے مہاجرین حضرات رضی اللہ عنہم کو پایا (یعنی دیکھا) وہ حضرات کالا، سفید، سرخ، ہرا، زرد (وغیرہ) رنگ کے سوتی کپڑے کے عمامے باندھتے تھے۔ بعض حضرات تو اپنے سروں پر عمامہ باندھتے (اور عمامہ باندھنے کی ترکیب اس طرح تھی کہ پہلے سر پر) ٹوپی رکھتے تھے، الخ۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں کھلی اور سروں کے ساتھ ملی ہوئی تھیں

(۲۴)......عن ابی سعید وھو عبد الله بن بسر قال : سمعت ابا کبشة الانماری رضی الله عنه یقول : کانت کمام اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بُطحا۔

(ترمذی، باب کیف کانت کمام الصحابة ، ابواب اللباس ، رقم الحدیث:۱۷۸۲)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید عبداللہ بن بسر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں کھلی اور سروں کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے جسم پر برانس تھیں

(۲۵)......عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال : رأیت النبی صلی الله علیه وسلم حین افتتح الصلوة رفع یدیه حیال اذنیه ، قال : ثم اتیته فرأیتهم یرفعون ایدیهم الی صدورهم فی افتتاح الصلوة وعلیهم برانس واکسية ۔

(مسند احمد ص ۷۵ ج ۲، رقم الحدیث:۵۱۹۷)

ترجمہ:......حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا، (پھر کچھ مدت کے بعد) آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھوں کو سینے تک اٹھائے ہیں اور ان کے جسم پر برانس اور چادریں ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں آپ ﷺ کا بال مبارک رہتا تھا

(۲۶)......عن عبد الحمید عن ابیه قال : کان فی قلنسوة خالد بن الولید رضی الله

عـنـه مـن شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال خالد : ما لقيت قوما قط وهى على رأسى الا اعطيت الفلج۔

(كنز العمال ، فضائل : خالد بن وليد ، رقم الحديث:۳۷۰۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبد الحمید رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں : وہ فرماتے ہیں کہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کا بال مبارک تھا،حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب بھی کسی قوم سے میرا مقابلہ ہوااس حال میں کہ بال مبارک میرے سر پر ہوتو مجھے ضرور فتح وجیت ملی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پگڑی اورٹوپی پرسجدہ کرتے تھے

(۲۷)......قال الحسن : كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه فى كُمِّه۔(بخاری، باب السجود على الثوب فى شدة الحر ، قبل رقم الحديث:۳۵۸)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ رضی اللہ عنہم پگڑی اورٹوپی پر سجدہ کرتے تھے،اوردوران سجدہ ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے۔

تشریح:......اس تعلیق کی اصل یہ حدیث ہے: حضرت اشعث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: حسن بصری رحمہ اللہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی کپڑے پر سجدہ کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۰۴ ج۲، فى الرجل يسجد على ثوبه من الحر ، رقم الحديث:۲۷۹۱)

دوران سفر گرمیوں میں جنگل میں جماعت کے ساتھ نماز کے وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اقتدا میں زمین کی گرمی سے بچنے کے لئے جو چادرانھوں نے اوڑھ رکھی تھی،اس کا ایک پلہ بچھا کراس پرسجدہ کرتے تھے۔

تابعین واکابر کی ٹوپیاں

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے سر پر مصری سفید ٹوپی تھی

(۲۸)......عن عبد الله بن سعید قال : رأیت علیٰ علِی بن الحسین رضی الله عنهما قلنسوة بیضاء مضربة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۰ ج۱۲، فی لبس القلا نس ، کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۲۴۲۵۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے (سر) پر سفید بہت زیادہ سلی ہوئی ٹوپی دیکھی۔

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ ٹوپی پہنتے تھے

(۲۹)......عن مغیرة قال : کان اذا کانت علی ابراهیم عمامة أو قلنسوة رفعها ثم مسح علی یافوخه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۱۵ ج۱، من کان لا یری المسح علیها و یمسح علی رأسه ، رقم الحدیث:۲۳۵)

ترجمہ:......حضرت مغیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: جب حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے سر پر عمامہ یا ٹوپی ہوتی تو اسے اٹھاتے پھر سر کے اوپر کے حصے پر مسح فرماتے۔

حضرت حیان بن وبرہ رحمہ اللہ کے سر پر چھوٹی ٹوپی تھی

(۳۰)......عن ابی المغیرة قال : اتینا بیروت انا و عمیر بن هانی العنسی ' فاذا برجل علیه الناس فی المسجد ، واذا علیه قمیص کرابیس الی نصف ساقیه ' وعمامة ' و قلنسوة صغیرة ' وثیاب رثةٌ ' یقال له حیان بن وبرة المری ، فقلت لعمیر

أمن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا ؟ قال : لا ولکن کان صاحبا لابی بکر الصدیق رضی الله عنه ۔(اخرجه ابو زرعه فی تاریخه ص۶۰۶ ج۱)

ترجمہ:......حضرت ابومغیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں اور عمیر بن ہانی عنسی بیروت آئے، تو ہم نے دیکھا کہ لوگ مسجد میں ایک صاحب کے پاس جمع ہیں، اور ان صاحب نے سوت کی قمیص پہن رکھی ہے جو آدھی پنڈلی تک ہے، اور ان پر عمامہ اور چھوٹی ٹوپی اور پرانہ کپڑا تھا، وہ حیان بن وبرہ رحمہ اللہ تھے، حضرت ابومغیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمیر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا یہ بزرگ آپ ﷺ کے صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، لیکن یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے ساتھی ہیں۔

حضرت سالم رحمہ اللہ کے سر پر سفید ٹوپی تھی

(۳۱)......عن خالد بن ابی بکر قال : رأیت علی سالم قلنسوة بیضاء ، الخ ۔

(اخرج ابن سعد ص۱۹۶ ج۷)

ترجمہ:......حضرت خالد بن ابوبکر سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت سالم رحمہ اللہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے سر پر باریک ٹوپی تھی

(۳۲)......عن محمد بن هلال : انه رأی سعید بن المسیب یَعْتَمُّ وعلیه قلنسوة لطیفة ، الخ ۔(اخرج ابن سعد ص۱۳۷ ج۷)

ترجمہ:......حضرت محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو دیکھا کہ آپ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اس پر باریک ٹوپی تھی۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے (سر) پر سفید ٹوپی تھی

(۳۳)......عن خالد بن ابی بکر قال : رأیت علی عبید الله بن عبد الله قلنسوة بیضاء ، الخ ۔(اخرج ابن سعد ص۲۰۱ ج۷)

ترجمہ:......حضرت خالد بن ابوبکر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے (سر) پر سفید ٹوپی دیکھی۔

حضرت نافع بن جبیر رحمہ اللہ ٹوپی اور سفید عمامہ پہنتے تھے

(۳۴)......عن ابی الغصن : انه رأی نافع بن جبیر یلبس قلنسوة اسماطا وعمامة بیضاء۔(اخرج ابن سعد ص۲۶۵ ج۳)

ترجمہ:......حضرت ابوالغصن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت نافع بن جبیر رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ ٹوپی اور سفید عمامہ پہنے ہوئے ہیں۔

حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ کی نماز میں ٹوپی گر گئی تو نماز ہی میں اٹھا کر پہن لی

(۳۵)......وضع ابو اسحاق قلنسوته فی الصلاة و رفعها۔

(بخاری، باب استعانة الید فی الصلوة ' اذا کان من امر الصلوة ، کتاب العمل فی الصلوة)

ترجمہ:......حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اٹھایا۔

تشریح:......حضرت ابواسحاق کا نام عمرو بن عبد اللہ السبیعی کوفی ہے، آپ کبار تابعین میں سے ہیں، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشائخ میں سے ہیں۔آپ نے نبی کریم ﷺ کے: ۳۸ر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی تھی۔(نعمۃ الباری ص۳۴۳ ج۳)

حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ کی نماز میں ٹوپی گر گئی تو انہوں نے نماز ہی میں کی اٹھا کر پہن لی، کیونکہ یہ عمل قلیل ہے۔(تحفۃ الباری ص۵۱۸ ج۳)

خاتمہ......ٹوپی کے تین نام اوران کی تحقیق

ٹوپی کے لئے احادیث میں تین طرح کے الفاظ آئے ہیں، مناسب ہے کہ ان الفاظ کی مختصر تعریف وتشریح کردی جائے تاکہ احادیث کا سمجھنا آسان ہوجائے:

لفظ ''کمام'' کی تفصیل

(۱):...... کمام: کمة : کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: گول ٹوپی۔

وجہ تسمیہ:...... کمّ : کے معنی ہیں: کسی چیز کو چھپانا، چونکہ ٹوپی سر کو چھپاتی ہے، اس لئے اسے کمام کہتے ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''کمام هی بکسر کاف ، جمع كمة بالضم ، كقباب وقبة ، وهی القلنسوة المدورة ، سُمّيت بها لانها تغطی الرأس ''۔ (شرح الطیبی ص۲۱۵ ج۸)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

'' وكمّة صوف : بضم الكاف وتشديد الميم ، أو بكسر الكاف : قلنسوة صغيرة أو مدورة ''۔ (فیض القدیر، تحت رقم الحديث:۶۲۰۳)

یعنی کمہ کا معنی چھوٹی ٹوپی یا گول ٹوپی کے ہیں۔

''الكمة : القلنسوة المدورة ، انها تغطی الرأس ''۔

(حاشية كنز العمال ، تحت رقم الحديث:۱۷۴۴۹)

''الكما : جمع كمة ، وهی القلنسوة المدورة''۔

(مرقات ص۲۴۶ ج۸، كتاب اللباس ، تحت حديث : ابی كبشة)

صحاح میں لکھا ہے:

''الكمة : القلنسوة المدورة ، لانها تغطی الرأس ''۔

یعنی الکمۃ گول ٹوپی کو کہا جاتا ہے، اس لئے کہ اس سے سر کو ڈھانپا جاتا ہے۔

(شرعی لباس ص ۲٦۷)

''الكمة البطحاء ' القلنسوة أى كانت منبطحة غير متنصبة ''

یعنی کمہ ٹوپی کو کہا جاتا ہے، جو اونچی نہ ہو اور سر سے چپکی ہوئی ہو۔

(مجمع بحار الانوار ص ۴۳۵ ج ۴)

محدثین کی یہ تشریحات اس لئے بھی لکھی گئیں کہ بعض شراح نے کم کے معنی آستین کے کئے ہیں، تو گویا احادیث میں جہاں لفظ کم آیا ہے وہاں ٹوپی مراد لینا صحیح نہیں ہے، مگر اوپر کی تشریحات سے معلوم ہوا کہ اکابر نے ان احادیث میں ٹوپی ہی مراد لی ہے۔

پھر عربی میں ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں، اس لئے یہ اعتراض کہ یہاں ٹوپی کا معنی لینا درست نہیں صحیح نہیں، جہاں کم کے معنی آستین کے ہیں وہاں ٹوپی کے بھی ہیں۔

لفظ ''قلنسوۃ'' کی تشریح اور اس کے اوصاف

(۲):......قلنسوۃ : کا لغوی معنی ہیں: پوشیدہ ہونا۔ گول ٹوپی۔

''قلنسوة : قلينسة قلا نس ' نوع من مالبس الرأس ، تكون على هيئات متعددة''

(معجم لغة الفقهاء)

یعنی: قلنسوۃ ' سر کے لباس کی ایک قسم ہے جو متعدد کیفیات واوصاف کی ہوتی ہے۔

''القلنسوة : مايلبس على الرأس ، ويعتم فوقه''۔

(شامی ص ۴۵۷ ج ۱، باب المسح على الخفين ، تحت : لا يجوز على عمامة و قلنسوة ، الخ)

یعنی: قلنسوۃ ' ٹوپی کو کہا جاتا ہے جو سر پر پہنی جاتی ہے، اور اس پر عمامہ باندھا جاتا ہے، یعنی: ''قلنسوۃ'' ایک ایسا غلاف ہے جو پیٹ والا ہو اور سر پر پہنا جائے، یا سر کو ڈھانپا

جائے۔

’’القلنسوة : من ملابس الرأس کالبرنس الذی تغطی به العمامة من نحو شمس و مطر‘‘۔

(فیض القدیر ص۳۱۴ ج۵، تحت حدیث : کان یلبس قلنسوة بیضاء ، رقم الحدیث:۷۱۶۶)

یعنی: قلنسوة ‘سر کا لباس ہے، جس طرح برنس ہے، جس سے عمامہ چھپایا جاتا ہے سورج اور بارش وغیرہ سے۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ’’قلنسوة‘‘ میں پوشیدگی کا معنی پایا جاتا ہے، اور ٹوپی کو اس لئے ’’قلنسوة‘‘ کہتے ہیں کہ اس سے سر کو چھپایا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ’’قلنسوة‘‘ کے معنی گول کے کئے ہیں ’’القلنسوة المدورة ، سمیت بها لا نها تغطی به الرأس‘‘۔یعنی’’ قلنسوة‘‘ گول ٹوپی کو کہا جاتا ہے۔اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس سے سر کو چھپایا جاتا ہے۔

احادیث میں ’’قلنسوة‘‘ کے ساتھ مختلف اوصاف ذکر کئے گئے ہیں:

(۱)......قلنسوة بیضاء:سفید گول ٹوپی۔

(۲)......قلنسوة بیضاء لاطئة :’’بذل المجهود‘‘ میں ’’لاطئة‘‘ کا معنی کیا گیا ہے:’’لاصقة بالرأس‘‘یعنی سر سے چپکی ہوئی۔(ص۲۵۲ ج۲)

اور’’عون المعبود‘‘ میں ہے:’’لازقة بالرأس‘‘یعنی سر سے ملی اور چپکی ہوئی ٹوپی۔

(ص۲۸ ج۳)

(۳)......قلنسوة بیضاء شامیة : شامیہ کے معنی ہے:’’لاطئة ای لاصقة برأسه‘‘یعنی سر سے ملی اور چپکی ہوئی ٹوپی۔گویا’’لاطئة‘‘اور’’شامیة‘ کے معنی یکساں ہیں۔

(۴)...... قلنسوة مضروبة:اور’’مضروبة ‘‘کامعنی ہے:’’کل ما اکثر تضريبة بالخياطة أو كساء أو غطاء مخيطين خياطة كثيرة بينهما قطن ونحوه كاللحاف ذو طاقين‘‘۔

یعنی ہر وہ چیز جس کی سوت سے بہت زیادہ سلائی کی گئی ہو، یا چادر یا غلاف جو بیچ میں روئی ڈال کر بہت زیادہ سیا گیا ہو، لہذا یہاں معنی ہوا: وہ ٹوپی جو بہت زیادہ سوت کے ذریعہ سلی گئی ہو۔

(۵)...... برد حبرة :یعنی جوٹوپی دھاری دار نقش ونگار والی ہو۔برد‘ کامعنی ہے: دھاری دار،اور’’ حبرة ‘‘ کامعنی ہے نقش ونگار والا۔مصباح اللغات میں ہے:’’ الحبر والحبير من الثياب‘‘نیاونرم منقش چادر۔

(۶)...... القلنسوة المضمرة ای الشامية:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں:’’قلنسوة‘‘کےساتھ’’مضمرة‘‘ کی صفت آئی ہے،اوراس کی شرح خود حدیث میں ’’ الشامية‘‘ سے کی گئی ہے،جس کے معنی ہیں: سر سے ملی ہوئی ٹوپی۔

القاموس المحیط میں ہے:’’ اضمره ای اخفاه والمفعول مضمرة اضمرت الشئ أى اخفيته ‘‘یعنی چھپانا اور پوشیدہ رکھنا، جب کسی چیز کو چھپائے اس وقت کہا جاتا ہے: ’’ اضمرت الشئ‘‘۔

اورالمنجد میں’’ الضمرة ‘‘ کاترجمہ: پوشیدہ کرنے یا ہونے سے کیا گیا ہے۔اب ’’القلنسوة المضمرة‘‘ کامعنی ہوا: سرکو چھپانے والی ٹوپی۔

(۷)...... قلنسوة ذات الاذنين :یا’’ ذوات الآذان ‘‘اس کا مطلب یہ ہے کہ: وہ ٹوپی دو کانوں والی تھی، جیسے ہمارے اطراف میں سردی کے زمانے میں کانوں کی حفاظت کے

لئے اوڑھتے ہیں۔(الدرالمنضود ص۱۹۸ج۲)

یعنی شاید (دوکانوں والی) سے مراد اس ٹوپی کی دونوں جانبوں پر دورسیاں ہوتی تھیں جن سے سرکو باندھا جاسکتا ہے۔(المنہل العذب المورد شرح ابی داؤد)

(۸)......قلنسوة يمانية هن البيض المضربة :یعنی یمنی ٹوپی اور وہ سفید اور بہت زیادہ سلی ہوئی ہوتی تھی۔

لفظ ''برنس'' کی تشریح

(۳):.......برنس: لمبی ٹوپی۔

الرائد میں ''برنس'' کے تین معنی کئے گئے ہیں:''البرنس جمع برانس، (۱) : ثوب رأسه منى ملتصق به ، (۲) : ثوب يلبس بعد الاستحمام ، (۳): قلنسوة طويلة''۔

''البرنس كل ثوب رأسه منه ملتزق به دراعه كان أو ممطرا ' أو جبة وفى حديث عمر : سقط البرنس عن رأسه من ذلك ، وقال الجوهرى : قلنسوة طويلة ، وكان النساك يلبسونها فى صدر الاسلام ''۔(لسان العرب ص۳۹۳)

یعنی وہ کپڑا جس کے بعض حصہ سے ٹوپی کا کام لیا جاتا ہے،اور وہ حصہ کپڑا کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے، چاہے وہ زرہ ہو یا بارش سے بچاؤ کے لئے بنایا گیا ہو، یا جبہ ہو۔اور یہی معنی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ برنس ان کے سر سے گرگئی۔اور جوہری نے کہا ہے کہ: برنس لمبی ٹوپی ہے، جسے عباد ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے۔

''البرنس كل ثوب رأسه منه ملتزق به ، قلنسوة طويلة ، و رداء ذو كمين يلبس بعد الاستحمام''۔(المعجم الوسيط ص۵۴)

وہ کپڑا جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ استعمال ہو،اور اس کپڑے سے متصل ہو، یا لمبی

ٹوپی، یا وہ چادر جو دو آستین والی ہو جو حمام کے بعد پہنی جاتی ہے۔

برنس: وہ لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی تھی، وہ لباس جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام دے۔(مصباح اللغات)

''البرنس هو كل ثوب يكون غطاء الرأس جزء منه متصلا به ، وقيل قلنسوة طويلة كانت تلبس فى صدر الاسلام''۔(المنجد ص۳۶)

وہ کپڑا جس کے سر چھپانے کا حصہ اس سے متصل ہو۔اور کہا گیا ہے کہ: وہ لمبی ٹوپی جو ابتدائے اسلام میں پہنی جاتی تھی۔

''البرنس كل ثوب رأسه منه ملتزق به ، قلنسوة طويلة ، و رداء ذو كمين يلبس بعد الاستحمام''۔(المعجم الوسیط ص۵۴)

شراح حدیث نے بھی برنس کی تشریح فرمائی ہیں:

''البرانس جمع برنس ، هى القلنسوة ، وذكر عبد الله بن ابى بكر : ما كان احد القراء الا له برنس يغدو فيه ' وخميصة يروح فيها ، وسئل مالك ان لبسها اتكرهها فانه يشبه لباس النصارى ؟ قال : لا بأس بها، وقد كانوا يلبسونها ههنا''۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۹ ج۱۵)

یعنی برانس برنس کی جمع ہے،اس کے معنی ٹوپی کے ہیں،حضرت عبداللہ بن ابی بکر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ہر ایک قاری کے پاس ایک برنس ہوتا تھا جسے وہ صبح کو استعمال کرتے تھے،اور ایک چادر ہوتی تھی جو شام کو استعمال کی جاتی تھی۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: کیا برنس مکروہ ہے اس لئے کہ وہ نصاریٰ کے لباس کے مشابہ ہے؟ فرمایا: نہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔اب تو ہمارے یہاں

بھی بکثرت اس کے پہننے کا رواج ہے۔

’’البرانس جمع برنس .... ویفسر بقلنسوۃ عظیمۃ ، وھذا التفسیر قاصر ، وقیل ھو کل ثوب رأسہ منہ یلتزق‘‘۔

(حاشیہ مشکوۃ (۵) ص۲۳۵، باب ما یجتنبہ المحرم ، الفصل الاول)

یعنی برانس برنس کی جمع ہے، اس کی ایک تفسیر بڑی ٹوپی سے کی جاتی ہے، لیکن یہ تفسیر ناقص اور ادھوری ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ: ہر وہ لباس جو سر سے چپکا رہے۔

برنس اس لمبی ٹوپی کو کہتے ہیں جو عرب میں اوڑھی جاتی تھی۔ اور برنس وہ لباس بھی ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام دیتا ہے جیسے برساتی ٹوپی وغیرہ۔ (مظاہر حق ص۱۵۷ ج۲)

خاتمہ:نمبر:۲/ایک اشکال اوران کاحل

ناپسندیدہ ٹوپی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لومڑی کی کھال کی ٹوپی کوسر سے پھینک دیا

(۱)......عن ابن سيرين عن انس بن مالک رضی الله عنه : ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه رأى رجلا يصلى وعليه قلنسوة ' بطانتها من جلود الثعالب ' فألقاها عن رأسه وقال : ما يدريک لعله ليس بذکی۔

(کنز العمال ، الدباغة ، رقم الحديث:۲۷۳۱۱۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۲ ج۴، فی الصلاة فی جلود الثعالب ، کتاب الصلاة ، رقم الحديث:۶۵۳۶)

ترجمہ:......حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کونماز پڑھتے دیکھا' اس نے ایک ٹوپی پہن رکھی تھی ،ٹوپی کا استر لومڑی کے چمڑے کا بنا ہوا تھا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سر سے اتار کر پھینک دی اور فرمایا:تمہیں کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ پاک نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لومڑی کی کھال کی ٹوپی کو پھاڑ دیا

(۲)......عن ابن سيرين قال : رأى عمر بن الخطاب رضی الله عنه علی رجل قلنسوة من ثعالب فامر بها ففُتقَت۔

(کنز العمال ، محظور اللباس، رقم الحديث:۴۱۹۰۱۔مصنف عبدالرزاق ص۷۱ج۱، باب جلود السباع ،کتاب الطهارة ، رقم الحديث:۲۲۶)

ترجمہ:......حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے،فرمایا:حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کولومڑی کی کھال کی ٹوپی پہنتے دیکھا تو حکم دیا تو اسے پھاڑ دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلی کی کھال کی ٹوپی کو پکڑ پھاڑ دیا

(۳)......عن ابن سيرين قال : رأى عمر بن الخطاب رضى الله عنه على رجل قلنسوة ' فيها من جلود الهرر ' فاخذها فخرقها ، وقال : ما احسبه الا ميتة۔

ترجمہ:......حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے،فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے سر پر بلیوں کی کھال سے بنی ہوئی ٹوپی دیکھی تو اس کو پکڑ کر پھاڑ دیا،اورفرمایا: میرے گمان میں یہ مردار ہے۔

(کنز العمال ، محظور اللباس، رقم الحديث:۴۱۹۰۲۔مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۱، باب جلود السباع ،كتاب الطهارة ، رقم الحديث:۲۲۷)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس لومڑی کی کھال کی پوستین تھی

(۴)......عن ابى جعفر قال : كان لعلىّ بن حسين رحمه الله سَبَنُجونة ثعالب۔

ترجمہ:......حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس لومڑی کی کھال کی پوستین تھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴۷ ج۱۲، فی لبس الثعالب ،كتاب اللباس ، رقم الحديث:۲۵۴۹۸)

(۵)......عن ابى جعفر قال : كان لعلىّ بن حسين رحمه الله سَبَنُجونون ثعالب يلبسوه ' فاذا صلى نزعه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۳ ج۴، فى الصلوة فى جلود الثعالب ، رقم الحديث:۶۵۴۱)

ترجمہ:......حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس لومڑی کی کھال کی پوستین تھی جسے وہ پہنتے تھے، جب نماز پڑھتے تو اسے نکال دیتے۔

تشریح:......ایک روایت کے الفاظ ہیں: **عن ابی جعفر عن علی بن الحسین قال : کانت له سَنجویة من ثعالب فکان یلبسها ' فاذا أراد ان یصلی وضعها۔**

(مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۱، باب جلود السباع ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۲۲۴)

سَبَـنُـجـونة: کے ایک معنی ہیں: بال والا چمڑا۔اس کی ایک تشریح یہ بھی کی گئی ہے: یہ آسمان جون سے معرب ہے یعنی آسمانی رنگ ۔ایسا کپڑا جو آسمانی رنگ سے رنگا گیا ہو، پھر اس میں لومڑی کی کا چمڑا لگادیا گیا ہو۔

(حاشیہ: مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۴۷ ج۱۲، فی لبس الثعالب ،کتاب اللباس ، تحت رقم الحدیث : ۲۵۴۹۸۔مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۱، باب جلود السباع ، کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۲۲۴)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے (سر) پر لومڑی کی کھال سے (بنی ہوئی) ٹوپی تھی

(۶)......عن یزید قال : رأیت علی ابراهیم رحمه الله قلنسوة مکفوفةُ بثعالب– أو سمّور–۔

ترجمہ:......حضرت یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے (سر) پر لومڑی کی کھال سے (بنی ہوئی)-یا سمور کی کھال سے (بنی ہوئی)-ٹوپی دیکھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۱ ج۱۲، فی لبس القلانس، رقم الحدیث:۲۵۳۵۴۔ص۵۴۷ ج۱۲، فی لبس الثعالب ، رقم الحدیث:۲۵۵۰۰)

تشریح:......سمور: ایک نیولے جیسا جانور، جو شمال افریقہ میں ہوتا ہے، اس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے۔(القاموس الوحید ص۷۹۹)

سمور: ایک نہایت باریک پشم (بال) والا برفانی جانور۔(فیروز اللغات)

(۷)......عن یزید بن ابی زیاد قال : رأیت علی ابراهیم النخعی رحمه الله قلنسوة

فیھا ثعالب۔

ترجمہ:......حضرت یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے (سر) پر لومڑی کی کھال سے ٹوپی دیکھی۔

(مصنف عبدالرزاق ص۷۱ ج۱، باب جلود السباع ، کتاب الطھارة ، رقم الحدیث:۲۲۴)

حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے سر پر لومڑی کی کھال کی ٹوپی تھی

(۸)......عن الاجلح قال : رأیت علی الضحاک رحمه الله قلنسوة ثعالب۔

ترجمہ:......حضرت اجلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے (سر) پر لومڑی کی کھال کی (بنی ہوئی) ٹوپی دیکھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۱۱ ج۱۲، فی لبس القلانس ، رقم الحدیث:۲۵۳۵۵۔ص۵۴۷ ج۱۲، فی لبس الثعالب ، رقم الحدیث:۲۵۴۹۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ لومڑی کی کھال کے (لباس) میں نماز کو مکروہ سمجھتے تھے

(۱۰)......عن علی رضی الله عنه : انه کان یکره الصلاة فی جلود الثعالب۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ لومڑی کی کھال کے (لباس) میں نماز کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۲ ج۴، فی الصلوة فی جلود الثعالب ، رقم الحدیث:۶۵۳۷)

لومڑی کی کھال کے (لباس) پہنو، اور اس میں نماز نہ پڑھو

(۱۱)......عن سعید بن جبیر ، وعن اشعث بن عبد الملک ، عن الحسن رحمه الله : انهما قالا : البس جلود الثعالب ، ولا تصل فیها۔

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر حضرت اشعث بن عبد الملک رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت حسن رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: لومڑی کی کھال کے (لباس) پہنو، اور اس میں نماز نہ پڑھو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۳ ج۴، فی الصلوۃ فی جلود الثعالب ، رقم الحدیث:۶۵۳۸۔ ص۵۴۶ ج۱۲، فی لبس الثعالب ، رقم الحدیث:۲۵۴۹۷)

لومڑی کی کھال کے لباس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ دباغت دیا گیا ہو

(۱۲)......عن الحسن رحمه الله : انه كان لا يرى بذلك بأسا اذا دبغت۔

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ (لومڑی کی کھال کے لباس میں نماز پڑھنے میں) کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جب کہ وہ دباغت دیا گیا ہو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۳ ج۴، فی الصلوۃ فی جلود الثعالب ، رقم الحدیث:۶۵۳۹)

(۱۳)......عن عمرو بن سعيد قال : رأيت ابا العالية دخل المسجد فصلى فيه وعليه قلنسوةٌ بطانتها جلودُ ثعالب ‘ فأخذها من رأسه و وضعها فى كمه ‘ فلمّا قضى صلاته قال : قلت له : رأيتك اخذت قلنسوتك من رأسك فوضعتها فى كمك ؟ فقال : انى كرهت ان أصلى فيها ‘ و كرهت ان اضعها فتسرق ‘ فلذلك جعلتُها فى كمّ قميصى۔

ترجمہ:......حضرت عمرو بن سعید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ: آپ مسجد میں تشریف لائے تا کہ نماز پڑھے، اور آپ کے سر پر لومڑی کی کھال سے بنی ہوئی ٹوپی تھی، آپ نے اسے سر سے نکال کر اپنی آستین میں رکھ دی، جب

نماز سے آپ فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا کہ: آپ نے سر سے ٹوپی لے کر آستین میں رکھ دی (اس کی کیا وجہ)؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ: میں ایسے (کپڑے میں) نماز کو مکروہ سمجھتا ہوں، اور اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کو ایسے ہی رکھ دوں تا کہ چوری ہو جائے، اس لئے میں نے قمیص کی آستین میں اسے رکھ دیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۱۳ ج۴، فی الصلوة فی جلود الثعالب ، رقم الحدیث:۶۵۴۰)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں ''کتاب اللباس '' میں ''فی لبس الثعالب '' کا باب قائم فرمایا ہے، اور یہ چار روایتیں نقل فرمائی ہیں۔اسی طرح ''کتاب الصلوة ''میں ''فی الصلوة فی جلود الثعالب '' کا باب قائم فرمایا ہے، اور اس میں چھ روایتیں نقل فرمائی ہیں۔

اس لئے اشکال ہوتا ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی ٹوپی کو پھاڑ دیا، اور یہاں اکابر سے اس طرح کی ٹوپیاں اور لباس پہننا معلوم ہو رہا ہے، اس کا حل یہ سمجھ میں آتا ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن کو پھاڑنے کا حکم دیا وہ بلا دباغت دی ہوئی کھال سے بنی ہوئی ٹوپی ہو، اور ان روایات میں جہاں استعمال کی اجازت ہے، وہ دباغت کے بعد کی کھال سے بنی ہوئی ہو۔اور حدیث نمبر:۱۲ر سے اس کی تائید ہوتی ہے، واللہ تعالی اعلم۔

الدلائل الثمینة فی اثبات الوسیلة

توسل کا ثبوت وجواز

اس رسالہ میں وسیلہ کے جواز اور ثبوت پر آپ ﷺ کی چند صحیح احادیث اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور واقعات نقل کئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور خصوصا آپ ﷺ کے وسیلہ، اور حضرات اولیاء اللہ کے وسیلہ، اور نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کرنا یا دعا میں ان کا وسیلہ پکڑنا جائز اور اکابر سے ثابت ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الكبير المتعال ، وصلى الله عليه وسلم ما تعاقب الليال ، وعلى اله و صحبه اولى الفضل والكمال ، اما بعد !

وسیلہ کے معنی اوراس کی لغوی تحقیق

لفظ وسیلہ وسل کے مصدر سے مشتق ہے، جس کے معنی ملنے اور جڑنے کے ہیں۔ یہ لفظ سین اور صاد دونوں سے تقریبا ایک معنی میں آتا ہے، فرق اتنا ہے کہ وصل بالصاد مطلقا ملنے اور جڑنے کے معنی میں ہے اور وسل بالسین رغبت ومحبت کے ساتھ ملنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

صحاح، جوہری اور مفردات القرآن، راغب اصفہانی میں اس کی تصریح ہے۔اس لئے صاد کے ساتھ وصلہ اور وصیلہ ہراس چیز کو کہا جاتا ہے: جو دو چیزوں کے درمیان میل اور جوڑ پیدا کر دے، خواہ وہ میل اور جوڑ رغبت ومحبت سے ہو یا کسی دوسری صورت سے، اور سین کے ساتھ لفظ وسیلہ کے معنی اس چیز کے ہیں جو کسی کو دوسرے سے محبت ورغبت کے ساتھ ملا دے۔(لسان العرب، مفردات راغب)

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی :۵۰۲ ھ لکھتے ہیں:

کسی چیز کی طرف رغبت سے پہنچنا وسیلہ ہے۔(المفردات ص۵۲۳، مطبوعہ ایران)

علامہ ابن اثیر جزری متوفی :٦۰٦ ھ لکھتے ہیں:

جس چیز سے کسی شئی تک رسائی حاصل کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے، وہ وسیلہ ہے۔(نہایہ ص۱۸۵ ج۵، مطبوعہ ایران)

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی: ۷۱۱ھ لکھتے ہیں:

امام لغت علامہ جوہری نے کہا ہے کہ: جس چیز سے غیر کا تقرب حاصل کیا جائے' وہ وسیلہ ہے۔ (صحاح جوہری ص ۱۸۴۱ ج ۵۔ لسان العرب ص ۷۲۵ ج ۱۱، مطبوعہ ایران)

اللہ تعالی کی طرف وسیلہ ہر وہ چیز ہے جو بندہ کو رغبت ومحبت کے ساتھ اپنے معبود کے قریب کردے، اس لئے سلف صالحین صحابہ وتابعین نے آیت: ﴿وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت نمبر: ۳۵) میں وسیلہ کی تفسیر طاعت وقربت اور ایمان وعمل صالح سے کی ہے۔ بروایت حاکم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: وسیلہ سے مراد قربت واطاعت ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی گئی ہے کہ: اللہ تعالی کی طرف تقرب حاصل کرو، اس کی فرمانبرداری اور رضامندی کے کام کرکے، اس لئے آیت کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ: اللہ تعالی کا قرب تلاش کرو ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ سے۔

اور ''مسند احمد'' کی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: وسیلہ ایک اعلی درجہ ہے جنت کا' جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے، تم اللہ تعالی سے دعاء کرو کہ وہ درجہ مجھے عطا فرمادے۔

اور ''صحیح مسلم'' کی ایک روایت میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب مؤذن اذان کہے تو تم بھی وہی کلمات کہتے رہو جو مؤذن کہتا ہے، اس کے بعد مجھ پر درود پڑھو اور میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وسیلہ ایک خاص درجہ ہے جنت کا' جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے، اور آیت مذکورہ میں ہر مؤمن کو وسیلہ طلب کرنے اور ڈھونڈنے کا حکم بظاہر اس خصوصیت کے منافی ہے، مگر جواب واضح ہے کہ: جس طرح ہدایت کا اعلی مقام

رسول کریم ﷺ کے لئے مخصوص ہے، اور آپ ﷺ ہمیشہ اس کے لئے دعا کیا کرتے تھے، مگر ابتدائی اور متوسط درجات ہدایت کے تمام مؤمنین کے لئے عام ہیں، اسی طرح وسیلہ کا اعلی درجہ رسول کریم ﷺ کے لئے مخصوص ہے، اور اس کے نیچے کے درجات سب مؤمنین کے لئے، آپ ﷺ ہی کے واسطہ اور ذریعہ سے عام ہیں۔

لفظ وسیلہ کی لغوی تشریح اور صحابہ وتابعین کی تفسیر سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالی کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے وہ انسان کے لئے اللہ تعالی کے قریب ہونے کا وسیلہ ہے، اس میں جس طرح ایمان اور عمل صالح داخل ہیں اسی طرح انبیاء وصالحین کی صحبت ومحبت بھی داخل ہے' وہ بھی رضائے الٰہی کے اسباب میں سے ہے، اور اسی لئے ان کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا درست ہے۔

وسیلہ کی تین صورتیں اور ان کے احکام

(۱)......وسیلہ سے دعا کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ: یا اللہ! میرا تو کوئی عمل ایسا نہیں جس کو میں آپ کی بارگاہ عالی میں پیش کر کے اس کے وسیلہ سے دعا کروں، البتہ فلاں بندہ آپ کی بارگاہ میں مقبول ہے، اور مجھے اس سے محبت وعقیدت کا تعلق ہے، پس اے اللہ! آپ اس تعلق کی لاج رکھتے ہوئے جو مجھے آپ کے نیک بندوں سے ہے' میری یہ درخواست قبول فرمالیجئے۔

یہ صورت جائز ہے، بشرطیکہ یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ توسل کے بغیر دعا کی جائے تو اللہ تعالی اس کو سنتے ہی نہیں، اور نہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انبیاء واولیاء کے وسیلہ سے جو دعا کی جاتی ہے' اس کا ماننا اللہ تعالی کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ ان مقبولان الٰہی کی محبت کے طفیل سے جو دعا کی جائے گی' توسل بالاعمال الصالحہ کی وجہ سے اس کی

قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

(۲)......وسیلہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم لوگوں کی رسائی خدائے تعالی کے دربار تک نہیں ہوسکتی، اس لئے ہمیں جو درخواست کرنی ہو اس کے مقبول بندوں کے سامنے پیش کریں اور جو کچھ مانگنا ہو ان سے مانگیں، چنانچہ یہ لوگ اپنی مرادیں اولیاء سے مانگتے ہیں، اوران کا خیال ہے کہ یہ اکابر باعطاء الٰہی ان کی مرادیں پوری کرنے پر قادر ہیں۔ یہ صورت حرام اور شرک ہے۔

(۳)......وسیلہ کی تیسری صورت یہ ہے کہ: براہ راست بزرگوں سے تو اپنی حاجت نہ مانگی جائے، البتہ ان کی خدمت میں یہ گذارش کی جائے کہ وہ حق تعالی کے دربار میں ہماری حاجت ومراد پوری ہونے کی دعافرمائیں۔

وسیلہ کی یہ صورت بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، بلکہ تعامل امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، البتہ روضۂ اقدس پر حاضری کی صورت میں اس طرح دعا کرنا جائز ہے۔

توسل کی ابتداءً دوقسمیں ہیں: توسل بالذات، توسل بصالح الاعمال

توسل کی ابتداءً دوقسمیں ہیں: توسل بالذات، توسل بصالح الاعمال۔

توسل بصالح الاعمال باتفاق امت جائز ہے۔ توسل بالذات جمہور امت کے نزدیک جائز ہے، البتہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اوران کے متبعین نے اس کا انکار کیا ہے، اورانہوں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب'' القاعدة الجليلة فى التوسل والوسيلة '' کے نام سے تصنیف کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے اپنی دیگر کئی کتابوں میں مثلاً'' فتاوی منہاج السنۃ'' اور'' زیارۃ القبور'' وغیرہ میں اجمالاً وتفصیلاً اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔

توسل کا سب سے پہلے انکار ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا

لیکن توسل کا انکار حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے کسی عالم نے نہیں کیا، بلکہ حافظ صاحب ہی اس مسئلہ کے پہلے منکر ہیں، چنانچہ علامہ سبکی رحمہ اللہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وحسبک ان انکار ابن تیمیة للاستغاثة والتوسل قولٌ لم یقله عالم قبله ' وصار به بین اهل الاسلام مثلة''۔(شفاء السقام فی زیارة خیر الانام ص۱۲۰)

تیرے تعجب کے لئے یہ بات کافی ہے کہ ابن تیمیہ کا طفیل اور توسل سے انکار کا قول ایسا ہے کہ ان سے پہلے کسی عالم نے ایسا نہیں کہا، اور اسی وجہ سے وہ اہل اسلام میں بدنام ہو گئے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین الشامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وقال السبکی : یحسن التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم الی ربه ' ولم ینکره احد من السلف والخلف الا ابن تیمیة فابتدع ما لم یقله عالم قبله''۔

(رد المحتار علی الدر المختار ص۳۹۷ج٦)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جب آنحضرت ﷺ کی زیارت کے لئے سفر اور توسل کا رد کیا تو ان کی تردید میں علامہ عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ نے ''شفاء السقام'' کے نام سے کتاب تالیف فرمائی، اور ''شفاء السقام'' کا رد حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ نے اپنی تالیف ''الصارم المنکی'' سے کیا، پھر اس کے رد میں علامہ ابن علان رحمہ اللہ نے ''المبرد المنکی'' تصنیف فرمائی۔

بعض لوگوں نے امام سبکی رحمہ اللہ کی کتاب کو تعصب کا نتیجہ قرار دیا ہے، لیکن ایسے لوگوں

کی رائے بالکل غلط ہے، چنانچہ علامہ عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ولیس ردہ تعصُبا بل ھو مصیب فیما ردّ بہ' شھد بہ الجُلة''۔

سبکی کا رد کرنا تعصب پر محمول نہیں، بلکہ وہ اس رد میں درست رائے کے حامل ہیں، جلیل القدر حضرات نے اس کی شہادت دی ہے۔(التعلیقات السنیة ص۱۹۶)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رد میں طبقات سبکی میں ایک مستقل رسالہ ہے۔علامہ یافعی رحمہ اللہ نے ''مراة الجنان ''میں متعدد علماء سے ان پر سخت تنقید نقل کی ہے۔حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے ''فتاوی حدیثیہ'' میں رد بلیغ کیا ہے۔''تذکرة الحفاظ'' میں بھی شدید رد مذکور ہے۔(فتاوی محمودیہ ص۱۳۶ ج۵)

جمہور علماء کے نزدیک توسل خواہ احیاء سے ہو یا اموات سے' ذوات سے ہو یا اعمال سے'اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے' بہرحال اس کی حقیقت اوران سب صورتوں کا مرجع توسل برحمۃ اللہ تعالی ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

کسی شخص کا جو جاہ ہوتا ہے اللہ تعالی کے نزدیک' اس جاہ کی بقدر اس پر رحمت متوجہ ہوتی ہے،توسل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! جتنی رحمت اس پر متوجہ ہے اور جتنا قرب اس کا آپ کے نزدیک ہے اس کی برکت سے مجھ کو فلاں چیز عطا فرما، کیونکہ اس شخص سے آپ کا تعلق ہے،اسی طرح اعمال صالحہ کا جو توسل حدیث میں آیا ہے،اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس عمل کی جو قدر حق تعالی کے نزدیک ہے اور ہم نے وہ عمل کیا ہے،اے اللہ!اس ببرکت عمل کے ہم پر رحمت ہو۔اور حاصل توسل فی الدعاء کا بھی یہی ہے کہ: اے اللہ! فلان بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا موجب جلب

رحمت ہے، اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں، پس ہم پر رحمت فرما۔

(نشر الطیب ص ۳۴۸)

خلاصہ یہ کہ توسل بالذات اور توسل بصالح الاعمال میں نزاع لفظی ہے، کیونکہ جو حضرات توسل بالذات کے قائل ہیں' ان کی مراد یہ ہرگز نہیں کہ مثلا ! جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو العیاذ باللہ تعالیٰ' وصف نبوت اور رسالت اور ان دینی خدمات سے جو آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں سرانجام دی ہیں' الگ کر کے توسل کیا جائے، یا معاذ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ سے محبت کرنے کی شرط سے صرف نظر کر لی جائے۔ یہ کسی کے وہم میں نہیں، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دیگر اولیاء اور مقبول بندوں کو ان اوصاف حسنہ سے جدا کر کے محض ان کی ذات ہی کو ملحوظ رکھا جائے ایسا بھی نہیں، بلکہ جہاں بھی ان حضرات کا توسل ہوگا وہاں ان کے ساتھ محبت اور ان کے نیک کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت پیش نظر ہوگی، جیسا کہ قرآن مجید میں: ﴿ھنالک دعا زکریا ربہ﴾ (سورۂ آل عمران، آیت نمبر: ۳۸) میں حضرت زکریا علیہ الصلوۃ والسلام کا حضرت مریم علیہا السلام پر رحمت سے توسل اور آپ کی دعا کا قبول ہونا مذکور ہے، ذکرا اگر چہ ذات کا ہوتا ہے، کیونکہ اعمال صالحہ آخر کسی کی ذات ہی سے صادر ہوں گے از خود تو ان کا صدور نہیں ہوسکتا، لیکن اگر چہ ذات اور موصوف کے اعمال اور صفات کو بھی اس میں دخل ہے تو توسل بصالح الاعمال ذات کے واسطے کے بغیر سمجھ سے باہر ہے، اس لئے ہمارے نزدیک توسل بالذات اور توسل بصالح الاعمال کا مآل بالآخر ایک ہی ہے، صرف اس کی تعبیر اور تشریح کا فرق ہے، اور نزاع صرف لفظی ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ چونکہ توسل بصالح الاعمال کے قائل ہیں تو' توسل

بالذات کا بھی ان کو اقرار کرلینا چاہئے، کیونکہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہم بھی محض ذات کا توسل نہیں کرتے، ان کے ذہن میں جو وہم ہے کہ ذات سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ (معاذ اللہ تعالی) اس ذات کا رتبہ اور درجہ خدا تعالی سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے، یا اس کا اللہ تعالی پر کوئی جبر اور زور ہے (العیاذ باللہ تعالی) تو یہ کسی مسلمان کے وہم میں بھی نہیں آتا۔

چنانچہ امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے ان کے اس وہم اور نظریہ کا اس طرح رد کیا ہے:

''فالتوسُّل والتّشفّع والتجوه والاستغاثة بالنبی صلی الله علیه وسلم وسائر الانبیاء والصالحین لیس لها معنىً فی قلوب المسلمین غیر ذلک، ولا یقصدبها احد منهم سواه، فمن لم ینشرح صدره لذلک فلیبک علی نفسه''۔

(شفاء السقام فی زیارة خیر الانام ص۱۲۹)

اس عبارت میں علامہ سبکی رحمہ اللہ نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس وہم کی تردید کی ہے اور واضح کیا ہے کہ: ہر مسلمان کا یہی نظریہ ہوتا ہے کہ جن حضرات کے توسل سے دعا مانگی جاتی ہے' وہ اللہ تعالی کے نزدیک نیک اور مقبول بندے ہیں اور ان کی محبت اور ان سے لگاؤ نزول رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے اور یہ جائز ہے۔

فقہاء کی عبارت ''ویکره ان یقول فی دعائه بحق'' سے اشکال اور اس کا جواب

فقہائے کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ: توسل کے موقع پر'' بحق فلاں'' کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے، چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

''ویکره ان یقول فی دعائه بحقّ فلان أو بحقّ انبیائک أو رسلک، لانه لا حقّ للمخلوق علی الخالق''۔ (ہدایہ ص۲۱۱ ج۴، کتاب الکراهیّة)

اور یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعا میں یوں کہے کہ: میں بحق فلاں یا بحق انبیاء یا بحق رسل آپ سے دعا کرتا ہوں، کیونکہ مخلوق کا خالق پر ''بطور وجوب کے'' کوئی حق نہیں ہے۔

اسی طرح ''فتاوی سراجیہ'' میں ہے:

''یکرہ ان یقول فی دعائہ بحقّ فلان أو بحقّ رسلک وانبیائک ، الخ''۔

(فتاوی سراجیہ ص۳۱۶، باب الدعاء ، کتاب الکراھیّة و الاستحسان)

ان عبارات سے بعض اوقات مغالطہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احناف توسل کے قائل نہیں، حالانکہ یہاں لفظ حق سے روکا گیا ہے، اوراس کی وجہ بھی صرف یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک پروردگار پر واجب اور ضروری ہے کہ نیکیوں پر بندوں کو ثواب دے اور بدیوں پر عذاب دے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو معاذ اللہ تعالی اس کا عدل باقی نہیں رہے گا، اور اس کا بخل وجہل وغیرہ لازم آئے گا، (العیاذ باللہ)۔

لیکن اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالی فاعل مختار ہیں' جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، اس پر کسی کا کوئی حق عائد نہیں ہوتا، ہاں اپنے ارادہ سے جس حق کا اس نے وعدہ کیا ہے وہ بجا ہے اور وہ حق تفضلی ہے الزامی نہیں، اس میں نہ تو کلام ہے اور نہ اس سے کسی قسم کا جبر لازم آتا ہے، چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے: ﴿حقّا علینا ننج المؤمنین﴾

(سورۂ یونس، آیت نمبر:۱۰۳)

ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''لایجب علی اللہ شیء ' خلافا للمعتزلة '' کہ اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب نہیں، بخلاف معتزلہ کے کہ وہ وجوب کے قائل ہیں۔

(مرقاة المفاتیح ص۹۸ ج۱)

حق کے دو معنی ہیں : (۱) : حق بمعنی : وجوب ولزوم، (۲): حق بمعنی : حرمت و

عظمت۔ پہلا معنی حقیقی اور دوسرا معنی مجازی ہے۔اور پہلے معنی کے اعتبار سے بحق نبی اور بحق ولی کے الفاظ سے دعا مانگنا جائز نہیں، اوردوسرے معنی کے لحاظ سے جائز ہے۔کئی احادیث میں اس طرح کے الفاظ آئے ہیں:''حق علی الله عز وجل''۔

اس وقت ایک جماعت توسل کے بارے میں مسلک اعتدال سے ہٹی ہوئی ہےاوروہ صرف حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہمنوا ہے، اورتوسل کے قائلین کے لئے سخت جملے اور نامناسب باتیں نقل کرتی ہے،اس لئے خیال ہوا کہ اس مسئلہ پراحادیث اورحضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثارجمع کئے جائیں تا کہ جمہور کےمسلک کا صحیح اوردرست ہوناواضح ہوجائے ،اوران کے خلاف رائے کا غلط اور باطل ہونا ظاہر ہوجائے۔

توسل جائز ہے ضروری یا واجب نہیں ،اور نہ گمراہی وناجائز ہے

اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے کہ: توسل کا مسئلہ صرف جواز کا درجہ رکھتا ہے نہ ضروری ہے نہ ناجائز اور گمراہی ہے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔علامہ آلوسی رحمہ اللہ مسئلہ توسل پر مبسوط بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ چیزیں جو میں نے جوازتوسل کی ذکر کی ہیں محض لوگوں سے دفع حرج کے لئے اور ان کوگمراہ قرار دینے کے دعوی سے جیسا کہ بعض نے کہا ہے بچانے کے لئے ہے، کیونکہ ان کے خیال سے آنحضرت ﷺ کی بلند ہستی کا توسل گمراہی ہے، میرا یہ میلان نہیں کہ توسل سے دعا کرنا ان ادعیۂ ماثورہ سے بہتر ہے جو کتاب اللہ میں آئی ہیں اور جن کو حدیث میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

اس ساری بحث کے بعد میں اللہ تعالی کے ہاں آنحضرت ﷺ کی جاہ سے آپ ﷺ کی زندگی میں اور بعداز وفات توسل میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

آنحضرت ﷺ کے علاوہ اوروں کی جاہ وبرکت سے توسل میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ یہ معلوم ہو کہ جس کی جاہ سے توسل کیا جاتا ہے اللہ تعالی کے ہاں اس کی جاہ ہے جیسے وہ شخصیت کہ یقینی طور پر اس کی صلاح وولایت معلوم ہو۔ (روح المعانی ص۱۲۸ ج۶)

توسل کے بارے میں علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ

آخر میں مناسب ہے کہ علماء دیوبند کا اس سلسلہ میں کیا عقیدہ ہے؟ وہ علماء دیوبند کے متفقہ فیصلہ جو "المہند" میں شائع ہے، سے نقل کر دیا جائے۔

السوال الثالث والرابع: ......هل للرّجل ان يتوسّل فى دعواته بالنّبى صلى الله عليه وسلم بعد الوفات ام لا ؟ أيجوز التوسّل عندكم بالسّلف الصّالحين من الانبياء والصّديقين والشّهداء واولياء ربّ العالمين ام لا ؟

الجواب: ...... عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسّل فى الدعوات بالانبياء والصّالحين من الاولياء والشّهداء والصّديقين فى حياتهم و بعد وفاتهم ' بان يقول فى دعائه : اللّهم انى اتوسّل اليک بفلان ان تجيب دعوتى وتقضى حاجتى الى غير ذلک كما صرح به شيخنا ومولانا الشاه محمد اسحاق الدهلوى ثم المهاجر المكّى ' ثم بيّنه فى فتاواه شيخنا ومولانا رشيد احمد الگنگوهى رحمة الله عليهما ، وفى هذا الزمان شائعة مستفيضة بايدى الناس، وهذه المسئلة مذكورة على صفحة : ۹۳ / من الجلد الاول منها ' فليراجع اليها من شاء۔

تیسرا اور چوتھا سوال مسئلہ توسل

مسئلۂ توسل : ......کیا وفات کے بعد رسول اللہ کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟ تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء واولیاء اللہ کا توسل بھی جائز

ہے یا ناجائز؟

جواب:...... ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء اور اولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے، ان کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہ کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں' اسی جیسے اور کلمات کہے۔ چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ (حضرت) مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم مکی (رحمہ اللہ) نے، پھر (حضرت) مولانا رشید احمد گنگوہی (رحمہ اللہ) نے بھی اپنے فتاوی میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد ص:۹۳ر پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

(المھند علی المفند، عقائد علماء دیوبند اور حسام الحرمین ص ۲۲۰)

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

نوٹ:......مقدمہ میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:

(۱)......معارف القرآن ص۱۳۴ ج۳۔

(۲)......تبیان القرآن ص۱۷۳ ج۳۔

(۳)......نفحات التنقیح ص۳۳۴ ج۳۔

(۴)......تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔

(۵)......اختلاف امت اور صراط مستقیم ص۱۴۱ ج۱۔

(۶)......تحقیق مسئلہ توسل۔

قرآن کریم اور وسیلہ

(۱):......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَ كَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا﴾۔
(سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۸۹)

ترجمہ:......باوجودیکہ یہ خود شروع میں کافروں (یعنی بت پرستوں) کے خلاف (اس کتاب کے حوالے سے) اللہ سے فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

تشریح:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: یہود اوس اور خزرج کے خلاف جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح طلب کرنے کی دعا کرتے تھے۔ وہ دعا یہ ہے:

''اللّٰھم انّا نسالک بحقّ نبیّک الّذی وعدتنا ' ان تبعثه فی آخر الزّمان ' ان تنصرنا الیوم علی عدوّنا'' پس اس دعا کی وسیلہ سے ان کی مدد کی جاتی تھی۔

(روح المعانی ص۳۲۰ ج۱۔ اور بھی بکثرت مفسرین نے اس قسم کی روایتیں نقل فرمائی ہیں)

(۲):......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لا لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾۔(سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۵۱)

ترجمہ:......اگر اللہ لوگوں کا ایک دوسرے کے ذریعے دفاع نہ کرے تو زمین میں فساد پھیل جائے، لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں پر بڑا افضل فرمانے والا ہے۔

تشریح:......اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ: جالوت اور اس کے لشکر کے فساد کو طالوت اور اس کے لشکر سے دور فرمادیا، اور جالوت کو حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ سے قتل کرادیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ عام قاعدہ بیان فرمادیا کہ: اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ وہ مفسدین کے شر کو مصلحین سے دور فرماتے ہیں۔

ابن ابی حاتم اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: اللہ تعالی نمازیوں کے سبب بے نمازیوں سے عذاب کو دور فرما دیتے ہیں، اور حج کرنے والوں کے سبب سے حج نہ کرنے والوں سے عذاب کو دور فرما دیتے ہیں' اور زکوۃ دینے والوں کے سبب سے زکوۃ نہ دینے والوں کے عذاب کو دور فرما دیتے ہیں۔

(الدرالمنثور ص۳۲۰ ج۱، مطبوعہ: مکتب آیۃ اللہ العظمی' ایران۔تبیان القرآن ص۸۹۲ ج۱)

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ: روزہ داروں کی برکت سے ان سے عذاب کو دور فرما دیتے ہیں جو روزہ نہیں رکھتے، اور مجاہدوں کی برکت سے ان لوگوں سے عذاب کو دور فرما دیتے ہیں جو جہاد نہیں کرتے، اور اگر سب لوگ ان احکام کے چھوڑنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالی ان کو پلک جھپکنے کی بھی مہلت نہ دیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ص۲۳۵ ج۳، مطبوعہ: دارالفکر' بیروت۔تبیان القرآن ص۱۹۷ ج۷)

(۳):......اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيماً ﴾۔(سورۂ نساء، آیت نمبر:۶۴)

ترجمہ:......اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آ جاتے اور آ کر اللہ تعالی شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا پاتے۔

ایک بدو کا قبر پر سلام پیش کرنا اور مغفرت کی بشارت کا عجیب واقعہ

محمد بن عبید اللہ عتبی کہتے ہیں کہ: میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا' اور حاضری کے بعد ایک جانب بیٹھ گیا، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا: یا خیر الرسل! (اے رسولوں کی بہترین ذات

ﷺ) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف میں نازل فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾۔(سورۂ نساء،آیت نمبر:۶۴)

اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں، اوراللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں، اور میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں، اس کے بعد وہ بدورونے لگے اور یہ اشعار پڑھے ۔

یا خیر من دُفنت بالقاع اعظمه فطاب من طیبهن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه فیه العفاف و فیه الجود والکرم

اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں، کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی۔

میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے'اس میں جود ہے'اس میں کرم ہے۔

اس کے بعد انہوں نے استغفار کیا اور چلے گئے،عتبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی،حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ: میری سفارش سے اللہ جل جلالہ نے ان کی مغفرت فرمادی۔

(ذکره ابن عساکر فی تاریخه' وابن الجوزی وغیرهما باسانید هم ،کذا فی : شفاء الاسقام' والمواهب ، وذکره الموافق مختصرا)

اکثر حضرات نے یہی دوشعر نقل کیے ہیں،مگر امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی ''مناسک'' میں اس کے بعد دوشعر اور نقل کیے ہیں ۔

انت الشفیع الذی ترجی شفاعته علی الصراط اذا ما زلت القدم

و صاحباک لا انساھما ابدا منی السلام علیکم ما جری القلم

آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں، جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا، میری طرف سے تم سب پر سلام ہوتا رہے جب تک کہ دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے (یعنی قیامت تک)۔

نوٹ:......تفصیل کے لئے دیکھئے! ''عمدۃ المناسک'' ص:۶۹۰ر اور فضائل حج ص ۱۰۲۔

(۴):......اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَابْتَغُوْآ اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾۔ (سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۳۵)

ترجمہ:......اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

تشریح:......وسیلہ سے یہاں مراد ہر وہ نیک عمل ہے جو اللہ تعالی کی خوشنودی کا ذریعہ بن سکے، اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال کو وسیلہ بناؤ۔

(آسان ترجمہ)

(۵):......اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾۔ (سورۂ انفال، آیت نمبر:۳۳)

ترجمہ:......اور (اے پیغمبر!) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے، جب تم ان کے درمیان موجود ہو، اور اللہ اس حالت میں بھی ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے جب وہ استغفار کرتے ہوں۔

(۶):......اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾۔ (سورۂ کہف، آیت نمبر:۸۲)

ترجمہ:......اور ان دونوں کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔

(۷):......اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾۔(سورۂ فتح، آیت نمبر:۲۵)

ترجمہ:......(البتہ) اگر وہ مسلمان وہاں سے ہٹ جاتے تو ہم ان (اہل مکہ) میں سے جو کافر تھے، انہیں دردناک سزا دیتے۔

(۸):......اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾۔(سورۂ طور، آیت نمبر:۲۱)

ترجمہ:......اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہے، تو ان کی اولاد کو ہم انہی کے ساتھ شامل کر دیں گے، اور ان کے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔

تشریح:......یعنی نیک لوگوں کی اولاد اگر مؤمن ہو تو اگر چہ وہ اپنے اعمال کے لحاظ سے جنت میں اس اونچے درجے کی مستحق نہ ہو جو ان کے والد کو ملا ہے، لیکن اللہ تعالی والد کو خوش کرنے کے لئے اولاد کو بھی وہی درجہ دے دیں گے، اور والد کے درجے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔(آسان ترجمہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی مؤمن کی اولاد کو مؤمن کے ساتھ اس کے درجہ میں بلند فرمائیں گے، خواہ اس کی اولاد کا عمل اس کے برابر نہ ہو تاکہ اولاد کی وجہ سے مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(مسند بزار، رقم الحدیث:۲۲۶۰۔معجم طبرانی کبیر، رقم الحدیث:۳۲۳۴۲/۳۲۳۴۱/۳۲۳۳۹)

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا

(۱)......عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لمّا اقترف آدمُ الخطِیئة ' قال : یا ربِّ اسألک بِحقِّ محمد لما غفرتَ لی ' فقال الله عز وجلّ : یا آدمُ ! وکیف عرفتَ محمدًا ولم اخلُقْهُ ؟ قال : لِاَنَّک یا ربّ لمّا خلقتَنی بیدک ' و نفختَ فِیَّ من روحک ' رفعتُ رأسی فرأیتُ علی قوائِمِ العرش مکتوبا : لا اله الا اللّه محمّد رسول الله ، فعلمتُ انّک لم تُضِفُ الَی اسمک الا احبَّ الخلقِ الیک ' فقال اللّه عز وجلّ : صدقتَ یا آدم انّه لَاَحَبُّ الخلقِ الیّ ، واذ سألتَنِی بحقِّه فقد غفرتُ لک ' ولولا محمّدٌ ما خلقتُک۔

(دلائل النبوۃ ص۴۸۹ ،مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ' بیروت)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے (اجتہادی خطاء اور) چوک ہوگئی تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! میں آپ سے حضرت محمد ﷺ کے حق (اور وسیلہ) سے سوال کرتا ہوں کہ: مجھے معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے ابھی تک ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا: اے رب! جب آپ نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، اور آپ نے مجھ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر ''لا الہ الا اللّه محمّد رسول اللّه'' لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ آپ نے جن کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے، وہ آپ کو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، اور چونکہ تم

نے ان کے وسیلہ سے سوال کیا ہے اس لئے میں نے تم کو بخش دیا، اور اگر محمد ﷺ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

تشریح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقربین کے وسیلہ سے دعا کا ثبوت ابتدائے پیدائش سے مشروع ہے۔

آپ ﷺ کا اپنے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے دعا فرمانا

(۲)......عن انس بن مالک رضی اللہ عنه قال : لمّا ماتت فاطمةُ بنتُ اسدِ بن هاشمٍ امُّ علیّ رضی اللہ عنهما- دخل علیها رسول الله صلی الله علیه وسلم- فجلس عند رأسِها ، فقال : رحمکِ اللّٰه یا امّی ، کُنتِ اُمّی بعد اُمّی ، تَجُوعینَ و تُشبِعیننی ، وتَعْرَینَ وتکسینی ، وتَمْنَعین نفسَکِ طیّبًا و تُطْعِمینی ، تُریدینَ بذلک وجهَ اللّٰه والدّار الآخرَة ، ثمّ امر اَن تُغسَّل ثلاثا ، فلمّا بلغ الماءُ الّذی فیه الکافورُ سکَبَهُ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده ، ثمّ خَلع رسول الله صلی الله علیه وسلم قمیصَه فألبَسَها ایّاهُ ، وکفَّنها بِبُردٍ فوقَهُ ، ثمّ دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم اسامةَ بن زیدٍ ، وابا ایّوب الانصاری ، وعمرَ بن الخطاب ، وغلامًا اسودَ یحفِرون ، فحَفَروا قبرَها ، فلمّا بلغوا اللَّحد حفَرَهُ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده ، واخرج تُرابَه بیده ، فلمّا فرغ دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم فاضطجع فیه ، فقال : الله الّذی یُحی و یُمیت ، وهُو حیّ لا یموت ، اغفر لامّی فاطمةَ بنت اسدٍ ، ولقّنها حجّتها ووسّعْ علیها مُدْخَلها بحقِّ نبیّک والانبیاءِ الّذین من قَبلی ، فانّک ارحم الرّاحمین ، وکبّر علیها اربعًا ، وادخَلُوها اللّحد هُو ، والعبّاس وابو بکر الصّدیق رضی الله عنهم ، رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط ، وفیه روح

بن صلاح ' وثقه ابن حبان والحاكم ' وفيه ضعف ' وبقية رجاله رجال الصحيح۔

(مجمع الزوائد ص۳۰۴ ج۹، باب مناقاب فاطمة بنت اسد رضی الله عنها ، رقم الحدیث :۱۵۳۹۹)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے اوران کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے،اورفرمایا: اے میری والدہ! اللہ آپ پر رحم فرمائے ،آپ میری (حقیقی) والدہ (کی وفات) کے بعد(اب) میری والدہ (کی جگہ اوران کے برابر) ہیں،آپ بھوگی رہتی تھیں اور مجھے سیراب کرتی تھیں' اور خود (عمدہ) کپڑے نہ پہن کر مجھے پہناتی تھیں' اورعمدہ کھانے کواپنے سے روک کر مجھے کھلاتی تھیں،اور یہ تمام کام اللہ تعالی کی رضا اور آخرت کے لئے کرتی تھیں، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں (سنت کے مطابق) تین مرتبہ (پانی بہا کر) غسل دیں، پھر جب کافور ملا ہوا پانی پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس پانی کوان پر بہایا، پھر آپ نے اپنا قمیص مبارک اتارکران کو پہنایا' اوران کے اوپر چادر ڈال کر کفنایا، پھر آپ ﷺ نے حضرت اسامہ' حضرت ابوایوب انصاری اورحضرت عمر رضی اللہ عنہم اورایک حبشی غلام کو بلایا جو قبر کھودتے تھے،انہوں نے قبر کھودی، جب قبر لحد تک تیار ہوگئی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے (کچھ حصہ) کھودا' اوراس کی مٹی اپنے ہاتھ مبارک سے نکالی، پھر جب آپ ﷺ ان کی قبر کھودنے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ ان کی قبر میں لیٹ گئے ،اور یہ دعا فرمائی: اللہ ہی زندگی عطا فرماتے ہیں' وہی موت دیتے ہیں،اور وہی زندہ ہیں جنہیں موت نہیں آتی ،اے اللہ! آپ کے نبی اور مجھ سے پہلے حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے میری ماں کی مغفرت فرمادیجئے' ان کو حجت القا فرما' ان

کی قبر کو وسیع فرما، بلاشبہ آپ سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ہیں، (پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی) اور چار تکبیریں کہی، اور آپ ﷺ اور حضرت عباس اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ان کو قبر میں اتارا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات اور فضائل

تشریح:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا شماران عورتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش اور تربیت کی، جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی قمیص میں کفن دیا، ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ان کے لئے استغفار کیا اور دعائے خیر کی، اور جب انہیں قبر میں رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ ان کے ساتھ (تھوڑی دیر کے لئے) قبر میں لیٹ گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو کچھ کیا ہے آپ نے ایسا کسی اور کے ساتھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی قمیص میں انہیں کفن دیا تا کہ اللہ تعالی انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے اور ان کی مغفرت فرمائے، میں ان کی قبر میں اس لئے لیٹا تا کہ اللہ تعالی ان کے لئے تخفیف فرمائے۔

ایک روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ ان کی قبر میں اترے اور ہاتھ سے یوں اشارے کئے جیسے آپ قبر میں توسیع کر رہے ہوں، پھر قبر سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی قبر میں ڈالی، جب آپ ﷺ چلنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو ان کے ساتھ جو کچھ کرتے دیکھا ہے وہ آپ نے کسی اور عورت کے ساتھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: عمر! یہ عورت میری حقیقی والدہ کے بعد ماں کا درجہ رکھتی ہے، ابوطالب کا میرے ساتھ بہت اچھا رویہ رہا ہے، ان کا دسترخوان بچھتا تھا جس پر ہمیں جمع کیا جاتا، یہ عورت ابو طالب کے ہاں فضیلت والی عورت تھیں، جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے اپنے رب تعالی کی طرف سے خبر دی ہے کہ یہ اہل جنت میں سے ہیں، مجھے جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ بھی خبر دی ہے کہ: اللہ تعالی نے ستر ہزار فرشتوں کو ان پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

(کنز العمال، فاطمة بنت اسد رضی الله عنها ، الفضائل ، رقم الحدیث :۳۷۶۰۶/۳۷۶۰۷)

آپ ﷺ فقراء مہاجرین کے طفیل کامیابی کی دعا فرمایا کرتے تھے

(۳)......عن امیة بن خالد بن عبد الله بن اُسید رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم : انه کان یستفتح بصعالیک المهاجرین۔

(مشکوۃ ص۴۴۷، باب فضل الفقراء ما جاء فی لبس الصوف ، ابواب اللباس)

ترجمہ:......حضرت امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ فقراء مہاجرین کے طفیل کامیابی کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

تشریح:......صعالیک: ''صعلوک'' کی جمع ہے جیسا کہ ''عصفور'' کی جمع ''عصافیر'' ہے۔ اور ''صعلوک'' کے معنی ہیں: فقیر ومسکین اور کمزور ونادار۔

حضور اکرم ﷺ کفار سے مقابلہ کے وقت اللہ تعالی سے فتح حاصل کرنے کی جو درخواست فرماتے اس میں فقراء مہاجرین کا واسطہ اوران کی دعاؤں کی برکت کا ذریعہ اختیار فرماتے۔ (مظاہر حق ص۷۴۹ ج۴)

محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: ''وقال الملک بان یقول : اللهم انصرنا علی الاعداء بحق الفقراء المهاجرین'' (مرقات ص۱۳ ج۱۰)

ابن الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ اس طرح دعا فرماتے تھے: اے اللہ! اپنے فقراء مہاجرین بندوں کے وسیلہ اور طفیل سے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

آپ ﷺ کا خود اپنے وسیلہ سے دعا کی تعلیم فرمانا

(۴)......عن عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ان رجلا ضریر البصر اتی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال : ادع اللہ لی ان یُعافینی ، فقال : ان شئت اخَّرتُ لک وھو خیر ، وان شئت دعوت ، فقال : ادْعُهُ ، فامرہ ان یتوضأ فیُحسِن وضوءَ ہُ ' ویصلی رکعتین ' ویدعو بھذا الدعاء : اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ ' وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ ' یَا مُحَمَّد اِنِّی قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ۔

(ابن ماجہ، باب صلوۃ الحاجۃ ، رقم الحدیث:۱۳۸۵۔ترمذی، احادیث شتی من ابواب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۵۷۸)

ترجمہ:......حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک نابینا (اندھے) آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ: آپ اللہ تعالی سے میرے لئے عافیت کی دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو آخرت کے لئے دعا مانگوں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے، اور چاہو تو (ابھی) دعا کردوں؟ انہوں نے عرض کیا: (ابھی ہی) دعا فرمادیجئے! آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: خوب اچھی طرح وضو کرواور دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں' اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں' رحمت والے نبی کے وسیلے سے، اے محمد (ﷺ)! میں نے اپنی ضرورت کے سلسلہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف توجہ کی تا کہ یہ ضرورت پوری

ہو جائے۔اے اللہ! محمد ﷺ کی شفارش میرے بارے میں قبول فرمالیجئے۔

تشریح:......امام بیہقی رحمہ اللہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ:

''قال عثمان : فو الله ما تفرقنا و لا طال الحديث ' حتى دخل الرجل و كأنّه لم يكن به ضر قط''۔(دلائل النبوۃ ص۱۶۷ج۶،مطبوعہ:دارالکتب العلمیہ'بیروت)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم! ہم اس مجلس سے اٹھے نہیں تھے،اور نہ ابھی بات کا سلسلہ لمبا ہوا تھا کہ وہ نابینا شخص اس حال میں داخل ہوئے کہ ان کی آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔

ابن السنی رحمہ اللہ نے بھی اس زیادتی کو نقل فرمایا ہے۔اور ابن السنی کی روایت میں دعا کے آخری الفاظ اس طرح ہیں:'' اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَ شَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ ''

(عمل اليوم والليلة ص۳۵۷، باب ما يقول لمن ذهب بصره ، رقم الحديث:۶۲۷)

ابوطالب کا شعر: آپ ﷺ کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے

(۵)......عن انس رضى الله عنه قال : جاء اعرابى الى النّبى صلى الله عليه وسلم وشكا اليه قلة المطر وجدوية السنة ' فقال : يا رسول الله ! لقد أتيناك وما لنا بعير نيط ولا صبى يصطبح ' وانشد ؎

اتيناك والعذراء يدمى لبانها — وقد شغلت ام الصبى عن الطفل

والقت بكفيها الفتى لاستكانة — من الجوع ضعفا ما يمر وما يحلى

ولا شيء مما ياكل الناس عندنا — سوى الحنظل العامى والعلهز الفسل

وليس لنا الا اليك فرارنا — واين فرار الناس الا الى الرسل

فمد رسول الله يده يدعو فما رد يده الى نحره حتى استوت السماء بارواقها ' وجاء

اهل البطاح يضجون يا رسول الله ! الطرق ' فقال : حوالينا ولا علينا ' فانجلى السحاب حتى احدق بالمدينة كالاكليل ' فضحك رسول الله حتى بدت نواجذه وقال : لله در ابى طالب لو كان حيا لقرت عيناه ' من ينشدنا قوله ' فقام على ابن ابى طالب فقال : يا رسول الله ! لعلك اردت قوله : ۔

وابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل
يلوذ به الهلاک من آل هاشم فهل عنده فى نعمة و فواضل
كذبتم و بيت الله يبزى محمد ولما نقاتل دونه و نناضل
ونسلمه حتى نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا و الحلائل

فقال رسول الله اجل ذلک اردت۔

(کنز العمال ، صلوۃ الاستسقاء ، رقم الحدیث:۲۳۵۴۹۔دلائل النبوۃ ص۴۴۷، باب ، رقم الحدیث:۱۷۳۴)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آئے اور بارش کی کمی اور خشک سالی کی شکایت کی اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس آئے ہیں، ہمارے اونٹ بھوک سے بلبلا رہے ہیں اور بچے بھوک سے رو رہے ہیں، پھر یہ اشعار پڑھے:

ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اس حال میں کہ عورت (اور اونٹنی) کے تھنوں سے دودھ کے بجائے خون ابل رہا ہے، اور بچے کی ماں اپنے بچے سے منہ موڑ چکی ہے۔

بھوک نے ماں کو اتنا کمزور' بے ہمت اور سست کر دیا ہے کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنا بچہ دور پھینک دیا ہے، اس کے پاس اتنی چیز بھی نہیں جو اس کے منہ کو کڑواہٹ یا مٹھاس

دے سکے۔

ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسے لوگ کھاتے ہوں، ہمارے پاس اگر کچھ ہے بھی تو وہ عام قسم کا اندرائن اور ردی قسم کی علہز بوٹی ہے (جسے کھایا ہی نہیں جاتا)۔

ہمارے لئے آپ کی طرف بھاگنے (اور جائے پناہ لینے) کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے،اور لوگوں کے لئے رسولوں کے علاوہ بھاگنے (اور جائے پناہ لینے) کی جگہ ہوسکتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ مبارک پھیلائے اور دعا کی حتی کہ آپ ﷺ کے ہاتھ اپنے سینے کی طرف واپس نہیں ہوئے تھے کہ آسمان ابر آلود ہو گیا اور موسلا دھار بارش برسنے لگی، اتنے میں اہل بطاح چیختے ہوئے آ گئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! راستے بند ہو چکے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! بارش کا رخ ہمارے مضافات کی طرف موڑ دے اور ہمارے اوپر سے بارش ہٹا دے، چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھٹ گئے اور مدینہ منورہ آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو گیا، رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں (دانت مبارک) دکھائی دینے لگیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ابو طالب کی بھلائی اللہ ہی کے لئے ہے، کاش اگر آج زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، ان کے اشعار ہمیں کون سنائے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! شاید آپ کی مراد ابو طالب کے یہ اشعار ہیں:

اور وہ (حضور ﷺ سرخ) سفید چہرے والے ہیں، جن کی ذات کا واسطہ دے کر بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے فریاد رس ہیں، اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

ہاشم کی اولاد کے ہلاکت زدہ لوگ ان کی پناہ حاصل کرتے ہیں، اور ان کے پاس آ کر نعمتوں اور فراوانیوں میں آ جاتے ہیں۔

(اے کفارِ مکہ) بیت اللہ کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ محمد ﷺ غالب ہو کر رہیں گے ورنہ ہم ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں قتال کریں گے اور تیروں کی بارش برسا دیں گے۔

ہم اسے صحیح وسلامت رکھیں گے حتی کہ ہم ان کے اردگرد پچھاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اس وقت اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھلا دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، میری مراد یہی اشعار ہیں۔

آپ ﷺ کی قبر شریف کے مقابل چھت میں سوراخ کر کے وسیلہ پکڑنا

(۶)......عن ابی الجوزاء قال : قُحِطَ اهلُ المدينة قحطا شديدا ' فشكوا الى عائشة فقالت : انظروا قبر النبی صلی الله عليه وسلم فاجعلوا منه كُوًى الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقفٌ ، ففعلوا ' فمُطِرُوا مطرا حتى نبت العُشْبُ و سَمِنَتِ الابل حتى تَفتَّقَتْ من الشحم ' فسُمِّى عام الفَتْقِ ، رواه الدارمی۔

(مشکوۃ ص۵۴۵، باب الكرامات ، سنن الدارمی ، باب اكرم الله تعالى نبيه ، رقم الحديث:۹۳)

ترجمہ:......حضرت ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ: اہل مدینہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قحط پڑنے کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: دیکھو آپ ﷺ کی قبر مبارک کے ٹھیک بالمقابل چھت میں ایک سوراخ کھولو کہ آسمان اور آپ ﷺ کی قبر شریف کے درمیان کوئی حائل باقی نہ رہے۔ صحابہ وغیرہ (تابعین رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ) نے جا کر ایسا ہی کیا، پھر اس زور کی بارش ہوئی کہ ہر جگہ گھاس کی کثرت ہوگئی، اونٹ فربہ (اور موٹے) ہوگئے اور موٹاپے کی وجہ سے ان کے جسم کی چربی پھٹ پڑی، اور اسی وجہ سے اس کا نام تاریخ میں ''عام الفتق'' پڑ گیا۔

تشریح:......''شرح مواہب لدنیہ'' میں ہے کہ:

مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے، اور اپنی پریشانی پیش کی، انہوں نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ کے روضۂ مبارک کی چھت اس قدر کھول دی جائے کہ آسمان اس سے نظر آنے لگے، لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ بھی ایک طرح کا آپ ﷺ کی ذات سے توسل کا طریقہ تھا، چنانچہ بارش ہوئی اور اتنی ہوئی کہ ہر جگہ سبزہ زار (گھاس) اگ آئے، اور اس طرح خدا کی مخلوق نے اطمینان کا سانس لیا۔

(ترجمان السنہ ص۴۴۹ ج۴، الرسول الاعظم والمطر بوسیلته صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث:١٦٥٠)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کی مراد یہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: انہوں نے بارش آنے کے لئے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک سے اپنے حجرہ کی چھت کھول دی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش ایک رحمت ہے وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوگی، لیکن وہاں بارش کے لئے کوئی دعا وغیرہ نہیں کی گئی۔ اسی لئے جب عہد تابعین میں آنحضرت ﷺ کا حجرہ تعمیر ہوا (آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں) تو اوپر کی جانب روشندان (کھڑکی کو) کھلا رہنے دیا گیا جو ابھی تک اسی طرح کھلا ہوا موجود ہے۔

(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۳۸۔ ترجمان السنہ ص۳۴۹ ج۴، قصة فتح الكوة ايضا كانت نحوا من الاستسقاء، تحت رقم الحديث:١٥٥٠)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ سے حجرہ شریف کی چھت میں سوراخ کا کھولا جانا دراصل قبر مبارک سے وسیلہ وسفارش حاصل کرنا تھا۔ مطلب یہ کہ حیات مبارکہ میں تو لوگ

آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ کے ذریعہ بارش کے طلب گار ہوتے تھے، اور جب ذات مبارک نے اس دنیا سے پردہ فرمالیا اور استسقاء (طلب بارش) کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ: قبر مبارک کے اوپر سے چھت کھول دی جائے تا کہ رحمت حق جوش میں آئے، اور پانی برسنے لگے، گویا انہوں نے ظاہر میں تو قبر مبارک کو بارش کی طلب کا ذریعہ بنایا، لیکن حقیقت میں آپ ﷺ کی ذات مبارک ہی اس طلبگاری کا ذریعہ اور وسیلہ تھیں، اور قبر مبارک کی چھت کا کھولا جانا اس طلبگاری کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے اور پریشان حال لوگوں کی اضطراری کیفیت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا۔

(مظاہر حق ص۵۶۰ ج۵)

آپ ﷺ کے بال مبارک سے وسیلہ پکڑنا

(۷)......عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال : ارسلنی اهلی الی ام سلمة زوج النبی صلی الله علیه وسلم بقدح من ماء– وقبض اسرائیل ثلاث اصابع– من فضة فیه شعَر من شعَر النبی صلی الله علیه وسلم ، وکان اذا اصاب الانسان عین أو شیء بعث الیها مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فی الجُلجُلِ، فرایتُ شعَرات حمرا۔

(بخاری، باب ما یذکر فی الشیب کتاب اللباس ، رقم الحدیث:۵۸۹۶)

ترجمہ:......حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: مجھے میرے گھر والوں نے آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پیالہ میں پانی دے کر بھیجا (حدیث کے راوی حضرت) اسرائیل (رحمہ اللہ) نے تین انگلیاں بند کرلیں، اس چاندی کی ڈبیہ میں نبی کریم ﷺ کے بالوں میں سے کچھ بال (مبارک) تھے۔ (حضرت عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:) جب کسی شخص کو نظر بد لگ جاتی یا اور کوئی

تکلیف ہوتی تو وہ اپنا پانی کا پیالہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا (وہ اس پانی میں اس ڈبیہ کو ڈبو دیتیں جس میں نبی کریم ﷺ کے بال مبارک تھے۔ حضرت عثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ:) میں نے شیشی کو دیکھا تو اس میں سرخ بال تھے۔

تشریح:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ ﷺ کے بالوں میں سے چند بال مبارک تھے، جب لوگ بیمار ہوتے تو ان بالوں سے تبرک حاصل کرتے اور ان کی برکت سے ان کو شفا ہوتی۔

''وقبض اسرائیل ثلاث اصابع '' یہ جملہ معترضہ ہے، اسرائیل بن یونس نے حدیث سمجھانے کے لئے تین انگلیوں سے اشارہ کیا، اس جملہ میں اس کا ذکر ہے۔

اس حدیث پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ چاندی کا پیالہ استعمال کرنا تو جائز نہیں۔

(ا)......اس کا جواب یہ دیا گیا کہ: یہ خالص چاندی کا نہیں تھا، صرف اس پر چاندی کا کچھ کام ہوا تھا۔

(ب)...... یا خالص چاندی کا تھا، لیکن اس طرح کے چاندی کے چھوٹے برتن کے استعمال کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جائز سمجھتی تھیں۔

(ج)......اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کھانے پینے کے لئے اس کو استعمال نہیں کرتی تھیں، صرف حضور ﷺ کے بال مبارک اس میں رکھے گئے تھے۔ چاندی کے برتن میں اس طرح کی کوئی چیز محفوظ کرنا جائز ہے۔

اس حدیث کی مزید تشریح کے لئے دیکھئے! کشف الباری ص ۲۵۵، کتاب اللباس۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے بال مبارک کے توسل سے فتح پانا

(۸)......عن عبد الحمید عن ابیه قال : کان فی قلنسوة خالد بن الولید رضی الله

عـنـه مـن شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال خالد : ما لقيت قوما قط وهى على راسى الا أُعطِيتُ الفَلْجَ ۔(کنز العمال ، فضائل: خالد بن ولید ، رقم الحدیث:۳۷۰۲۵)

ترجمہ:......حضرت عبدالحمید رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں : وہ فرماتے ہیں کہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کا بال مبارک تھا،حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب بھی کسی قوم سے میرا مقابلہ ہوا اس حال میں کہ بال مبارک میرے سر پر ہو تو مجھے ضرور فتح وجیت ملی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ٹوپی کے گم ہونے پر تلاش کروانا

(۹)......اخرج الطبرانى عن جعفر بن عبد الله بن الحكم ' ان خالد بن الوليد رضى الـلـه عنه فقَدَ قلنسوةً له يوم اليرموک ، فقال اطلبوها ' فلم يجدوها ' فقال : اطلبوها فـوجـدوهـا ' فـاذا هـى قلنسوة خَلَقَةٌ ، فقال خالد : اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فحلق رأسه ' فابتدر الناس جوانب شعره ' فسَبَقْتُهُم الى ناصيته ' فجعلتُها فى هذه القلنسوة ' فلم اشهد قتالا وهى معى الا رُزِقْت النُّصرة۔

(حیاۃ الصحابة ص۵۵۰ ج۴، الاستنصار بشعر النبى صلى الله عليه وسلم ، الباب التاسع عشر)

ترجمہ:......حضرت جعفر بن عبداللہ بن حکم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک کے دن اپنی ایک ٹوپی نہ پائی تو ساتھیوں سے فرمایا: اسے تلاش کرو، انہوں نے تلاش کیا، تو انہیں نہ ملی، فرمایا: اور تلاش کرو، اور تلاش کیا گیا تو مل گئی۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بالکل پرانی ٹوپی تھی ،حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ حضور ﷺ نے عمرہ کیا ، پھر بال منڈوائے ، لوگ آپ ﷺ کے بالوں پر جھپٹ پڑے، میں نے بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ کی پیشانی کے بال اٹھا لئے اور اس ٹوپی میں

رکھ لئے ، میں کسی بھی لڑائی میں شریک ہوتا ہوں ، اور یہ ٹوپی میرے پاس ہوتی ہے تو مجھے اللہ کی غیبی نصرت ضرور نصیب ہوتی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ص۱۰۳۶ ج۳)

آپ ﷺ کی ذات مبارک اور قمیص مبارک سے وسیلہ پکڑنا

(۱۰)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : لمّا ماتت امّ علی بن ابی طالب –رضی الله عنه– فاطمة بنت اسد بن هاشم رضی الله عنها وكانت ممّن كفّل النبی صلی الله علیه وسلم وربته بعد موت عبد المطلب ' كفنها النبی صلی الله علیه وسلم فی قمیصه ' وصلّی علیها واستغفر لها وجزاها الخیر بما ولیته منه ' واضطجع معها فی قبرها حین وضعت ' فقیل له : صنعتَ یارسول الله ! بها صنعا لم تصنع باحدٍ ؟ قال : انما كفنتُها فی قمیصی ' لیدخلها الله الرحمة ویغفر لها ' واضطجعتُ فی قبرها ' لیخفف الله عنها بذلک۔

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کا شمار ان عورتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے عبد المطلب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش اور تربیت کی ، جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی قمیص میں کفن دیا، ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے لئے استغفار کیا اور دعائے خیر کی ، اور جب انہیں قبر میں رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ ان کے ساتھ (تھوڑی دیر کے لئے) قبر میں لیٹ گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو کچھ کیا ہے آپ نے ایسا کسی اور کے ساتھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی قمیص میں انہیں کفن دیا تا کہ اللہ تعالی انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے، اور ان کی

مغفرت فرمائے،اورمیں ان کی قبر میں اس لئے لیٹا تاکہ اللہ تعالی ان کے لئے تخفیف فرمائے۔(کنز العمال ، فاطمة بنت اسد رضی اللہ عنہا ، الفضائل ، رقم الحدیث :۳۷۶۰۶)

(۱۱)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : لمّا ماتت فاطمة امّ علی – رضی اللہ عنہما– خلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قمیصہ والبسہا ایّاہ ‘ واضطجع فی قبرہا ‘ فلمّا سوی علیہا التراب ‘ قال بعضہم : یارسول اللہ ! رأیناک صنعت شیئا لم تصنعہ باحدٍ؟ قال : انی البستُھا قمیصی لتلبس من ثیاب الجنة ‘ واضطجعتُ معہا فی قبرہا لأخفف عنہا من ضغطة القبر ‘ انّہا کانت احسن خلق اللہ صنیعا الیّ بعد ابی طالب۔

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جب حضرت فاطمہ(بنت اسد رضی اللہ عنہا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی قمیص اتار کرانہیں پہنائی اور پھران کی قبر میں لیٹ گئے،جب قبر پر مٹی ڈالدی تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو وہ کچھ کرتے دیکھا ہے جوآپ نے کسی اور کے ساتھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی قمیص انہیں پہنائی ہے تاکہ وہ جنت کے کپڑے پہنے،اورمیں ان کے ساتھ ان کی قبر میں لیٹا ہوں تاکہ قبر کی بھینچ میں ان کے لئے تخفیف کروں، بلاشبہ ابوطالب کے بعدانہوں نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے۔(کنز العمال ، فاطمة بنت اسد رضی اللہ عنہا ، الفضائل ، رقم الحدیث :۳۷۶۰۸)

حضور ﷺ نے سر پر جس جگہ ہاتھ پھیرا تھا‘اس کے توسل سے دعا ودم

(۱۲)......عن حنظلة بن حذیم (بن حنیفة) رضی اللہ عنہم قال : وفدتُّ مع جدِّی حذیم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ‘ فقال : یا رسول اللہ ! انّ لی بنین ذَوِی

لُحى وغيرِهم ' وهذا اصغرُهم ' فأدناني رسول الله صلى الله عليه وسلم و مسح رأسى ' وقال : بارك الله فيك ' قال : الذّيال : فلقد رأيت حنظلة يؤتى بالرّجل الوارم وجهُه أوالشّاةِ الوارم ضَرعُها ' فيقول : بسم الله على موضع كفِّ رسول الله صلى الله عليه وسلم' فيَمسَحُه' فيَذهبُ الورمُ۔

قال : الذيال : فلقد رأيت حنظلة يؤتى بالانسان الوارم وجهُه ' فيَتْفُلُ على يديه و يقول : بسم الله ' ويضع يده على رأسه ' موضع كفّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فيَمسَحُه ' ثمّ يمسَحُ موضِع الورم ' فيذهب الورم۔

(حیاۃ الصحابہ ص۴۵۰ ج۴، ابراء حنظلة بن حذيم رضى الله عنهما الامراض ببركة اصابها من النبى صلى الله عليه وسلم ، الباب الثامن عشر : باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه مؤيدون بالتاييدات الغيبية)

ترجمہ:...... حضرت حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں اپنے والد حضرت حذیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک وفد کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے والد نے کہا: یارسول اللہ! میرے چند بیٹے ہیں جن میں سے بعض کی ڈاڑھی ہے اور بعض کی نہیں ہے، یہ ان میں سب سے چھوٹا ہے، حضور ﷺ نے مجھے اپنے قریب کیا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا' اور فرمایا: اللہ تجھ میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت ذیال رحمہ اللہ راوی کہتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ آدمی لایا جاتا جس کے چہرے پر ورم ہوتا، یا وہ بکری لائی جاتی جس کا تھن سوجا ہوا ہوتا' تو وہ فرماتے: اس اللہ کے نام سے اور حضور ﷺ نے میرے سر پر جس جگہ ہاتھ پھیرا تھا' اس جگہ کی برکت سے، پھر اس ورم پر ہاتھ پھیرتے اور وہ ورم اسی وقت ختم ہو جاتا۔

احمد کی ایک روایت میں ہے کہ: حضرت ذیال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ آدمی لایا جاتا جس کے چہرے پر ورم ہوتا' حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے: بسم اللہ، پھر اپنے سر پر اس جگہ ہاتھ پھیرتے جہاں حضور ﷺ نے ہاتھ پھیر رکھا تھا، پھر اپنے ہاتھ پر دم فرماتے پھر ورم والی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرتے تو ورم اسی وقت چلا جاتا۔ (حیاۃ الصحابہ [اردو] ص۹۸۷ ج۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم' لاہور)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرنا

(۱۳)......عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه كان اذا قحطوا اسۡتَسقٰی بالعبّاس بن عبد المطّلب ، فقال : اللّٰهم انّا كنّا نتوسّل اليک بنبيّنا صلی الله عليه وسلم ' فَتَسۡقِيۡنَا ' وانّا نَتَوَسَّل اليک بِعَمِّ نبيّنا فَاسۡقِنا ' قال : فيُسۡقَوۡنَ۔

(بخاری ص۱۳۷ ج۱، باب سوال النّاس الامام الاستسقاء اذا قحطوا ، ابواب الاستسقاء ، رقم الحديث:۱۰۱۰)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب قحط پڑتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے، اور آپ فرماتے: اے اللہ! ہم آپ کی نزدیکی حاصل کیا کرتے تھے' ہمارے نبی ﷺ کے ذریعہ، پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے، اور بے شک ہم آپ کی نزدیکی حاصل کرتے ہیں' ہمارے نبی ﷺ کے چچا کے ذریعہ، پس آپ ہمیں بارش عطا فرمائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پس وہ پلائے جاتے تھے، یعنی اللہ تعالی بارش عنایت فرماتے تھے۔

تشریح :......بعض حضرات کہتے ہیں کہ: وفات کے بعد نیک آدمی کا توسل جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا توسل کرتے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل کیوں

کرتے؟ معلوم ہوا کہ مرے ہوئے نیک آدمی کا توسل جائز نہیں۔

جواب:......اولاً! یہ مفہوم مخالف سے استدلال ہے، جو احناف کے نزدیک نصوص میں حجت نہیں۔

دوسرا:......''بخاری شریف'' کی یہ روایت مختصر ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت میں منفرد ہیں، باقی کتب خمسہ میں یہ روایت نہیں ہے، اور پوری روایت ''عمدۃ القاری'' میں ہے، اس میں ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! جب تک حضور اکرم ﷺ دنیا میں تھے ہم آپ ﷺ سے دعا کراتے تھے اور آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے، اب حضور ﷺ نہیں رہے، البتہ ہمارے درمیان آپ ﷺ کے چچا ہیں، ہم ان سے دعا کراتے ہیں، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: آیئے اور دعا فرمایئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کروائی، اور مجمع نے آمین کہی''۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہاں توسل دعا کرانے کے معنی میں ہے، اور دعا ظاہر ہے زندہ ہی سے کرائی جاتی ہے۔(تحفۃ القاری ص ۳۳۸ ج ۳)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید گاہ میں نماز پڑھائی، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کھڑے ہو کر بارش کی طلب کے لئے دعا کریں، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر دعا کی۔(نعمۃ الباری ص ۱۳۷ ج ۳)

اور سوچنے کی بات ہے کہ: زندہ نیک آدمی کا توسل بالاتفاق جائز ہے، جبکہ وہ کسی بھی وقت گمراہ ہوسکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''انّ الحیَّ لا

تُـؤمـنُ علیه الفتنة'' زندہ شخص کسی بھی وقت فتنہ کا شکار ہوسکتا ہے، یعنی کسی بھی وقت گمراہ ہو سکتا ہے، پس جب اس کا توسل جائز ہے تو جو بالیقین ایمان پر انتقال کر گیا اس کا توسل کیوں جائز نہیں؟۔(تحفۃ القاری ص ۳۳۸ ج ۳)

زید ابن سلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ: قحط کے سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اس طرح احترام فرماتے تھے جس طرح اولاد اپنے والد کا احترام کرتی ہے، پس اے لوگو! رسول اللہ کے عم محترم کے بارے میں آپ ﷺ کی اقتدا کرو، اور ان کو اللہ تعالی کے پاس وسیلہ بناؤ، پس وہ ابھی وہاں سے روانہ نہ ہوئے تھے کہ بارش ہوگئی۔

ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ قحط کا یہ سال: ۱۸ھ میں تھا۔

(فتح الباری ص ۵۳۷ ج ۲، ملخصا، دار المعرفۃ، بیروت۔ نعمۃ الباری ص ۱۳۹ ج ۳)

آپ ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوکر بارش کی دعا کی درخواست کرنا

(۱۴)......واخـرج البيهـقـى فى الدلائل عن مالك الدار قال : اصاب الناسَ قحطٌ فـى زمـان عـمر بن الخطاب رضى الله عنه ‘ فجاء رجل الى قبر النّبى صلى الله عليه وسلـم ‘ فـقـال : يـا رسـول الـله ! استسق الله تعالى لامّتك فانّهم قد هَلكوا ، فاتاه رسـولُ الـلـه صـلـى الـلـه عليه وسلم فى المنام ‘ فقال : ائتِ عمر ‘ فَاقْرِاْهُ السلام ‘ واَخبِـرُه اَنَّهم يُسقَوْن ‘ وقل له : عليك الكَيسَ الكيس ، فاتاه الرّجلُ فاخبرَهُ ‘ فبكى ثم قال : يا رب ! لا آلوا الا ما عجزتُ عنه۔

(حیاۃ الصحابہ ص ۴۵۰ ج ۴، نزول الغيث بدعاء عمر رضى الله عنه ، الباب الثامن عشر)

ترجمہ:......حضرت مالک الدار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زبردست قحط پڑا، ایک آدمی نے حضور ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی امت کے لئے اللہ تعالی سے بارش مانگ دیجئے، کیونکہ ساری امت ہلاک ہوگئی ہے، اس آدمی کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جا کر عمر کو میرا اسلام کہو، اور اسے بتادو کہ بارش ہوگی، اور ان سے کہہ دو کہ سمجھداری سے کام لے اور عقلمندی اختیار کرے، اس آدمی نے آکر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے: اے میرے رب! محنت کرنے اور سمجھداری سے کام لینے میں کسی طرح کمی نہیں کرتا ہوں، البتہ کوئی کام ہی میرے بس سے باہر ہو تو اور بات ہے۔ (حیاۃ الصحابہ [اردو] ص۹۳۷ ج۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم، لاہور)

(۱۵)......عن عبد الرحمن ابن كعب بن مالك قال : كانت الرّمادة جوعا اصاب الناس بالمدينة وما حولها (فاهلكهم) حتى جعلت الوحش تأوِى الى الانس ' وحتى جعل الرّجل يذبح الشاة ' فيُعافُها من قُبحِها وانه لمُقْفِرٌ ' فكان الناس بذلك ' وعمر كالمحصور عن اهل الامصار ' حتّى اقبل بلال ابن الحارث المُزنى رضى الله عنه فاستأذن عليه ' فقال : انا رسولُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اليك ! يقول لك رسول الله صلى الله عليه وسلم : لقد عهِدتُّك كَيِّسًا ' وما زِلْت على رِجْلٍ ' فما شأنك ؟ فقال : متى رأيتَ هذا ؟ قال : البارحة ' فخرج فنادى فى النّاس : الصّلاة جامعة ' فصلى بهم ركعتين ' ثم قام فقال : ايّها النّاس ! انشُدُكم الله ' هل تعلمون منّى امرا غيره خيرٌ منه ، قالوا : اللّهمّ لا ' قال : فانّ بلال بن الحارث يزعَم ذَيتَه و ذَيتَه ' فقالوا : صدق بلال ' فاستَغِثْ باللّه وبالمسلمين ' فبعث اليهم ' وكان عمر عن ذلك محصورا ، فقال عمر : الله اكبر بلغ البلاء مدّته ' فانكشف ' ما اُذن

لقومٍ فی الطّلب الا وقد رُفع عنهم البلاء ' فکتب الی امراء الامصار ' اغیثوا اهل المدینة ومن حولها ' فانه قد بلغ جَهدَهم ' واخرج النّاس الی الاستسقاء ' فخرج وخرج معه بالعباس ماشیا ' فخطب فاوجز ' ثمّ صلی ' ثم جثا لرُکبتیه ' وقال : اللّهم ! ایّاک نعبد وایّاک نستعین ' اللّهم اغفرلنا ' وارحمنا وارض عنّا ' ثم انصرف ' فمّا بلغوا المنزل راجعین حتی خاضوا الغدران،

وعند الطبری باسناد فیه سیف عن عاصم بن عمر بن الخطاب– فذکر الحدیث بمعناه : وفیه : فقال اهلُ بیتٍ من مُزَیْنة من اهل البادیة لصاحبهم : قد بلغنا فاذبح لنا شاة ' قال : لیس فیهن شیء ' فلم یزالوا به حتی ذبح لهم شاة ' فسلخ عن عظمٍ احمر' فنادی : یا محمّداه ! فأُرِیَ فیما یری النّائم انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاه ' فقال : اَبْشر بالحیا ' ائت عمرَ فَأَقْرِئهُ منِّی السلام وقل له : ان عهدی بک وانت وَفِیُّ العهدِ شدید العقد ' فالکَیْسَ الکیس یا عمر ! فجاء حتی أتی باب عمر : فقال لغلامه : استأذن لرسل رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فذکر بمعناه۔

(حیاۃ الصحابہ ص۱۴۵۱ج۴، نزول الغیث بدعاء عمر رضی الله عنه ، الباب الثامن عشر : باب کیف کان النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه مؤیدون بالتاییدات الغیبیة)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مدینہ منورہ اوراس کے آس پاس کی بستیوں میں ایک عرصہ تک بارش بندرہی ،جس سے کھانے کی تمام چیزیں ختم ہوگئیں اورسارے علاقے میں زبردست قحط پھیل گیا،لوگ بھوکے مرنے لگے۔اس قحط کا نام''قحط الرمادۃ'' پڑ گیا(رمادہ: کے معنی راکھ کے ہیں،یعنی اس قحط سے لوگوں کے رنگ راکھ جیسے ہوگئے تھے)یہاں تک کہ جنگلی جانوربھوک کے مارے بستیوں کارخ کرنے لگے

تھے، اور پالتو جانوروں کو بھی گھاس اور پانی نہیں ملتا تھا، جس کی وجہ سے ان کے جسم میں گوشت ختم ہوگیا تھا، بالکل سوکھے اور دبلے ہوگئے تھے، یہاں تک کہ (ایک) آدمی کو سخت بھوک لگی ہوتی تھی اور وہ بکری ذبح کرنا چاہتا، لیکن بکری کی بری حالت دیکھ کر اس کا ذبح کرنے کو دل نہ کرتا اور اسے چھوڑ دیتا۔لوگ اسی حالت میں تھے اور مصر، شام اور عراق جیسے ملکوں کے مسلمانوں سے غذائی امداد منگوانے کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ نہیں تھی، حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ ایک دن آئے اور ان الفاظ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اندر کے آنے کی اجازت مانگی کہ: میں آپ کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد بن کر آیا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ آپ سے فرمارہے ہیں: میں تو تم کو بڑا سمجھدار سمجھتا تھا، اور اب تک تم بالکل ٹھیک چلتے رہے، اب تمہیں کیا ہوگیا ہے؟: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے یہ خواب کب دیکھا؟ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا: آج رات، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر جا کر لوگوں کو اعلان کیا: ''الصلوۃ جامعۃ'' آج سب مسجد نبوی میں اکٹھے نماز پڑھیں، اپنی مسجدوں میں نہ پڑھیں، لوگ جمع ہوگئے تو انہیں دو رکعت نماز پڑھائی، پھر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ: میں تو اپنی سمجھ کے مطابق ہر کام کی سب سے بہتر صورت اختیار کرتا ہوں، تو کیا آپ لوگوں کے خیال میں، میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو بہتر نہ ہو، بلکہ دوسرا کام اس سے بہتر ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن یہ تو کہہ رہے ہیں (: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب نہ سمجھ سکے، لیکن لوگ سمجھ گئے) لوگوں نے کہا: ٹھیک کہہ رہے ہیں، آپ اللہ تعالی سے مدد بھی مانگیں اور (مصر، شام، عراق کے) مسلمانوں سے بھی مدد مانگیں، چنانچہ مسلمانوں سے غلہ منگوانے کی

طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ نہ تھی اب ہوگئی، اور انہیں اس سلسلہ میں خطوط بھیجے۔
بہر حال لوگوں کی بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا: اللہ اکبر! قحط کی آزمائش اپنے خاتمہ پر پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ حقیقت کھلی کہ جس قوم کو اللہ تعالی سے مانگنے کی توفیق مل جاتی ہے اس کی آزمائش ختم ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام شہروں کے گورنروں کو یہ خط لکھا کہ: مدینہ اور اس کے آس پاس کے لوگ سخت قحط کی مصیبت میں ہیں، لہذا ان کی مدد کرو، اور لوگوں کو نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر لے گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لے گئے، اور پیدل تشریف لے گئے، پہلے مختصر بیان کیا، پھر نماز پڑھائی، پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یہ دعا مانگی: اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اے اللہ! ہماری مغفرت فرما' اور ہم پر رحم فرما' اور ہم سے راضی ہو جا، پھر وہاں سے واپس آئے تو زوردار بارش شروع ہوگئی، اور راستے کے تمام گڑھے اور چھوٹے تالاب بارش کے پانی سے بھر گئے' اور ان سب میں سے گذر کر یہ لوگ اپنے گھروں کو پہنچ سکے۔

تاریخ طبری میں بھی حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رحمہ اللہ سے بھی یہ قصہ منقول ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ: قبیلۂ مزینہ کا ایک گھرانہ دیہات میں رہتا تھا، انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا: فاقہ کی انتہا ہوگئی ہے، ہمارے لئے ایک بکری ذبح کر دو، اس نے کہا: ان بکریوں میں کچھ نہیں ہے، لیکن گھر والے اصرار کرتے رہے، آخر اس نے ایک بکری ذبح کی اور اس کی کھال اتاری تو صرف سرخ ہڈی تھی، گوشت کا نام ونشان نہیں تھا، تو اس کی ایک دم چیخ نکلی: ہائے محمد ﷺ (اگر آپ ﷺ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا) پھر انہوں نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں: تمہیں بارش

کی خوشخبری ہو، جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہو، اور ان سے کہو: اے عمر میں نے یہی دیکھا ہے کہ تم عہد کو پورا کرنے والے اور بات کے پکے تھے، اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ لہذا عقلمندی اختیار کرو۔ وہ صاحب دیہات سے چلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد کو اندر جانے کی اجازت لے دو۔ (پھر وہی حدیث ذکر کی)۔

(حیاۃ الصحابہ [اردو] ص ۹۳۸ ج ۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم لاہور)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت یزید رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرنا

(۱۶)......اخرج ابن سعد (۷/۴۴۴) عن سُليم بن عامر الخبائرِيّ : انّ السماء قُحِطَتْ ، فخرج معاويةُ بنُ ابى سفيانَ رضى الله عنهما واهلُ دمشقَ يَستَسقون ، فلمّا قعد معاوية على المنبر قال : اين يزيد بن الاسود الجُرشى ؟ قال : فناداه النّاس ، فاقبل يتخطّى ، فامره معاوية ، فصعد المنبر ، فقعد عند رِجلَيه ، فقال معاوية : اللّهم انا نَستشفِع اليک اليوم بخيرنا وافضلنا ، اللّهم انا نستشفع اليک بيزيد بن الاسود الجرشى ، يا يزيد ! ارفع يديک الى الله ، فرفع يزيد يديه ورفع النّاس ايديَهم ، فما كان اَوْشَک ان ثَارَتْ سحابة فى المغربِ و هبَّتْ لها ريح ، فسُقِينا حتّى كاد النّاس لا يَصِلُون الى منازِلِهم۔

(حیاۃ الصحابہ ص ۴۵۲ ج ۴، نزول الغيث بدعاء معاوية ويزيد بن الاسود الجرشى رضى الله عنهما ، الباب الثامن عشر : باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه مؤيدون بالتاييدات الغيبية ورواه ابو زرعة الدمشقى و يعقوب بن سفيان فى تاريخيهما بسند صحيح عن سليم بن عامر ، كما فى الاصابة : ۶۷۲/۳)

ترجمہ:......حضرت سلیم بن عامر خبائری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک دفعہ بارشیں بند ہو گئیں تو

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور دمشق والے نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے تو فرمایا: حضرت یزید بن اسود جرشی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ اس پر لوگوں نے انہیں زور سے پکارا تو وہ پھلانگتے ہوئے آئے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر ان کے قدموں کے پاس منبر پر بیٹھ گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں دعا فرمائی: اے اللہ! آج ہم تیرے سامنے اپنے سب سے بہترین اور سب سے افضل آدمی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں، اے اللہ! ہم حضرت یزید بن اسود جرشی (رضی اللہ عنہ) کو سفارشی بنا کر لائے ہیں، اے یزید! اپنے دونوں ہاتھ اللہ کے سامنے اٹھاؤ، چنانچہ حضرت یزید بن اسود جرشی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اٹھائے، تو تھوڑی دیر میں مغرب کی طرف زور سے بادل آ گئے اور ہوا انہیں جلدی سے ہمارے اوپر لے آئی اور بارش شروع ہوگئی اور اتنی زیادہ ہوئی کہ لوگوں کو اپنے گھروں تک پہنچنا مشکل ہوگیا۔ (حیاۃ الصحابہ [اردو] ص ۹۳۹ ج ۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم لاہور)

حضرت یزید بن اسود جرشی رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

تشریح: ......حضرت یزید بن اسود جرشی السکونی (رضی اللہ عنہ) انتہائی نیک شخص تھے، شام کی بستی جرین نامی میں رہتے تھے، آپ کے صحابی ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کا بہت اکرام فرماتے تھے، اور اپنے ساتھ منبر پر بٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ شام میں قحط پڑا تو آپ کے وسیلے سے اللہ تعالی سے بارش مانگی گئی اور بارش ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ: آپ نے اپنی بستی کے ہر درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ رات کے اندھیرے میں آپ نماز کے لئے نکلتے تو آپ کے انگوٹھے سے نور پھوٹتا تھا، جس کی روشنی میں آپ اپنی منزل تک پہنچتے تھے۔ آپ کی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی۔ آپ نے

غوطہ دمشق کی زیدین یا جبرین بستی میں سن:۱۷ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ۔

(تاریخ ابن کثیر، ترجمہ ''البدایہ والنہایہ'' ص ۶۲۸ ج ۴، حصہ:۸)

حضرت یونس بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ہم حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کے ہاں بیمار پرسی کے لئے گئے، اتنے میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے۔ حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے جب ان کو دیکھا تو اپنا ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر اسے اپنے چہرے اور سینے پر پھیرا، کیونکہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے (ان ہاتھوں سے) حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا: اے یزید! آپ کا اپنے رب کے بارے میں کیسا گمان ہے؟ انہوں نے کہا: بہت اچھا ہے، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو، کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: اللہ تعالی فرماتے ہیں: میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان کرے گا میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کروں گا، اگر اچھا گمان کرے گا تو اچھا معاملہ کروں گا، اور برا گمان کرے گا تو برا کروں گا،

(حیاۃ الصحابہ ص ۷۶۴ ج ۲، تقبیل ید واثلة بن الاسقع والتبرّک بها لمُبایعته النبی صلی الله علیه وسلم۔ حیاۃ الصحابہ [اردو] ص ۵۷۷ ج ۲، مطبوعہ: مکتبۃ العلم لاہور)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چار اصحاب کے بارے میں وسیلہ کا حکم

(۱۷)......عن زید بن اسلم قال : لمّا ابطا علی عمر بن الخطاب رضی الله عنه فتح مصر ، کتب الی عمرو بن العاص رضی الله عنه :

'' اما بعد ! فقد عجبتُ لابطائکم عن فتح مصر ، تُقاتلونهم منذ سنین ، وما ذاک الاّ لِمَا احدثتم واحببتم من الدّنیا ما احبّ عدوّکم ، وانّ الله تعالی لا ینصر قوما الا

بصدق نیّاتھم ، وقد کنتُ وجّھت الیک اربعة نفر ، واعلمتُک انّ الرّجل منھم مقام الفِ رجل علی ما اعرف ، الا ان یکون غیّرھم ما غیّر غیرھم ، فاذا اتاک کتابی ھذا، فاخطُبِ النّاس ، وحُضَّھم علی قتال عدوِّھم ، ورغِّبُھم فی الصّبر والنِّیة ، وقَدِّمُ اولئک الاربعة فی صدور النّاس، وأمُر النّاس ان یکونوا لھم صَدُمة رجل واحد ، وَلْیَکُن ذلک عند الزّوال یوم الجمعة ، فانھا ساعة تَنزِل فیھا الرحمةُ و وقتُ الاجابة وَلْیَعُجَّ النّاس الی الله ، وَلْیَسألُوهُ النّصرَ علی عدوِّھم "

فلمّا اتی عمراً الکتاب جمع الناس ، وقرأہ علیھم ، ثم دعا اولئک النّفر ، فقدَّمھم امام النّاس ، وامر الناس ان یتطھّروا، ویُصلّوا رکعتین ، ثم یرغبون الی الله ، ویسألونه النصر ، ففتح الله علیھم۔

(حیاۃ الصحابہ ص۵۴۶ ج۴، الاستنصار بالله تعالی والقرآن العظیم والاذکار ، کتاب عمر بن الخطاب رضی الله عنه ، الی عمرو بن العاص رضی الله عنه فی الاستنصار بالله تعالی)

ترجمہ:......حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مصر فتح ہونے میں دیر لگ رہی ہے تو انہوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

"امابعد! مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ مصر کی فتح میں آپ لوگوں کو دیر لگ رہی ہے، آپ ان سے کئی سالوں سے لڑ رہے ہیں، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ: آپ لوگوں نے نئے نئے کام شروع کر دیئے ہیں، اور جیسے آپ لوگوں کے دشمن کو دنیا سے محبت ہے ایسے ہی آپ لوگوں کے دلوں میں بھی دنیا کی محبت آ گئی ہے، اور اللہ تعالی لوگوں کی مدد صرف ان کی سچی نیت کی وجہ ہی سے کرتے ہیں، اور میں نے آپ کے پاس چار آدمی بھیجے ہیں، اور آپ کو بتا رہا ہوں کہ میرے علم کے مطابق ان میں سے ہر آدمی ہزار آدمیوں کے برابر ہے، ہاں دنیا

کی محبت جس نے دوسروں کو بدلا ہے، وہ ان کو بھی بدل دے تو اور بات ہے، جب میرا یہ خط آپ کو ملے تو آپ لوگوں میں بیان کریں اوران کو دشمن سے لڑنے کے لئے ابھاریں اور ان کو صبر کی اور نیت خالص کرنے کی ترغیب دیں، اوران چاروں کو سب لوگوں سے آگے رکھیں، اورلوگوں سے کہیں کہ: وہ سب اکٹھے مل کر ایک دم دشمن پر حملہ کریں' اور یہ حملہ جمعہ کے دن زوال کے وقت کریں، کیونکہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں رحمت نازل ہوتی ہے، اوردعا قبول ہوتی ہے، اورسب اللہ تعالی کے سامنے خوب گڑگڑائیں اوراس سے اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگیں''۔

جب یہ خط حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے یہ خط ان کو سنایا' پھران چار آدمیوں کو بلا کر لوگوں کے آگے کیا اور پھر لوگوں سے کہا: وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور پھر اللہ کی طرف متوجہ ہو کراس سے مدد مانگیں، چنانچہ ایسا کرنے سے اللہ تعالی نے ان کے لئے مصر فتح کر دیا۔

تشریح ......جن چار اصحاب کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: وہ حضرات یہ تھے: حضرت زبیر بن عوام' حضرت مقداد بن اسود' حضرت عبادہ بن صامت اورحضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہم۔

(حیاۃ الصحابہ [اردو] ص۱۰۳۱ ج۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم' لاہور)

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ

(۱۸)......عن مطرّف بن عبد الله بن ابی مصعب ن المدنی قال : حدثنی محمد بن ثابت عن عمر بن ثابت البصری قال : دخلت فی اُذُن رجل من اهل البصرة بعوضةٌ حتی وصلت الی صِماخه ، فانصبته واسهَرَتُه لیله و نهاره ، فقال له رجل من اصحاب

الـحسن البصری : یا هذا ! ادع بدعاء العلاء بن الحضرمی صاحب رسول الله صلی اللـه عـلیـه وسـلـم الّـذی دعا به فی المفازة وفی البحر ‘ فخلصه الله تعالی ، فقال له الرجل : وما هو رحمک الله ؟ فقال : قال ابو هريرة رضی الله عنه : بُعِثَ العلاء بن الحضرمی رضی الله عنه فی جیشٍ کنتُ فیهم الی البحرین ‘ فسلکنا مفازةً ‘ فعطشنا عـطشًا شدیدًا حتی خِفنا الهلاک ، فنزل العلاءُ وصلّی رکعتین ‘ ثم قال : یَا حَلِیُمُ یَا عَـلِیُـمُ یَـا عَـلِـیُّ یَـا عَـظِیُـمُ ‘ اِسُقِنَا ، فجاء ت سحابةٌ کأنّها جناحُ طائرٍ فقَعُقَعَتُ علینا وامطرَتُنَا حتی ملأنا الاٰنیة وسقینا الرِّکاب ‘ ثمّ انطلقنا حتی اتینا علی خلیج مّن البحر مـا خیـض قبـله ولا خیض بعده ، فلم یجد سُفُنا فصلّی العلاء رضی الله عنه رکعتین ‘ ثـمّ قـال : یَا حَلِیُمُ یَا عَلِیُمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیُمُ ‘ اجزنا ، ثم اخذ بعنان فرسه ‘ ثم قال : بسم اللّه جوزوا ، قال ابو هريرة رضی الله عنه : فمشینا علی الماء ‘ فو اللّه ما ابتلّ لنا قدمٌ ولا خُفٌّ ولا حافِرٌ، وکان الجیش اربعة الافٍ ، (ذکره الشیخ الامام العلامة ابو بکر مـحـمـد بـن الـولیـد الـفهـری الـطرطوشی ، ویعرف بان ابی رنده کما نقله العلامة الدمیری ، وذکره الحافظ ابن تیمیة فی اقتضاء الصراط المستقیم ‘ ص ۳٦۳ ، ورواه البیهقی عن انس رضی الله عنه ، فی حدیثه قال ادرکت فی هذه الامة ثلاثا ، الخ۔

(ترجمان السنۃ ص ۳۳٦ ج ۴، المشی علی الماء ، رقم الحدیث: ۱۵۳۷)

ترجمہ:......حضرت مطرف بن عبداللہ بن ابی مصعب مدنی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ: محمد بن ثابت نے عمر بن ثابت بصری رحمہما اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک بصری شخص کے کان میں مچھر گھس گیا اور کان کے اندرونی حصہ تک جا پہنچا جس سے ان کو بہت تکلیف ہوئی اور رات دن جاگتے رہے، ان سے حسن بصری رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ:

اے شخص! حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی دعا پڑھو، اوران کورسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا فخر حاصل تھا، اس دعا کی بدولت انہوں نے خشکی اورتری کی مشکلات پر قابو پایا، اللہ تعالی نے ان کو بڑی مصیبت سے نجات دلائی، اس شخص نے پوچھا وہ دعا کیا ہے خدا تم پر رحم فرمائے؟ انہوں نے کہا کہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے ساتھ روانہ کئے گئے، اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، اور یہ لشکر بحرین کی طرف روانہ ہوا، اور ہم سب جنگلات طے کرتے ہوئے جارہے تھے اور سخت پیاس میں مبتلا ہوئے حتی کہ ہلاکت کا اندیشہ ہوگیا، اس کے بعد حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ اترے اور دو رکعت نماز ادا کی، پھر یہ دعا مانگی: ''یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَـــا عَـــظِیْـــمُ ''ہم کو سیراب فرما، یہ کہنا تھا کہ ایک بادل نمودار ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پرندے کے پر کی طرح ہم پر سایہ کئے ہوئے ہے، پھر گرج کر برسا اور ہم نے اپنے برتن بھر لئے، اور اپنی سواریوں کو پانی پلایا اور روانہ ہوگئے، چلتے چلتے ایک خلیج پر پہنچے جس کو نہ پہلے پار کیا گیا اور نہ بعد میں، اور نہ وہاں کوئی کشتی تھی، لہذا حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دعا مانگی: ''یَـا حَـلِیْـمُ یَـا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ ''ہم کو اس دریا سے پار کردے، پھر اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا: آؤ اللہ کا نام لے کر پار ہوجاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم پانی پر چل رہے تھے اور ہمارا قدم تک تر نہ ہوا' اور نہ ہمارے اونٹوں اور گھوڑوں کے پیر پانی میں بھیگے۔ اور لشکر کی تعداد چار ہزار تھی۔

اپنے نیک عمل کے وسیلہ سے دعا کرنا اور حدیث غار

(۱۹)......عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النّبی صلی الله علیه وسلم قال : خرج ثلا ثة نفرٍ یمشون فأصابهم المطر فدخلوا فی غارٍ فی جبلٍ فانحطّت علیهم صخرةٌ

قال : فقال بعضهم لبعض : ادعوا الله بافضل عمل عملتموه ، فقال احدهم : اللّهم انّی کان لی ابوان شیخان کبیران فکنتُ اخرج فارعی ' ثمّ اجیءُ فأحلب فاَجیء بالحِلاب فآتی به ابویّ فیشربان ' ثمّ اسقی الصِّبیة وأهلی وامرأتی ' فَاحُتَبَستُ لیلة فجئت فإذا هما نائمان ' قال : فکرهت ان اوقظهما والصّبیة یتضَاغَون عند رجلیَّ ' فلم یزل ذلک دأبی و دأبهما حتی طلع الفجر ' اللّهم ان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهک فَافرُجْ عنّا فرجة نریٰ منها السماء ' قال : ففرج عنهم ' وقال الآخر : اللّهم ان کنت تعلم انی کنتُ احبُّ امرأة من بنات عمی کأشدِّ ما یحبُّ الرجل النِّساء ' فقالت : لا تنال ذلک منها حتی تعطیها مائة دینارٍ ' فسعیتُ فیها حتی جمعتُها فلمّا قعدتُ بین رِجلیها قالت : اتّق الله ولا تفضَّ الخاتم الا بحقّه ' فقمتُ وترکتُها ' فان کنتَ تعلم انِّی فعلتُ ذلک ابتغاء وجهک فافرج عنها فرجة، قال : ففرج عنهم الثُّلُثَیْنِ ، وقال الآخر: اللّهم ان کنت تعلم انی اسأجَرتُ اجیرا بفَرَق من ذُرَّةٍ فاعطیتُه و ابی ذلک ان یأخذ ' فعمدت الی ذلک الفَرَق فزرعتُه حتی اشتریت منه بقراً و راعیها ' ثم جاء فقال : یاعبد الله ! اعطنی حقِّی ' فقلت : انطلق الی تلک البقر وراعیها فانّها لک ' فقال : أتستهزئ بی ؟ قال : قلت : ما أستهزئ بک ولکنّها لک ' اللّهم ان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهک فافرج عنا ' فکُشف عنهم۔

(بخاری، باب اذا اشتری شیئا لغیره بغیر اذنه فرَضِیَ ،کتاب البیوع ، رقم الحدیث:۲۲۱۵/ ۲۲۷۲/۲۳۳۳/۳۴۶۵/۵۹۷۴)

ترجمہ:......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: تین شخص کہیں جارہے تھے کہ بارش ہونے لگی (بارش سے بچنے کے لئے)وہ ایک پہاڑ

کے غار میں داخل ہوئے (اچانک) ایک چٹان ان پر لڑھکی، (اس نے اس غار کے منہ کو بند کر دیا جس میں یہ تینوں حضرات پناہ لئے ہوئے تھے) (راوی فرماتے ہیں کہ:) تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ: اللہ تعالی سے اپنے اچھے عمل کے وسیلہ سے دعا کرو، پس ان میں سے ایک نے دعا کی: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے، اور میں باہر لے جا کر (اپنے مویشیوں کو) چراتا تھا' پھر جب واپس آتا تو ان کا دودھ دوہتا اور برتن میں اپنے والدین کو (پہلے) پیش کرتا جب میرے والدین پی لیتے تو پھر بچوں کو اور گھر والوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا، اتفاق سے ایک رات دیر ہوگئی اور جب گھر واپس ہوا تو میرے والدین سو چکے تھے، اس نے کہا: پھر میں نے ناپسند سمجھا کہ ان کو جگاؤں، بچے میرے قدموں میں پڑے ہوئے (بھوک کی وجہ سے) رو رہے تھے، میں برابر دودھ کا پیالہ لئے ہوئے ان کے سامنے اسی طرح کھڑا رہا اور صبح ہوگئی، اے اللہ! اگر آپ کے نزدیک بھی میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو پھر ہمارے لئے (غار کے منہ سے پتھر کی چٹان ہٹا کر اتنا) راستہ بنا دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: چنانچہ پتھر (تھوڑا سا) ہٹا دیا گیا۔ دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! تیرے علم میں یہ بات ہے کہ: مجھے اپنی چچا زاد بہن سے اتنی محبت تھی کہ جتنی ایک مرد کو کسی عورت سے ہو سکتی ہے، (اور میں اس سے اپنی جنسی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا، مگر) اس نے کہا کہ: تم مجھ سے اپنا مقصد اس وقت تک پورا نہیں کر سکتے جب تک کہ مجھے سو دینار نہ دے دو، میں نے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی اور آخر اتنے دینار جمع کر ہی لئے، پھر جب میں (اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے) اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور مہر کو (ناجائز طریقے پر) اس کے حق کے بغیر نہ توڑ، اس پر میں کھڑا ہو گیا اور میں نے

اس کو چھوڑ دیا، اب اگر آپ کے نزدیک بھی میرا یہ کام آپ کی رضا کے لئے تھا' تو ہمارے لئے غار کا منہ کھول دیجئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چنانچہ دوتہائی راستہ کھول دیا گیا۔ تیسرے نے دعا کی: اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے ایک مزدور سے ایک فرق جوار کے بدلے کام لیا تھا، جب میں نے اس کی مزدوری دی تو اس نے لینے سے انکار کردیا، میں نے اس جوار کو لے کر بودیا (کھیتی جب کٹی تو اس میں اتنی جوار پیدا ہوئی کہ) اس سے میں نے ایک بیل اور ایک چرواہا خریدا، اتفاق سے پھر اس مزدور نے آکر مطالبہ کردیا کہ اللہ کے بندے! مجھے میرا حق دے دو میں نے کہا کہ: اس بیل اور اس کے چرواہے کے پاس جاؤ کہ یہ تمہارے ہی ہیں، اس نے کہا کہ: مجھ سے مذاق کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ: مذاق نہیں کرتا، واقعی یہ تمہارے ہی ہیں' تو اے اللہ! اگر آپ کے نزدیک (جیسا کہ میری نیت بھی تھی) یہ کام میں نے صرف آپ کی رضا کے لئے یہ کیا تھا تو یہاں ہمارے لئے (چٹان کو ہٹا کر) راستہ کھول دیجئے، چنانچہ غار کھول دیا گیا۔

اپنے نیک عمل کے وسیلے کی دعا سے مردہ گدھے کا زندہ ہونا

(۲۰)......عن ابی شریک النّخعیّ رحمه الله قال : اقبل رجل من الیمن ' فلمّا کان ببعض الطّریق نفق حماره ' فقام فتوضّأ ثمّ صلّی رکعتین ثمّ قال : اللّهم انِّی جئتُ من المدینة مجاهدا فی سبیلک ' وابتغاء مرضاتک ' وانا اشهد انّک تُحی الموتی وتبعث من فی القبور، لا تجعل لاحدٍ علیّ الیوم منّةً ' اطلبُ الیک الیوم ان تبعث حماری ' فقام الحمارُ ینفُضُ اُذُنَیْه ،

قال البیهقیّ : هذا اسناد صحیح ، ورواه ابو بکر بن ابی الدنیا عن الشعبی فی کتاب ''من عاش بعد الموت'' وزاد علی هذه الروایة : فاسرجه والجمه ثمّ رکبه

واجرهُ ' فلحِق باصحابه ، فقالوا له : ماشأنک ؟ قال : شأنی ان الله بعث حماری ، قال الشعبی : وانا رأیت الحمار بِیع أویُباع فی الکناسة یعنی الکوفة ، قال ابن ابی الدنیا بسنده : عن مسلم بن عبد الله ابن شریک النخعی : ان صاحب الحمار رجل من النخع ' یقال له نباتة بن یزید ' خرج فی زمن عمر رضی الله عنه غازیا ، رواه الحافظ ابن کثیر ، البدایه و النهایه ص۱۵۲ج۶۔

(ترجمان السنۃ ص۳۴۶ج۴، قصة رجل من الیمن واحیائه حماره له بدعائه ربه جل مجده ، رقم الحدیث:۱۵۴۶)

ترجمہ:......ابوشریک نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک شخص یمن سے آرہے تھے، راستہ میں ان کا گدھا مر گیا، انہوں نے فوراً وضو کیا' اور دو رکعت نماز ادا کی' اور یہ دعا مانگی: الٰہی ! میں (اپنے) شہر سے صرف جہاد کی نیت اور تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں، اور میں اس پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں' اور جو مر کر دفن ہو چکے ان کو قبروں سے پھر نکال کر زندہ کرنے والے ہیں، آج میری گردن پر کسی کا احسان نہ رکھنا ، میں آپ ہی سے یہ دعا مانگتا ہوں کہ: آپ میرے گدھے کو پھر زندہ کر دیجئے ،بس اسی وقت وہ گدھا اپنے کانوں کو پھڑ پھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس واقعہ کی سند صحیح ہیں۔ ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے شعبی رحمہ اللہ سے کتاب ''من عاش بعد الموت ''میں اس روایت میں اتنی زیادتی اور نقل کی ہے کہ: پھر اس نے زین کسی اور لگام چڑھائی اور اس پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔ انہوں نے اتنی دیر لگنے کی وجہ پوچھی، اس پر اپنا قصہ بیان کیا کہ: کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے گدھے کو زندہ کر دیا۔ شعبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ: اس گدھے کو کوفہ کے محلّہ کناسہ میں بکتے ہوئے میں نے خود دیکھا ہے، یعنی اس شہر کا نام لے کر بتایا کہ وہ کوفہ تھا۔

ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: وہ شخص قبیلہ نخع کے تھے، ان کا نام نبانہ بن یزید تھا، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غزوہ میں شرکت کے لئے چلے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ص۱۵۲ ج ٦)

سورت انفال کے وسیلے سے دلوں کا سکون

(۲۱)......عن محمد ، وطلحة وزياد (رحمهم الله) باسنادهم ، قالوا : لمّا صلّى سعدٌ رضى الله عنه الظّهر امر الغلام الّذى كان الزمه عمر رضى الله عنه – وكان من القراء – ان يقرأ سورة الجهاد ، وكان المسلمون يتعلّمونها كلّهم ، فقرأ على الكَتِيْبَةِ الذين يلونه سورة الجهاد ، فقُرِءَ تْ فى كل كتيبة ، فهشَّتْ قلوب النّاس و عيونُهم ، وعرفوا السّكينة مع قراء تها۔

(حیاۃ الصحابہ ص۵۴۸ ج۴، استنصار المسلمين بالقرآن العظيم يوم القادسية ، الباب التاسع عشر: باب بايّ اسباب كانوا ينتصرون بنصرة غيبية)

ترجمہ:...... حضرت محمدؒ حضرت طلحہ اور حضرت زیاد رحمہم اللہ اپنی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ مستقل لگا رکھا تھا جو کہ قاریوں میں سے تھے، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نماز ظہر پڑھا چکے تو اس نوجوان کو حکم دیا کہ: وہ سورت جہاد یعنی سورت انفال پڑھے، اور تمام مسلمان یہ سورت سیکھے ہوئے تھے، چنانچہ لشکر کا جو حصہ قریب تھا، اس نوجوان نے ان کے سامنے وہ سورت جہاد پڑھی، پھر وہ سورت لشکر کے ہر دستے میں پڑھی گئی، جس سے تمام لوگوں کے دلوں میں ذوق وشوق بڑھ گیا، اور سب نے اس کے پڑھتے ہی سکون محسوس کیا۔

(حیاۃ الصحابہ [اردو] ص۱۰۳۴ ج۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم، لاہور)

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا ﴾ کے وسیلے سے حفاظت وغنیمت کا حصول

(۲۲)......عن ابراهیم بن الحارث التیمی رضی الله عنهما قال : وجّهنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سریّة ' فأمرنا ان نقول اذا نحن امسینا و اصبحنا : ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا﴾ فقرأناها ' فغنمنا وسلمنا۔

(حیاۃ الصحابہ ص۵۴۹ ج۴، استنصار المسلمین بالقرآن العظیم یوم القادسیة ، الباب التاسع عشر : باب : بایّ اسباب کانوا ینتصرون بنصرة غیبیة)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم بن حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں حکم دیا کہ: ہم صبح اور شام: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا ﴾ پڑھا کریں، چنانچہ ہم یہ آیت پڑھتے رہے جس سے ہم خود صحیح سالم رہے اور ہمیں مال غنیمت بھی ملا۔ (حیاۃ الصحابہ [اردو] ص۱۰۳۵ ج۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم لاہور)

مسجد جانے کی دعا میں وسیلہ کا طریقہ

(۲۳)......عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : من خرج من بیته الی الصلاة فقال :

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ ' وَ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا ' فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً ' خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِکَ ' وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ ' فَاَسْاَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ ' وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ ' اِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ "

اقبل الله عز وجل علیه بوجهه ' واستغفر له سبعون الف ملک۔

(ابن ماجہ، باب المشی الی الصلوة ، رقم الحدیث:۷۷۸)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور یہ دعا پڑھے:

’’اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس حق کے وسیلے سے جو مانگنے والوں کا آپ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے، اور آپ سے سوال کرتا ہوں اپنے اس چلنے کے حق کی وجہ سے، کیونکہ میں تکبر اور سرکشی اور ریاکاری اور شہرت کے لئے نہیں نکلا، بلکہ آپ کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اور آپ کی رضا جوئی کے لئے نکلا ہوں، تو آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچا دیجئے، اور میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں‘‘

تو اللہ تعالی اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں، اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دعا میں وسیلہ کی تعلیم دینا

(۲۴)......قال ابو بکر رضی اللہ عنہ : علّمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا الدُّعاءَ، فقال : قل :

’’ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ ، وَبِاِبۡرَاهِیۡمَ خَلِیۡلِکَ ، وَبِمُوۡسٰی نَجِیِّکَ ، وَبِعِیۡسٰی رُوۡحِکَ وَکَلِمَتِکَ ، وَبِتَوۡرَاةِ مُوۡسٰی وَاِنۡجِیۡلِ عِیۡسٰی وَزَبُوۡرِ دَاوٗدَ وَفُرۡقَانِ مُحَمَّدٍ ، وَبِکُلِّ وَحۡیٍ اَوۡحَیۡتَهٗ وَقَضَاءٍ قَضَیۡتَهٗ ، وَاَسۡاَلُکَ بِکُلِّ اسۡمٍ هُوَ لَکَ اَنۡزَلۡتَهٗ فِیۡ کِتَابِکَ ، وَاسۡتَأۡثَرۡتَ بِهٖ فِیۡ غَیۡبِکَ ، وَاَسۡاَلُکَ بِاسۡمِکَ الطُّهۡرِ الطَّاهِرِ ، بِالۡاَحَدِ الصَّمَدِ الوتر وَبِعَظۡمَتِکَ وَکِبۡرِیَائِکَ وَبِنُوۡرِ وَجۡهِکَ اَنۡ تَرۡزُقَنِیَ الۡقُرۡآنَ وَالۡعِلۡمَ وَاَنۡ تُخۡلِطَهٗ بِلَحۡمِیۡ وَ دَمِیۡ وَسَمۡعِیۡ وَبَصَرِیۡ وَتَسۡتَعۡمِلُ جَسَدِیۡ بِحَوۡلِکَ وَ قُوَّتِکَ فَاِنَّهٗ

لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ "۔

(جمع الفوائدص۲۶۴ج۲، باب المشی الی الصلوۃ، رقم الحدیث:۸۷۷)

ترجمہ:......حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی اور فرمایا کہ: ان الفاظ سے دعا کیا کرو:

"اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے' اور آپ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے' اور آپ کے نجی حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے' اور آپ کی روح اور کلمہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے' اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی تورات' اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی انجیل اور حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی زبور اور حضرت محمد ﷺ کے قرآن کے وسیلہ سے، اور ہر وحی کے وسیلے سے جو آپ نے اتاری' اور ہر اس فیصلہ اور قضاء کے وسیلہ سے جو آپ کرتے ہیں، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں ہر اس نام کے وسیلہ سے جس کو آپ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے' اور آپ نے اس کو خاص کر لیا اپنے غیب، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے اس نام کے وسیلہ سے جو پاک اور ظاہر ہے: احد' صمد اور (آپ) وتر (ہیں)، اور آپ کی عظمت اور کبریائی اور نور کے چہرے کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ کو قرآن اور علم عطا فرمائیے، اور میں آپ سے یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ آپ اس کو میرے گوشت' میرے خون' میرے کان' میری آنکھوں میں رسا بسا دیجئے، اور آپ میرے جسم کو اپنی طاقت اور مدد سے معمور فرما دیجئے، اس لئے کہ گناہوں سے حفاظت اور نیکی کی طاقت آپ کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

تشریح:......حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس روایت میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ: حضرت

ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا: میں قرآن کریم سیکھتا ہوں،لیکن مجھے یادنہیں رہتا،رسول اللہ ﷺ نےفرمایا: یہ دعاپڑھا کرو۔

(الوسیلہ(اردو)ص۱۸۸،مطبوعہ اسلامی اکیڈمی'لاہور)

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا ایک ضرورت مند کو دعائے وسیلہ سکھانا

(۲۵)......عن ابی امامة بن سهل بن حنيف عن عمه عثمان بن حنيف : ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجة له ، فكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر فى حاجته ' فلقى عثمان فصلّى فيه ركعتين ثمّ قل : اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْأَلُكَ ' وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ' يَا مُحَمَّد ! اِنِّى اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّى فَتُقْضٰى لِحَاجَةٍ۔

(المعجم الصغير للطبرانى ص۱۰۳، وبمعناه فى المعجم الكبير للطبرانى ص۳۱ ج۹، رقم الحديث:۸۳۱۱)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ اپنے چچا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ: ایک آدمی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے(دورخلافت میں) کسی ضرورت کے لئے ان کے پاس بار بار آتا جاتا رہا،حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی اور نہ ہی اس کی ضرورت پرغور فرمایا،(تو آخر اس آدمی نے) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی (اور اپنی حالت بیان کی تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ:) دورکعت نماز پڑھو اور پھر ان الفاظ سے اللہ تعالی سے دعامانگو:

''اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں' اورآپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں' رحمت

والے نبی کے وسیلہ سے، اے محمد (ﷺ)! میں نے اپنی ضرورت کے سلسلہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف توجہ کی تا کہ یہ ضرورت پوری ہو جائے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا شعر: آپ ﷺ تمام رسولوں سے زیادہ قریبی وسیلہ ہیں

(۲۶): ترجمہ:......حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس سے ایک آدمی گذرا، کسی نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ اس گذرنے والے کو جانتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ ہیں، جنہیں ان کے پاس آنے والے جن نے حضور ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام دے کر انہیں بلایا اور فرمایا: کیا آپ ہی حضرت سواد بن قارب (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم زمانۂ جاہلیت میں کہانت کا کام کرتے تھے؟ اس پر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی کسی نے میرے منہ پر ایسی بات نہیں کہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ، ہم تو جاہلیت میں شرک پر تھے، اور یہ شرک تمہاری کہانت سے برا تھا۔ تمہارے تابع جن نے حضور ﷺ کے ظاہر ہونے کی جو خبر دی تھی وہ مجھے بتاؤ، انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! جی ہاں، ایک رات میں (ہندوستان میں) لیٹا ہوا تھا اور بیداری اور نیند کے درمیان کی حالت میں تھا، میرا جن میرے پاس آیا اور مجھے پاؤں مار کر کہا: اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو سمجھ لے کہ (قریش کی شاخ) لُوی بن غالب میں ایک رسول مبعوث

ہوئے ہیں، جواللہ تعالی کی اوراس کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، پھر یہ اشعار پڑھنے لگا ۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ تِطْلاَبِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَقْتَابِهَا

تَهْوِىْ اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى مَا صَادِقُ الْجِنِّ كَكُذَّابِهَا

فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ لَيْسَ قُدَامَاهَا كَاَذْنَابِهَا

مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حق کو تلاش کررہے ہیں اور سفید اونٹوں پر کجاوے باندھ کر ہر طرف کا سفر کررہے ہیں۔

یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس لئے مکہ مکرمہ جارہے ہیں، سچے اور جھوٹے جنات دونوں ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔

لہذا تم سفر کرکے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنی ہاشم میں چیدہ اور عمدہ ہیں اور ہدایت میں پہل کرنے والا دیر کرنے والے کی طرح نہیں ہوگا، بلکہ اس سے افضل ہوگا۔

میں نے اس جن سے کہا: مجھے سونے دو، مجھے شام سے بہت نیند آرہی ہے، اگلی رات وہ میرے پاس پھر آیا اور اس نے پھر پاؤں مار کر کہا: اے سواد بن قارب! اٹھ اور میری بات سن اور اگر تیرے اندر عقل ہے تو سمجھ لے کہ لُوی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہوئے ہیں، جواللہ تعالی کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں، پھر وہ یہ اشعار پڑھنے لگا ۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ تِجْسَاسِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَحْلاَسِهَا

تَهْوِىْ اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى مَا خُيِّرَ الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰى رَأسِهَا

مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ جنات حق کو تلاش کررہے ہیں، اور سفید اونٹوں پر کجاوے کے نیچے ٹاٹ رکھ کر ہر طرف کا سفر کررہے ہیں۔

یہ سب ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس لئے مکہ مکرمہ جارہے ہیں، اور خیر والا جن ناپاک جن کی طرح نہیں ہوسکتا۔

لہذا تم سفر کر کے اس ہستی کے پاس جاؤ جو بنی ہاشم میں برگزیدہ ہیں، اور آنکھیں بلند کر کے مکہ کی چوٹی کی طرف دیکھو۔

چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کہا: اللہ تعالی نے میرے دل کو اچھی طرح جانچ لیا ہے، یعنی جن کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے، اور میں اونٹنی پر سوار ہو کر چل دیا، پھر مدینہ منورہ آیا تو وہاں حضور ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے، میں نے قریب جا کر عرض کیا: میری درخواست بھی سن لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہو، میں نے یہ اشعار پڑھے ؎

اَتَانِیُ نَجِیِّ بَعُدَ هَدُءٍ وَ رَقُدَةٍ وَلَمُ یَکُ فِیُمَا قَدُ بَلَوُتُ بِکَاذِبِ

ثَلاثَ لَیَالٍ قَوُلُهُ کُلِّ لَیُلَةٍ اَتَاکَ رَسُوُلٌ مِنُ لُوَیِّ بُنِ غَالِبِ

فَشَمَّرُتُ عَنُ ذَیُلِ الازَارِ وَ وَسَّطَتُ بِیَ الذِّعُلِبُ الُوَجُنَاءُ غَبَرَ السَّبَاسِبِ

فَاَشُهَدُ انّ اللّٰه لا شَیء غَیُرُهُ اَنَّکَ مَامُوُنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبِ

وَاَنَّکَ اَدُنَی الُمُرُسَلِیُنَ وَسِیُلَةً اِلَی اللّٰهِ یَا بُنَ الُاَکُرَمِیُنَ الُاطَایِبِ

فَمُرُنَا بِمَا یَاُتِیُکَ یَا خَیُرَ مَنُ مَشٰی وَاِنُ کَانَ فِیُمَا جَاءَ شَیُبُ الذَّوَائِبِ

وَکُنُ لِیُ شَفِیُعًا یَوُمَ لاَ ذُوُ شَفَاعَةٍ سِوَاکَ بِمُغُنٍ عَنُ سَوَادِ بُنِ قَارِبِ

ابتدائی رات کے کچھ حصے کے گذر جانے اور میرے کچھ سو لینے کے بعد مجھ سے سرگوشی کرنے والا جن - اور جہاں تک میں نے اسے آزمایا' وہ جھوٹا نہیں تھا۔

میرے پاس تین راتوں تک آتا رہا، اور ہر رات مجھ سے یہی کہتا رہا کہ: تمہارے پاس ایک رسول آئے ہیں جو قبیلۂ لوی بن غالب میں سے ہیں۔

اس پر میں نے سفر کے لئے اپنی لنگی چڑھالی اور (میں نے سفر شروع کردیا اور) تیز

رفتار بڑے رخساروں والی اونٹنی مجھے لے کر ہموار اور وسیع غبار آلود میدانوں میں چلتی رہی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی چیز (عبادت کے لائق نہیں) اور آپ غیب کی ہر بات کے بارے میں قابل اعتماد ہیں۔

اور اے قابل احترام اور پاکیزہ لوگوں کے بیٹے! آپ اللہ تعالی تک پہنچنے کے لئے تمام رسولوں سے زیادہ قریبی وسیلہ ہیں۔

اور اے روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے اچھے! آپ ہمیں ان تمام اعمال کا حکم دیں جو آپ کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے آرہے ہیں۔ ہم ان اعمال کو ضرور کریں گے، چاہے ان اعمال کی محنت میں ہمارے بال سفید ہو جائیں۔

اور آپ میرے اس دن سفارشی بن جائیں جس دن آپ کے علاوہ اور کوئی سفارشی سواد بن قارب (رضی اللہ عنہ) کے کسی کام نہیں آسکتا۔

میرے اشعار سن کر حضور ﷺ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بہت زیادہ خوش ہوئے حتی کہ ان سب کے چہروں میں خوشی نمایاں نظر آنے لگی۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: یہ قصہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے چمٹ گئے اور فرمایا: میری دلی خواہش تھی کہ تم سے یہ سارا قصہ سنوں۔ کیا اب بھی وہ جن تمہارے پاس آتا ہے؟ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے وہ نہیں آیا، اور اس جن کی جگہ اللہ تعالی کی کتاب نعم البدل ہے۔

(حیاۃ الصحابہ، ص۳۷۹ ج۴، مَجِيءُ الجن سواد بن قارب رضی الله عنه بخبر نبوته صلى الله عليه وسلم۔ حیاۃ الصحابہ [اردو] ص۸۶۴ ج۳، مطبوعہ: مکتبۃ العلم لاہور)

تمہیں مدد اور روزی کمزوروں کی وجہ سے دی جاتی ہے

(۲۷)......عن مصعب بن سعد قال : رأى سعد رضى الله عنه انّ له فضلاً على من دونَه ' فقال النّبى صلى الله عليه وسلم : هل تُنصَرون و تُرزَقون الّا بِضُعفائكم۔

(بخاری، باب من استعان بالضعفاء والصالحين فى الحرب ،كتاب الجهاد ، رقم الحديث:۲۸۹۶)

ترجمہ:......حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ انہیں دوسروں پر فضیلت حاصل ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تمہیں مدد اور روزی انہی کمزوروں کی وجہ سے دی جاتی ہے۔

تشریح:......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ انہیں دوسروں پر فضیلت حاصل ہے، یعنی ان کا حصہ ثواب اور غنیمت میں زیادہ ہونا چاہئے، اس پر آپ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔ اس حدیث میں ضعفاء کے توسل سے دعا کے جواز کی صراحت ہے۔

امت کی مدد کمزوروں کی دعاؤں ' نمازوں اور اخلاص کی بنا پر ہے

(۲۸)......عن مصعب بن سعد عن ابيه رضى الله عنه : انّه ظن انّ له فضلاً على من دونَه من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ' فقال نبىّ الله صلى الله عليه وسلم : انّما ينصر الله هذه الامة بِضعيفها بدعوتهم وصلا تهم واخلاصهم۔

(نسائی، الاستنصار بالضعيف ،كتاب الجهاد ، رقم الحديث:۳۱۸۰)

ترجمہ:......حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ ان کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس امت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی وجہ سے کی ہے، ان کی دعاؤں ' نمازوں اور اخلاص کی بنا پر۔

مجھے ضعیفوں میں تلاش کرو، اس لئے کہ وہی روزی اور مدد کا ذریعہ ہیں

(۲۹)......عن جبیر بن نفیر الحضرمیّ ' انه سمع ابا الدرداء رضی الله عنه یقول : سمعتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم : اَبْغُونی الضعیف ' فانّکم انّما تُرزَقون و تُنصَرون بِضُعفائکم۔

(نسائی، الاستنصار بالضعیف ،کتاب الجهاد ، رقم الحدیث:۳۱۸۱۔ابوداؤد، باب فی الانتصار بِرُذُل الخیل و الضعفة ، کتاب الجهاد ، رقم الحدیث:۲۵۹۴۔ترمذی، باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین ، کتاب الجهاد ، رقم الحدیث:۱۷۲۰)

ترجمہ:......حضرت جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مجھ کو ضعیف لوگوں میں تلاش کرو، اس لئے کہ تمہیں صرف کمزوروں کی وجہ سے روزی دی جاتی ہی' اوران ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ: تمہیں اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو

(۳۰)......عن انس رضی الله عنه قال : کان اخوان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ' فکان احدهما یأتی النّبی صلی الله علیه وسلم ' والآخر یحترف ' فشکا المحترف اخاه النّبی صلی الله علیه وسلم فقال : لعلک تُرزق به ، رواه الترمذی۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، جن میں سے ایک تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے(کیونکہ ان کے اہل وعیال نہیں تھے، اور وہ حصول معاش کی ذمہ داریوں سے بے فکر ہوکر طاعت و عبادت اور دینی خدمات میں مشغول رہا کرتے تھے، اس وجہ سے ان کے اوقات کا اکثر

حصہ بارگاہ رسالت میں حاضری کے ذریعہ حصول علم ومعرفت میں صرف ہوتا تھا) اور دوسرا بھائی کوئی کام کرتا تھا، (یعنی حصول معاش کے لئے کسی ہنر و پیشہ کے ذریعہ کما تا تھا، اور دونوں بھائی ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے) چنانچہ کمانے والے بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے شکایت کی، یعنی میرا بھائی نہ تو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹاتا ہے اور نہ خود الگ سے کوئی کام کر کے کماتا ہے) اور اس طرح اس کے کھانے پینے کا خرچ مجھے ہی برداشت کرنا پڑتا ہے) حضور ﷺ نے (اس کی شکایت سن کر) فرمایا: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ: تمہیں اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو۔

(مشکوۃ ص۴۵۳، باب التوّکل والصّبر، الفصل الثالث، کتاب الرّقاق۔مظاہرحق ص۸۱۹ ج۴)

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ صحابہ اور تابعین کی وجہ سے فتح اور نصرت ہوگی

(۳۱)......عن ابی سعید رضی الله عنه ' عن النّبی صلی الله علیه وسلم قال : یأتی زمانٌ یغزو فِئامٌ من النّاس ' فیُقال : فیکم مَنْ صَحِبَ النبیَّ صلی الله علیه وسلم ؟ فیُقال : نعم ، فیُفتح علیه ، ثُم یأتی زمانٌ فیُقال : فیکم مَنْ صَحِب اصحابَ النّبی صلی الله علیه وسلم ؟ فیُقال : نعم : فیُفتح ' ثمّ یأتی زمانٌ فیُقال : فیکم مَنْ صَحِب صاحبَ اصحابِ النبی صلی الله علیه وسلم ؟ فیقال:نعم ، فیفتح۔

(بخاری، باب من استعان بالضّعفاء والصّالحین فی الحرب ،کتاب الجهاد ، رقم الحدیث:۲۸۹۷)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعت غزوے پر ہوگی، پوچھا جائے گا کہ: کیا لشکر میں کوئی بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا: ہاں، تو انہیں فتح وکامرانی سے نوازا جائے گا۔ پھر ایک زمانہ

ایسا آئے گا تو پوچھا جائے گا کہ: کیا لشکر میں کوئی بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا: ہاں، تو فتح ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا تو پوچھا جائے گا کہ: کیا لشکر میں کوئی بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے کسی ساتھی کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا: ہاں، تو ان کو بھی فتح نصیب ہوگی۔

ابدال کے وسیلہ سے بارش، دشمنوں پر مدد اور عذاب کو دفع کیا جاتا ہے

(۳۲)......عن علی رضی اللہ عنہ قال : انّی سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : الابدالُ یکونون بالشّام ، وھم اربعون رجلا ، کُلّما مات رجلٌ ابدل اللہ مکانہ رجلا ، یُسقٰی بھم الغیث ، ویُنتَصر بھم علی الاعداء ، ویُصرف عن اھل الشامِ بھمُ العذاب۔ (مسند احمد ص۲۳۱ ج۲، مسند علی ابن ابی طالب ، رقم الحدیث:۸۹۶)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابدال شام میں ہوتے ہیں، اور وہ چالیس مرد ہیں، جب ان میں سے کوئی وفات پاجاتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی جگہ دوسرے کو مقرر فرمادیتے ہیں، ان ابدال (کے وجود و برکت اور ان کے وسیلہ سے) بارش ہوتی ہے، اور ان کی مدد سے دشمنان دین سے بدلہ لیا جاتا ہے، اور انہیں کی (برکت اور وسیلہ سے) اہل شام سے (سخت) عذاب کو دفع کیا جاتا ہے۔

تشریح :......''مشکوۃ شریف'' کی روایت میں ہے: حضرت شریح بن عبید تابعی رحمہ اللہ راوی ہیں کہ: ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا گیا، اور ان سے کہا گیا کہ: اے امیر المؤمنین ! شام والوں پر لعنت کیجئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، پھر یہ حدیث سنائی۔

’’عن شريح بن عُبيد ‘ قال : ذُكر اهل الشام عندَ عليّ رضى الله عنه وقيل : العنهم يا امير المؤمنين ! قال : لا ‘‘۔

(مشکوۃ ص۴۰۶، باب ذكر اليمن والشام و ذكر اويس القرنى ، الفصل الثالث)

’’ابوداؤدشریف‘‘ کی روایت میں بھی ابدال شام کا ذکر ہے:

’’فاذا رأى النّاس ذلک اتاه ابدال الشّام‘‘۔

(ابوداؤد ص۲۳۳ ج۲، باب فى ذكر المهدى ، رقم الحديث:۴۲۸۶)

نیک مسلمان کے وسیلہ سے سو پڑوسی گھروں سے مصیبت دور ہوتی ہے

(۳۳)......ان الله ليدفع بالمسلم الصّالح عن مأة اهل بيت من جيرانه البلاء۔

(كنز العمال ، فى ذكر المهدى ، رقم الحديث:۲۴۶۵۴۔المعجم الكبير للطبرانى ، رقم الحديث:۵۰۰۔ وكذا فى المعجم الاوسط ، رقم الحديث:۴۲۲۸)

ترجمہ:......بیشک اللہ تعالی نیک مسلمان کی وجہ (اور وسیلہ) سے اس کے پڑوس کے سو گھروں سے مصیبت (وبلاء) کو دور فرماتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک ایک صالح مؤمن کی برکت سے اللہ تعالی اس کے پڑوس کے سو گھروں سے مصائب کو دور فرماتے ہیں، پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ﴾۔

(سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۵۱)

ترجمہ:......اور اگر اللہ تعالی بعض (برے) لوگوں (کے عذاب) کو بعض (نیک) لوگوں (کی برکت) سے دور نہ کرتا تو زمین میں فساد ہو جاتا۔(نعمۃ الباری ص۶۷ ج۵)

آپ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل کے وسیلہ سے سمندر کو خطاب

(۳۴)......ان عـمـر رضی الله عنه بعث جندا الی مدائن کسری ' وامّر علیهم سعد بـن ابـی وقـاص رضـی الـله عنه ' وجعل قائد الجیش خالد بن الولید رضی الله عنه ' فـلـمّـا بـلـغـوا شط الدجلة ' ولم یجدوا سفینة ' تقدم سعد و خالد رضی الله عنهما فـقـال : یـا بـحـر ! انک تـجری بامر اللّه ' فبحرمة محمد صلی الله علیه وسلم' و بـعـدل عـمـر رضی الله عنه ' الا خلیتنا ' والعبور الجیش بخَیْلِه وجماله ورجاله الی مدائن ' ولم تبتل۔

(ازالۃ الخفاء ص۱٦٨ ج۲، الفصل الرابع فی مکاشفات امیرالمؤمنین عمر رضی الله عنه)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدائن کسری کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا، اوراس پر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، اور لشکر کا قائد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو متعین فرمایا، جب یہ حضرات دجلہ کے کنارے پہنچے اور کشتی کو موجود نہ پایا تو حضرت سعد بن وقاص اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور فرمایا: اے سمندر! تو اللہ کے امر سے چلتا ہے، حضرت نبی کریم ﷺ کی حرمت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل (و انصاف) کے طفیل، پس لشکر اپنے گھوڑے اور سواروں کے ساتھ مدائن کی طرف عبور ہو گیا اور (قدم تک) بھیگے تک نہیں۔ (ازالۃ الخفاء ص۹۴ ج۴، مترجم)

تم میں سات ایسے اشخاص رہیں گے جن کی وجہ سے تمہاری مدد کی جائیگی

(۳۵)......عن ثوبان رضی الله عنه – رفع الحدیث– قال : لایزال فیکم سبعة ' بهم تُنصرون ' وبهم تُمطرون ' وبهم تُرزقون حتی یأتی امر الله۔

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة : ﴿ولولا دفع النّاس بعضهم ببعض﴾ الخ، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۵۱)

ترجمہ:......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں ہمیشہ سات ایسے اشخاص رہیں گے جن کی برکت سے تمہاری مدد کی جائے گی' اور جن کے وسیلہ سے تم پر بارش برسے گی، اور جن کی وجہ سے تم کو رزق دیا جائے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

میری امت میں تیس ابدال ہیں، جن کی وجہ سے تم کو روزی دی جاتی ہے

(۳۶)......عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : الابدال فی امتی ثلا ثون ' بهم تقوم الارض ' وبهم تُمطرون ' وبهم تُنصرون، قال قتادة رحمه الله : انّی لأرجو ان یکون الحسن منهم۔

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة : ﴿ولولا دفع النّاس بعضهم ببعض﴾ الخ، سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۵۱)

ترجمہ:......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں تیس ابدال ہیں، جن کی وجہ سے تم کو روزی دی جاتی ہے' اور جن کے وسیلہ سے تم پر بارشیں ہوتی ہیں۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میرا گمان ہے کہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بھی ان ہی میں سے ہیں۔

ابدال کی وجہ سے آفتیں دور ہوتی ہیں' بارشیں ہوتی ہیں' رزق دیا جاتا ہے

(۳۷)......رُوِی عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال : انّ الا نبیاء علیهم الصلوة والسّلام کانوا اوتاد الارض ' فلمّا انقطعت النّبوة ابدل الله تعالی مکانهم قوما من امة احمد (صلی الله علیه وسلم) یُقال لهم الابدال ' لم یفضلوا النّاس بکثرة صوم' ولا صلاة ' ولا تسبیح ، ولکن بحسن الخلق ' وبصدق الورع ' وحسن النیة ' وسلامة قلوبهم لجمیع المسلمین ' والنصیحة لله تعالی ابتغاء مرضاته بصبر وحلم

ولب وتواضع فی غیر مذلة ، فهم خلفاء من الانبیاء ، قوم اصطفاهم الله تعالی لنفسه' واستخلصهم بعلمه لنفسه ، وهم اربعون صدیقا ، منهم ثلا ثون رجلا علی مثل یقین ابراهیم خلیل الرحمن (علیه الصلوة والسلام) بهم تدفع المکاره عن اهل الارض' والبلایا عن الناس ، وبهم یمطرون ' وبهم یرقون ، لا یموت الرجل منهم ابدا حتی یکون الله تعالی قد انشأ من یخلفه ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام زمین کی میخیں ہیں، اور جب نبوت منقطع ہوگئی تو اللہ تعالی نے ان کی جگہ سیدنا محمد ﷺ کی امت میں سے ایک قوم کو پیدا کردیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے، وہ زیادہ روزوں اور زیادہ نمازوں اور زیادہ تسبیح کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت نہیں رکھتے، لیکن وہ حسن اخلاق' خدا خوفی' حسن نیت' تمام مسلمانوں کے لئے دلوں میں خیر خواہی' اللہ تعالی کی رضا جوئی' صبر' حلم' عقل مندی اور تواضع کی وجہ سے فضیلت رکھتے ہیں، وہی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے خلفاء ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے لئے پسند کرلیا اور جن کو اپنے لئے خاص کرلیا، یہ وہ چالیس صدیق ہیں، ان میں سے تیس ایسے اشخاص ہیں جن کا یقین حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے یقین کی مثل ہے، ان کی برکت سے اللہ تعالی زمین والوں سے آفتوں اور مصائب کو دور فرماتا ہے' ان ہی کی وجہ سے ان پر بارشیں برستی ہیں، اور ان ہی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے، ان میں سے جو شخص بھی فوت ہوتا ہے، اللہ تعالی اس کی جگہ اس کا بدل پیدا فرمادیتا ہے، الخ۔ (نوادرالاصول ص۲۶۲ ج۱، دارالجیل' بیروت۔نعمۃ الباری ص۲۶۷ ج۵)

ایصال ثواب

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے واضح کیا گیا ہے کہ: ایصال ثواب جائز اور درست ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

ایصال ثواب یعنی کسی کو مالی یا بدنی عبادت کا ثواب پہنچانا' جائز اور متعدد احادیث سے ثابت ہے،اور اس پر امت کا تقریبا اتفاق ہے۔

کیا ایک شخص کا عمل دوسرے کے لئے نافع ہوسکتا ہے؟ اہل سنت والجماعت کے علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ: مرحومین زندوں کے اعمال سے استفادہ کر سکتے ہیں۔علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے منکر کو بدعتی شمار کیا ہے۔فرماتے ہیں:

''بل ائمة الاسلام متفقون علی انتفاع المیت بذلک (أی من اعمال البر من الاحیاء للاموات) وقد دل علیه الکتاب والسنة والاجماع ، فمن خالف ذلک کان من اهل البدع ۔(فتاوی ابن تیمیہ'' الفتاوی الکبری ''ص ۲۷ ج ۳)

ترجمہ:.......جمہور ائمہ کا اتفاق ہے کہ: میت کو ان نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے جو زندہ لوگ مرحومین کے لئے کرتے ہیں،کتاب وسنت اور اجماع سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے،جس نے اس کی مخالفت کی وہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر اہل بدعت میں شامل ہوگیا۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''بل وما نقل عن بعض اصحاب الکلام من ان المیت لا یلحقه بعد موته ثواب فهو مذهب باطل قطعا ، و خطأ بین مخالف لنصوص الکتاب والسنة والاجماع ، فلا التفات الیه و لا تعریض علیه ۔(شرح نووی علی مسلم ص ۹۰ ج ۱)

ترجمہ:.......بعض اصحاب کلام کا جو یہ خیال ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا ہے، یہ قطعی طور پر باطل ہے،اور صریح قرآن وسنت اور اجماع امت سے کوسوں دور ہے،لہذا اس کی طرف توجہ نہ کی جائے،اور نہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

فرقۂ اہل حدیث کے عالم مولانا وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

’’وینتفع بالخیر و اهداء القرب مستحب ‘ ویستحب اهدائها حتی للنبی صلی الله علیه وسلم۔(نزل الابرار،ص۱۸۰ج۱)

ترجمہ:......اور میت کو نیک کاموں سے فائدہ ہوتا ہے، اور نیک اعمال کا ثواب میت کو بخشنا مستحب ہے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو بھی بخشنا مستحب ہے۔

﴿لیس للانسان الاما سعی﴾ اور احادیث ایصال ثواب میں اشکال اوران کا حل

قرآن کریم کی متعدد آیات سے سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کے کام وہی آئے گا جو اس نے کیا، دوسرے کا عمل اس کے کام نہیں آسکتا، اور احادیث میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے، بظاہر اس میں تعارض ہے، اس اشکال کے کئی جوابات علماء نے دیئے ہیں، علامہ ابن تیمیہؒ امام ابن العز حنفیؒ امام سیوطیؒ امام قرطبیؒ حافظ ابن صلاح، شیخ محمد ابن الشنقیطی رحمہم اللہ وغیرہ کے جوابات ’’ایصال ثواب قرآن وسنت اور آثار کی روشنی میں‘‘ نامی رسالہ میں نقل کئے گئے ہیں، مگر میں یہاں صرف دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس میں اس اشکال کا بہترین اور آسان حل موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا:

ایک رات میں لیٹا ہوا تھا اچانک دل میں یہ اشکال پیدا ہوا کہ قرآن کریم میں ہے: انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آخرت میں کسی کے لئے غیر کی سعی کارآمد نہ ہوگی، اور حدیث میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے، جس سے تخفیف عذاب‘ رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں، اسی طرح شفاعت سے رفع

عذاب اور ترقی درجات کا وعدہ کیا گیا ہے، پس یہ آیت اور روایات میں کھلا تعارض ہے۔

حضرت نے یہ اشکال حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ سے عرض کیا، تو حضرت نے وضو فرماتے ہوئے برجستہ جواب دیا کہ: آیت میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں کسی دوسرے کے کام نہیں آئے گی، کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی اور کی ہو جائے، اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے، جو ایک دوسرے کے کام آسکتی ہے، اس لئے کوئی تعارض نہیں۔ (مقدمہ فتاوی دارالعلوم دیوبند)

بدنی اور مالی ہر طرح کی عبادات سے ایصال ثواب جائز ہے

حنفیہ کے نزدیک تمام مالی اور بدنی عبادتوں کے ذریعہ ایصال ثواب درست ہے، اور بعد میں علماء شوافع اور علماء حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہو گیا، لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ ہر طرح کی عبادتوں سے ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’والصواب ان الجميع يصل اليه‘‘۔ (فتاوی ابن تیمیہ ص۳۶۶ ج۲۴)

صحیح بات یہی ہے کہ ہر طرح کے اعمال واقوال چاہے وہ بدنی ہوں یا مالی' ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں ایصال ثواب کے اثبات پر چند آیتیں اور آپ ﷺ کے ارشادات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار جمع کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذریعۂ نجات و ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۴/شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مطابق: ا/مئی ۲۰۱۷ء، بروز پیر

ایصال ثواب کا ثبوت قرآن کریم سے

(۱):......﴿ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ﴾۔

(پارہ:۵/سورہ نساء،آیت نمبر:۸۵)

ترجمہ:......جو شخص کوئی اچھی سفارش کرتا ہے،اس کو اس میں سے حصہ ملتا ہے۔

تفسیر:......سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:''الدعاء للميت'' یہ میت کے لئے دعا کرنا ہے۔

(کتاب الدعاء طبرانی ص۳۷۵، باب فضل الدعاء للميت ، رقم الحديث:۱۲۴۸)

(۲):......﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴾۔

(پارہ:۱۳/سورہ ابراہیم،آیت نمبر:۴۱)

ترجمہ:......اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہوگا،اس دن میری بھی مغفرت فرمایئے،میرے والدین کی بھی،اوران سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔

(۳):......﴿ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِى الْاَرْضِ ﴾۔

(پارہ:۲۵/سورہ شوریٰ،آیت نمبر:۵)

ترجمہ:......اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں،اور زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔

(۴):......﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ﴾۔

(پارہ:۲۷/سورہ طور،آیت نمبر:۲۱)

ترجمہ:......اور جو لوگ ایمان لائے ہیں،اوران کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہے،توان کی اولاد کو ہم انہی کے ساتھ شامل کر دیں گے۔

(۵):......﴿وَالَّذِيۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡلَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ آمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ﴾۔

(پارہ:۲۸/سورہ حشر،آیت نمبر:۱۰)

ترجمہ:......اور (یہ مالِ فئی) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے، وہ یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھئے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

(۶):......﴿رَبِّ اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَىَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَيۡتِىَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ﴾۔ (پارہ:۲۹/سورہ نوح،آیت نمبر:۲۸)

ترجمہ:......میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرما دیجئے، میرے والدین کی بھی، ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بھی۔

....

نوٹ:......رسالہ کی ترتیب میں قاری عبدالباسط محمد صاحب مدظلہ کے رسالہ ''ایصال ثواب قرآن وسنت اور آثار کی روشنی میں'' سے استفادہ کیا گیا ہے، بعض روایات کے ترجمے بھی اسی سے ماخوذ ہیں، اور احادیث وآیات کے علاوہ اور جگہوں پر اسی کے حوالوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی آیتوں کے ترجمے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے ''آسان ترجمۂ قرآن'' سے لئے گئے ہیں۔ مرغوب احمد

نماز اور روزہ کے ذریعہ ایصال ثواب

(۱)......من یضمن لی منکم أن یُصلِّی لی فی مسجد العَشَّار رکعتین أو اربعا ، ویقول : هذه لابی هریرة ؟ سمعت خلیلی ابا القاسم صلی الله علیه وسلم یقول : انّ الله یبعث من مسجد العَشَّار یوم القیامة شهداء ' لا یقوم مع شهداء بدر غیرهم۔

(ابوداؤد، باب فی ذکر البصرة ، اوّل کتاب الملاحم ، رقم الحدیث:۴۳۰۸)

ترجمہ:......(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:انہوں نے فرمایا:) کون ہے جو میرے لئے اس کا ذمہ لے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لئے دو یا چار رکعتیں پڑھے،اور کہے کہ: یہ ابوہریرہ کے لئے ہیں، میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالی قیامت کے دن مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائیں گے،اور شہداء بدر کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہیں ہوگا۔

تشریح:......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پڑھنے کو اور اس کہنے سے کہ یہ ان کی طرف سے ہے، بجز اس کے کچھ معنی نہیں کہ اس کا ثواب ان کو ملے،اس لئے ایصال ثواب کے متعلق دو امر ثابت ہوئے: ایک یہ کہ جس طرح عبادت مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے اسی طرح عبادت بدنیہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے، دوسرے یہ کہ: جس طرح میت کو ثواب پہنچتا ہے،اسی طرح زندوں کو بھی ثواب پہنچتا ہے۔(التکشف عن مہمات التصوف ص ۶۳۷)

(۲)......انّ من البرّ بعد البر ' أن تصلی لِاَبویک مع صلاتک ' و تصوم لهما مع صومک۔(مقدمہ مسلم، باب بیان ان الاسناد من الدین ، رقم الحدیث:۳۲)

ترجمہ:......(حجاج بن دینار روایت کرتے ہیں کہ:) اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے

لئے نماز پڑھنا، اور اپنے روزوں کے ساتھ اپنے والدین کے لئے روزے رکھنا نیکی کے بعد نیکی ہے۔

تشریح:...... یہ روایت ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں مرفوعا بھی آئی ہے اور اس میں صدقہ کا اضافہ ہے:

(۳)......عن الحجاج بن دينار قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان من البرّ بعد البر : أن تصلی علیهما مع صلاتک ، و ان تصوم عنهما مع صیامک ، وان تصدق عنهما مع صدقتک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۴ ج۷، ما يتبع الميت بعد موته ، رقم الحديث:۱۲۲۱۰)

ترجمہ:......حجاج بن دینار روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ والدین (کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نفل) نماز پڑھو، اور اپنے روزے کے ساتھ والدین (کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نفل) روزہ رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ والدین (کو ثواب پہنچانے کی نیت سے) صدقہ کرو۔

(۴)......ان العاص بن وائل نذر فی الجاهلية ان ينحر مأة بدنة وان هشام بن العاص نحر حصته خمسين بدنة ، وان عَمْرًوا سأل النبی صلى الله عليه وسلم عن ذلک ، فقال : اما ابوک فلو اقر بالتوحيد فصمت و تصدقت عنه نفعه ذلک۔

(مسند احمد، رقم الحديث:۶۷۰۴)

ترجمہ:......(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:) میرے دادا عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی، میرے چچا

ہشام بن العاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ قربان کردیئے، میرے والدعمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ اگر میں بھی اپنے حصے کے پچاس اونٹ اپنے والد کی طرف سے قربان کردوں تو ایسا کرنے سے ان کو کچھ فائدہ ہوگا؟ آپ نے جواب میں ارشادفرمایا: تمہارے والد اگر توحید (یعنی اللہ تعالی) کو ماننے والے ہوتے پھر تم ان کی طرف سے روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے تو یقیناً ان کا ثواب ان کو ملتا۔

حج کے ذریعہ ایصال ثواب

(۵)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : ان امرأة من جهينة جاء ت الى النبی صلی الله عليه وسلم فقالت : ان امّی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت ، افأحج عنها ؟ قال : نعم ، حُجّی عنها ، ارأيت لو كان علی امک دين ' اكنت قاضيته ؟ اقضوا الله' فالله احق بالوفاء۔

(بخاری، باب الحج والنذور عن الميت ' والرجل يحج عن المرأة ، رقم الحديث:۱۸۵۲)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ: میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن حج ادا نہ کرسکیں اوران کا انتقال ہوگیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کی طرف سے تم حج کرلو، کیا اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے' تمہیں اللہ تعالی کا قرض ادا کرنا چاہئے۔

''بخاری شریف'' کی ایک دوسری روایت میں اس طرح کا سوال ایک شخص کی طرف سے کرنا بھی آیا ہے:

(۶)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اتی رجل النبی صلی الله علیه وسلم فقال له : ان اختی نذرت ان تحج ' وانها ماتت ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : لو کان علیها دین ' اکنت قاضیه ؟ قال : نعم ، قال : فاقض الله ' فهو احق بالقضاء۔

(بخاری، باب من مات وعلیه نذر ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث:۶۶۹۹)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: میری بہن نے منت مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ انتقال کرگئی (حج نہ کرسکی اور اپنی منت پوری نہ کرسکی) آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو قرض ادا کرتا، انہوں نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ کا قرض ادا کرو، اللہ کا قرض تو سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔

(۷)......عن ابی رزین العقیلی رضی الله عنه : انه اتی النّبی صلی الله علیه وسلم' فقال : یا رسول الله ! ان ابی شیخٌ کبیر لا یستطیع الحجّ ولا العمرة ولا الظعن ، قال : حُجَّ عن ابیک و اعْتَمِرْ۔

(ترمذی، باب منه ، ابواب الحج عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۹۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: میرے والد ضعیف ہو چکے ہیں ان میں حج وعمرہ اور سفر کرنے کی طاقت نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔

(۸)......عن بریدة رضی الله عنه قال :...... انها لم تحج قط ، افاحج عنها ؟ قال : حجّی عنها۔ (مسلم، باب قضاء الصوم عن المیت ، رقم الحدیث:۱۱۴۹)

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :(حدیث کے آخر میں ہے کہ:)

انہوں نے قطعاً حج نہیں کیا، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی طرف سے حج کرلو۔

(۹)......ابن عباس رضی الله عنهما : جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال : ان اختی ماتت ولم تحج ، افأحُجُّ عنها ؟ فقال : ارأیت لو کان علیها دین فقضیته ؟ فالله احق بالوفاء۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۳۹۹۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: میری بہن فوت ہوگئی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہاری بہن پر قرض ہوتا تو ادا کرتے؟ تو اللہ تعالی ادائیگی کے اور زیادہ مستحق ہیں۔

صدقہ کے ذریعہ ایصال ثواب

(۱۰)......عن ابی هریرة رضی الله عنه : ان رجلا قال : للنبی صلی الله علیه وسلم ، انّ ابی مات و ترک مالًا ولم یوصِ ' فهل یکفِّرُ عنه اِن تُصُدِّق عنه ؟ قال : نعم۔

(مسلم، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ، رقم الحدیث:۱۶۳۰)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ: میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی، تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا صدقہ ان کے لئے کفارہ ہوجائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں، (کفارہ ہوجائے گا)۔

(۱۱)......عن عائشة رضی الله عنها : ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال :

یـا رسـول الله ! انّ امی افتلتت نفسها ‘ ولم یوصِ ‘ واظنها لو تکلمت تصدقت أفلها اجر ان تصدقت عنها ؟ قال : نعم۔

(مسلم، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ، رقم الحدیث:۱۶۳۰)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اورعرض کیا:اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک انتقال کرگئیں (اور کوئی وصیت نہیں کی)اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں،اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:ہاں۔

(۱۲)......ان سعـد بن عبادة رضی الله عنه : تُوُفِّيَتْ اُمُّه وهو غائب عنها : فقال : یا رسول الله ! ان امّی توفیت وانا غائب عنها ، اینفعُها شیء ان تصدقتُ به عنها ؟ قال نعم ، قال : فانی اُشهدک اَنَّ حائطی المخراف صدقةٌ علیها ۔(بخاری، باب اذا قال : ارضی أو بستانی صدقة لله عن امّی ‘ فهو جائز وان لم یبین لمن ذلک ، رقم الحدیث:۲۷۵۶)

ترجمہ:......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:ان کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ کی وفات ہوگئی،(اوروہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے)اورعرض کیا کہ:اے اللہ کے رسول! میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا،تو کیا میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو یہ ان کے لئے فائدہ مند ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:ہاں،توانہوں نے عرض کیا کہ: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ باغ (مخراف) میری ماں پر(یعنی ان کے ایصال ثواب کے لئے)صدقہ ہے۔

قربانی کے ذریعہ ایصال ثواب

(۱۳)......عـن عائشة رضی الله عنها ‘ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ....

ثم قال : باسم الله ، اللهم ! تقبَّل من محمد و آل محمد ' ومن امة محمد ' ثم ضحى به۔

(مسلم، باب استحباب استحسان الضحية ' و ذبحها مباشرة بلا توكيل ، رقم الحديث:۱۹۶۷)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے (قربانی کی تو) فرمایا: اللہ تعالی کے نام سے، اے اللہ! اس کو قبول فرما میری طرف سے، میری آل اور میری امت کی طرف سے۔

(۱۴)......عن ابی رافع رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا ضحی اشتری کبشین سمینین اقرنین املحین فیذبح احدهما و یقول : اللهم هذا عن امتی جمیعا ممن شهد لک بالتوحید و شهد لی بالبلاغ ' ثم یذبح الآخر ویقول هذا عن محمد صلی الله علیه وسلم و آل محمد صلی الله علیه وسلم۔

(مسند احمد، رقم الحدیث:۲۷۱۹۰)

ترجمہ:......حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ کو جب قربانی کرنی ہوتی تو آپ دوموٹے تازے سینگ والے چت کبرے رنگ کے (سفید وسیاہ نشان والے) مینڈھے خریدتے، ایک کو ذبح کرتے وقت فرماتے: یا اللہ! یہ قربانی میرے ہر اس امتی کی جانب سے ہے جو توحید کا اقرار کرے اور میرے پیغمبر ہونے کی گواہی دے، اس کے بعد دوسرا ذبح کرتے اور فرماتے: یہ میری جانب سے اور میری آل کی جانب سے ہے،

تشریح:......ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے:

" اللهم منک و لک عن محمد و اُمّته ، الخ"۔

(ابوداؤد، باب ما یستحب من الضحایا ،کتاب الضحایا ، رقم الحدیث:۲۷۹۵)

یعنی اے اللہ! یہ جانور آپ کا دیا ہوا ہے اور آپ کی رضا کے لئے قربان کیا جا رہا ہے، محمد ﷺ کی جانب سے اور محمد ﷺ کی امت کی جانب سے۔

’’ترمذی شریف‘‘ کی روایت میں ہے: ’’هذا عنّی و عمّن لم یُضحّ من امّتی‘‘۔

(ترمذی، باب [ما یقال اذا ذبح] ، ابواب الاضاحی ، رقم الحدیث:۱۵۲۱)

یعنی یہ میری جانب سے اور میرے ہر اس امتی کی جانب سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

آپ ﷺ کا اپنی طرف سے قربانی کے ایصال ثواب کا حکم فرمانا

(۱۵)......عن حنش قال : رأیتُ علیّا رضی الله عنه ' یُضحِّی بکبشینِ ، فقلتُ له : ما هذا ؟ فقال : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم أوصانی ان اُضحِّی عنه ، فانا اُضحِّی عنه۔(ابوداؤد، باب الاضحیة عن المیت ،کتاب الضحایا ، رقم الحدیث:۲۷۹۰)

ترجمہ:......حضرت حنش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ دو مینڈھوں کی قربانی کررہے ہیں، میں نے ان سے عرض کیا کہ: یہ کیا؟ (یعنی دو مینڈھوں کی قربانی کیوں؟)انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ: میں آپ کی طرف سے قربانی کروں،اس لئے میں قربانی کرتا ہوں۔

دعا سے ایصال ثواب

(۱۶)......عن ابی هریرة رضی الله عنه : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : اذا مات الانسان ' انقطع عنه عمله الا من ثلاثة : الا من صدقة جاریةٍ ' أو علمٍ یُنتفع به ' أو ولدٍ صالحٍ یدعو له۔

(مسلم، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته ، کتاب الوصیة ، رقم الحدیث:۱۶۳۱)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، یا تو وہ صدقہ جاریہ کرگیا ہو، یا ایسا علم چھوڑ گیا ہو جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، یا نیک اولاد چھوڑی ہو جو اس کے لئے دعا کریں۔

تشریح:......اس حدیث سے بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا کہ: انسان کو صرف تین چیزیں فائدہ پہنچاسکتی ہیں، ان کے علاوہ کوئی اور چیز مفید نہیں۔

اس شبہ کے جواب میں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’واما استدلالکم بقوله صلى الله عليه وسلم :’’ اذا مات العبد انقطع عمله ‘‘ فاستدلال ساقط ، فانه لم يقل : انقطع انتفاعه ‘ وانما اخبر عن انقطاع عمله ، واما عمل غيره فهو لعامله ‘ فان وهبه له وصل اليه ثواب عمل العامل لا ثواب عمله هو ، فالمنقطع شيء ‘ والواصل اليه شيء آخر ۔(انتفاع الموتى باعمال الاحياء ص۶۹)

ترجمہ:......بہرحال اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بے فائدہ ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ: ’’دوسرے کے عمل سے فائدہ اٹھانا بھی منقطع ہوجاتا ہے‘‘ نبی کریم ﷺ نے تو مرنے والے کے عمل کے منقطع ہونے کی خبر دی ہے۔ رہا دوسرے کا عمل، تو یہ عمل کرنے والے کا حق ہے، اگر یہ اپنا عمل کسی میت کو بخش دے تو اسی کے عمل کا ثواب اس میت کو پہنچے گا‘ نہ کہ میت کے عمل کا ثواب پہنچے گا۔ الغرض منقطع ہونے والی کوئی اور چیز ہے (میت کا عمل) اور پہنچنے والی کوئی اور چیز ہے (غیر کا عمل)۔

(۱۷)......عن ابی هريرة رضى الله عنه قال : تُرفع لِلميّت بعد موته درجته ‘ فيقول : اى ربّ ! ایُّ شيءٍ هذه ؟ فيُقال : ولدُک استغفر لک۔

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میت کے درجات اس کے مرنے کے بعد بلند کئے جاتے ہیں تو اس (سننے والے) نے کہا: میرے رب کی قسم! یہ کون سی چیز ہے کہ جس سے میت کے درجات بلند کئے جاتے ہیں، اس سے کہا گیا کہ تیری اولاد تیرے لئے استغفار کرتی ہے۔

(ادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتهما ، رقم الحدیث:۳۶۔الادب المفرد مترجم ص۸۲)

(۱۸)......عن سعید بن المسیب رحمه الله قال : ان الرجل لَیُرفع بدعاء ولده له من بعده ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۸۳ ج۷، ما یتبع المیت بعد موته ، رقم الحدیث:۱۲۲۰۸)

ترجمہ:......حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ: آدمی کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی دعا کی وجہ سے اس کو بلند (درجات) دیئے جاتے ہیں۔

مردے ایصال ثواب سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم ہدیہ میں کھانوں سے بھرے ہوئے تھال سے خوش ہوتے ہو

(۱۹)......عن انس رضی الله عنه : انه سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقال: یا رسول الله ! انا نتصدق عن موتانا ' و نحج ' و ندعو لهم ، فهل یصل ذلک الیهم ؟ قال : نعم انه یصل الیهم ' و یفرحون به کما یفرحو احدکم بِالطَّبقِ اذا اُهدِیَ الیه۔(الکلام علی وصول القراء ۃ للمیت ، لابن ابی السرور المقدسی الحنبلی ص۲۲۳)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ: یارسول اللہ! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں' اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں' اور ان کے لئے (مغفرت ورحمت ودرجات علیا وجنت کی) دعا کرتے ہیں، تو کیا ان کا ثواب ان کو پہنچتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! یقیناً (ان

اعمال کا ثواب) ان کو پہنچتا ہے، اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ہدیہ میں کھانوں سے بھرے ہوئے تھال سے خوش ہوتے ہو۔

تشریح:......عمدۃ القاری'' میں یہ روایت اس طرح مروی ہے:

(۲۰)......عن انس رضی الله عنه : انه قال : سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم' فقلت : انا لندعوا لموتانا و نتصدق عنهم و نحج ، فهل یصل ذلک الیهم ؟ فقال : انه لیصل الیهم و یفرحون به کما یفرح احدکم بالهدیة۔

(عمدۃ القاری ص۳۲۰ ج۸، باب موت الفجأة ، کتاب الجنائز ، تحت رقم الحدیث:۱۳۸۸)

میت ایصال ثواب کا منتظر رہتا ہے

(۲۱)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوّثِ ' ینتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو أخ أو صدیق ، فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیا و ما فیها ، وان الله تعالی لیُدخِل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال ، وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم ، رواه البیهقی فی شعب الایمان۔

(مشکوۃ ص۲۰۶ ج۴، باب الاستغفار و التوبة ، الفصل الثالث)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قبر میں مردہ کی حالت ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوب رہا ہو اور کسی کو پکار رہا ہو، (کہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے باہر نکال لے) چنانچہ وہ مردہ ہر وقت اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ اس کے باپ کی طرف سے یا اس کی ماں کی طرف سے یا اس کے بھائی کی طرف سے یا اس کے دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے، پس جب اسے (کسی کی طرف

سے دعا پہنچتی ہے تو یہ دعا کا پہنچنا اس کے لئے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ہوتا ہے، اور اللہ تعالی قبر والوں کو دنیا والوں کی طرف سے دعا کا ثواب پہاڑ کی مانند (یعنی بہت زیادہ ثواب اور رحمت و بخشش) پہنچاتا ہے، اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے بہترین ہدیہ استغفار ہے۔ (مظاہر حق ص ۵٦٩ ج ۲، باب الاستغفار و التوبة)

والد کے اعمال لڑکے کے لئے نافع ہیں

(۲۲)......عن سعید بن جبیر : ان ابن عباس رضی الله عنهما : عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال : اذا دخل الرجل الجنة سأل عن ابویه و زوجته و ولده ، فیقال له : انهم لم یبلغوا درجتک و عملک ، فیقول : یا رب ! قد عملت لی ولهم فیؤمر بالحاقهم به ، و قرأ ابن عباس رضی الله عنهما :﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾۔

(معجم کبیر طبرانی، رقم الحدیث:۱۲۲۴۸۔معجم صغیر طبرانی ، رقم الحدیث:۶۴۰)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ اپنے والدین، بیوی اور بچوں کے متعلق سوال کرے گا، تو اس سے کہا جائے گا کہ: وہ تمہارے درجے کو نہیں پہنچ سکے، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اپنے لئے اور ان کے لئے بھی اعمال صالحہ کئے تھے، تو اللہ تعالی اس کے والدین اور بیوی بچوں کو بھی اس کے ساتھ جنت میں ملا دینے کا حکم فرمائے گا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: اور جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہے، تو ان کی اولاد کو ہم انہی کے ساتھ شامل کر دیں گے۔

جنازہ میں کثرت افراد میت کے لئے نافع ہے

(۲۳)......عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما :... قال : ... سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : ما من رجلٍ مسلمٍ یموتُ فیقومُ علی جنازته اربعون رجلا ' لا یُشرکون بالله شیئا الا شفَّعهمُ الله فیه۔

(مسلم، باب من صلی علیه اربعون ' شفعوا فیه ، رقم الحدیث:۹۴۸)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس کسی مسلمان کی وفات ہوجائے اوراس کے جنازے پر چالیس ایسے لوگ نماز جنازہ پڑھیں جواللہ تعالی کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالی ان کی سفارش ضرور قبول فرماتے ہیں۔

ہدایت کا ذریعہ بننا میت کے لئے نافع ہے

(۲۴)......ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال:..... فو الله ! لان یهدیَ الله بک رجلا [واحدا] خیر لک من ان تکون لک حمرُ النّعم۔

(بخاری، باب فضل من اسلم علی یدیه رجل ، رقم الحدیث:۳۰۰۹۔مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی الله عنه ، رقم الحدیث:۲۴۰۶)

ترجمہ:...... رسول اللہ ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اگر اللہ تعالی تمہارے ہاتھ پر کسی ایک آدمی کو ہدایت دیدیں تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(۲۵)......ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لان یهدی الله علی یدیک رجلا خیر لک مما طلعت علیه الشمس و غربت۔

ترجمہ:......(حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر کسی ایک آدمی کو ہدایت دیدیں تو یہ تمہارے لئے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ (معجم طبرانی کبیر، رقم الحدیث:۹۳۰)

صدقۂ جاریہ بھی من وجہ ایصال ثواب ہے

(۲۶)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انّ مـمّـا يَلحقُ المُؤمنَ من عمله و حسناته بعد موته ' علمًا علَّمه و نشره ' و ولدًا صالحًا تركه ' و مُصحفًا ورَّثه ' أو مسجدًا بناه أو بيتًا لابن السّبيل بناه ' أو نهرًا اجراه أو صدقةً اخرجها من مالهٖ فى صِحَّتهٖ و حياته ' يلحقُه من بعد موته۔

(ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخبر ،كتاب السنة ، رقم الحديث:۲۴۲)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کو اس کے جن اعمال حسنہ کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں: وہ علم دین جس کی تعلیم دے گیا اور پھیلا گیا، اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا، یا قرآن کریم کا وہ نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا، یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (اور تالاب' کنواں) جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے اپنی زندگی میں وہ بنوا گیا، یا اور کوئی صدقہ جس کو اس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا (اور مخلوق کو بعد میں بھی اس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتا رہے گا۔

(۲۷)......عن انس رضى الله عنه : عن ابيه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال : من علّم علما ' فله اجر من عمِل به ' لا يَنقُص من اجر العامل۔

(ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخبر ، كتاب السنة ، رقم الحديث:۲۴۰)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے علم سکھایا تو اس پر عمل کرنے والے کا ثواب اس کو ملے گا' اور عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔

(۲۸)......عن انس رضی الله عنه : انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال: اِنّ الرجل اذا قرأ القرآن فانه يُكسٰى والداه من حُلل الجنّة و يُقال : بِاَخْذِ وَلدِكُمَا الْقرآن۔ (مسند احمد، رقم الحديث:۲۳۳۳۸۔مستدرک حاکم ، رقم الحديث:۲۰۸۶)

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حافظ کے والدین کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ: یہ تمہارے لڑکے کے قرآن یاد کر لینے کی وجہ سے ہے۔

(۲۹)......فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من سنّ فی الاسلام سُنَّةً حسنة فله اجرُها ' و اجر من عمل بها بعده ' من غير ان يَنقُص من اجورهم شیءٌ ، ومن سنّ فی الاسلام سُنّة سيئة كان عليه وِزرُها و وزر من عمل بها بعده ، من غير ان يَنقُص من اوزارهم شیء۔

(مسلم، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة ' الخ ، رقم الحديث:۱۰۱۷)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین اسلام میں جو شخص اچھا طریقہ ایجاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر دیں گے، اور بعد میں جو اس پر عمل کرے گا' اس کا بھی اجر اس کو دیں گے عمل کرنے والے کے اجر میں کمی کئے بغیر، ایسے ہی جو دین اسلام میں بری رسم گھڑے گا' اللہ تعالیٰ اس کا گناہ اس کو دیں گے، اور بعد میں جو اس پر عمل کرے گا ان کا گناہ بھی اسی کے سر ہو گا عمل کرنے والے کے گناہ میں کمی کئے بغیر۔

قبلہ کی عظمت

قبلہ کی عظمت مسلم ہے، بلکہ شعائر اسلام میں سے ہے،قبلہ کی عظمت کی وجہ سے اس کی طرف بیٹھنا' وضو' نماز' تلاوت اور زمزم پینے' وقوف عرفات' سعی' دعا' اور میت کو موت سے پہلے اور موت کے بعد' قبر میں اتارتے وقت' قبر میں لٹاتے وقت' قبلہ رخ ہونے کو مستحب یا فرض قرار دیا گیا۔اور قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا' ناک صاف کرنا' سونے و بیٹھنے میں اس کی طرف پیر کرنا' اس کی طرف منہ کر کے یا پشت کر کے استنجاء' غسل کرنا اور جماع کرنا' یہ تمام مذکورہ باتیں مکروہ ہیں۔اس قسم کے مفید مضامین پر مشتمل یہ ایک مختصر و نافع رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ، اما بعد !

شریعت محمدیہ میں قبلہ کی عظمت مسلم ہے،اوراس کے آداب بھی احادیث میں آئے ہیں،اوراس کی بے تعظیمی وعدم اکرام پر وعید بھی سنائی گئی ہے۔ان آداب وعظمت اور وعید کا تقاضہ یہی ہے کہ مسلمان اس کی عظمت کا ہروقت خیال رکھیں اور ہر ایسے کام سے جو قبلہ کی عظمت کے منافی ہو،احتراز کریں۔علماء نے تفصیل سے ان مواقع کا بیان فرمایا ہے۔ شریعت مطہرہ نے بہت سے اچھے اور پسندیدہ کاموں کے لئے قبلہ رخ ہونے کو پسند فرمایا اور بعض کاموں کے لئے قبلہ رخ ہونے کو مکروہ و غیر مناسب بتایا،مثلاً:

(۱)......عام طور پر بیٹھنے میں استقبال قبلہ ہو تو بہتر ہے۔

(۲)......وضو (عبادت ہے اور نماز کی کنجی ہے اس) کے لئے بھی قبلہ رخ ہونا مستحب ہے۔

(۳)......اذان شعار اسلام ہے،تو اذان کے وقت استقبال قبلہ کو سنت و مستحب کہا۔

(۴)......بچہ کے کان میں اذان دینے کا حکم ہے،اس میں بھی استقبال قبلہ مستحب ہے۔

(۵)......نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔

(۶)......تلاوت کلام پاک کے آداب میں بھی استقبال قبلہ کو بیان کیا گیا۔

(۷)......زمزم کے آداب میں یہ بھی ہے کہ: قبلہ رو ہو کر پیئے۔

(۸)......دعا میں قبلہ رخ ہونا بہتر ہے۔

(۹)......عرفات اور سعی میں قبلہ کا استقبال بہتر ہے۔

(۱۰)......میت اور قبر کے کئی اعمال میں قبلہ رخ ہونے کا حکم ہے۔

(۱۱)......قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے سے روکا گیا، بلکہ اس پر وعید بیان فرمائی گئی۔

(۱۲)......قبلہ کی طرف منہ کر کے ناک صاف کرنے سے روکا گیا۔

(۱۳)......قبلہ کی طرف پیر کر کے سونے سے روکا گیا۔

(۱۴)......بچہ کو بھی سلاتے وقت قبلہ کی طرف پاؤں کرنے سے والدین کو روکا گیا۔

(۱۵)......استنجاء کے وقت استقبال قبلہ سے منع کیا گیا۔

(۱۶)......بچوں کو بھی پیشاب و پاخانہ کے وقت قبلہ رخ کرنے سے منع کیا گیا۔

(۱۷)......غسل کے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ کرنا منع ہے۔

(۱۸)......قبلہ کی طرف چہرہ اور پیر کر کے ہمبستری سے بھی روکا گیا۔

ان مثالوں سے واضح ہے کہ شریعت نے بعض کاموں کے لئے قبلہ رخ ہونے کو پسند نہیں فرمایا، اسی طرح قبلہ کی طرف پیر کرنے سے علماء نے روکا، بلکہ اسے مکروہ تحریمی تک لکھا ہے۔ اور علماء کا یہ ارشاد قبلہ کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے قرین قیاس ہے۔

بقیع میں ایک نگران کا قبلہ کی طرف پاؤں نہ کرنے پر تنقید کرنا

کچھ عرصہ پہلے جنت البقیع میں جانے کا اتفاق ہوا، تو ایک صاحب جو بظاہر عرب تھے، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عجمی ہیں، ازواج مطہرات کی قبروں کے بالکل قریب کھڑے ہیں، ان کا کام یہ ہے کہ زائرین کو قبرستان کی زیارت کے آداب سکھائے، اور غلط و ناجائز امور کے ارتکاب سے روکے، مگر وہ صاحب بجائے آداب کے یہ بیان فرما رہے تھے کہ: کون کہتا ہے کہ قبلہ کی جانب پاؤں کرنا منع ہے، قبلہ کی عظمت دل میں ہونی چاہئے، ظاہر سے اس کا کوئی تعلق نہیں، مجھے ان صاحب کی بات سن کر بڑی تکلیف ہوئی اور تعجب ہوا کہ ایسے حضرات امت کی رہبری کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔ یہ جگہ اور اس وقت میں

مناسب یہ تھا کہ قبرستان کی زیارت کے آداب اورآخرت کی فکر اورموت کی یاد وغیرہ کی ترغیب دی جاتی اورزائرین کا ذہن بنایا جاتا،مگر یہاں تو مقصد احناف کی مخالفت ہے، جو موقع ہاتھ آجائے اس کو ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے ، اور بہانہ تلاش کر کر کے احناف پر اعتراضات کئے جائیں،اورعوام کو بہکایا جائے کہ تقلید شرک ہے۔

اس واقعہ کو دیکھ کرخیال آیا کہ ایک مختصر سا رسالہ اس موضوع پر لکھوں جس میں قبلہ عظمت اور پیر پھیلانے کی برائی وغیرہ بیان ہو۔الحمد للہ یہ مختصر رسالہ اسی دلی تمنا کا نتیجہ ہے، اللہ تعالی اسے قبول فرمائے ،اوران حضرات کو بھی جو جان کر یا انجانے میں اس مکروہ فعل کے مرتکب ہورہے ہیں،توبہ کی توفیق نصیب فرمائے،آمین۔

بعض اہل ایشیا کا عرب مما لک جا کر حنفیت سے انحراف کا غیر معقول عمل

عربوں میں اس کا رواج بہت بڑھ رہاہے،اوران میں قبلہ کی عظمت تقریبا ختم ہورہی ہے،اللہ ہی خیر فرمائے۔ ہمارے بعض احباب بھی حرمین شریفین جا کر بعض ایسی باتوں پر عمل شروع کردیتے ہیں جوصحیح نہیں ہیں،بعض حضرات نے آمین بالجہر شروع کردی،بعض رفع یدین کرنے لگے،اورایسے توکئی حضرات نظر آئے جو وہاں برسوں سے رہتے ہیں اور مقیم ہوگئے ہیں،ان میں تو سہولت پسندی اورمسلک احناف سے انحراف کھلے طور پر دیکھا گیا۔تعجب ہے کہ عرب مما لک میں رہ کراپنی زبان نہ چھوڑی،خاندانی عصبیت نہ چھوڑی، بہت سے لوگوں نے اپنا لباس تک نہ چھوڑا،چھوڑ دیا تو صرف حنفیت کو۔عرب حضرات کی بہت سی عمدہ خصلتیں اورعادتیں جواپنانی چاہئے تھیں،مثلا:ان کی سخاوت‘ حتی الامکان گالی گلوچ سے احتیاط،غصہ میں بھی درود شریف کا ورد،عین لڑائی کے وقت ذکراللہ کی ترغیب سےلڑائی سے باز آجانا،نماز باجماعت کا اہتمام وغیرہ ذلک‘ کونہ اپنایا۔

بعض اہل عرب میں قرآن کے ادب کا مفقود ہونا

بعض عربوں میں قرآن کریم کا ادب بھی تقریبا مفقود ہو چکا ہے، زمین پر قرآن پاک کو رکھ دینا، جوتے کے ساتھ قرآن پاک کو رکھ دینا، بعض بے ادب کو دیکھا گیا کہ سر کے نیچے قرآن کریم کو رکھ کر سو رہے ہیں، ان کاموں میں عربوں کا اتباع ناجائز وحرام ہے۔

قرآن بیت اللہ سے، اور قرآن کا غلاف' غلافِ کعبہ سے افضل ہے

حدیث شریف میں ہے کہ:

(۱)......القرآن احب الی اللہ تعالی من السمٰوات والارض ومن فیھن۔

ترجمہ:......قرآن کریم اللہ تعالی کے نزدیک آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان سب سے زیادہ محبوب ہے۔(کنز العمال ، تلاوۃ القرآن و فضائلہ ، رقم الحدیث:۲۳۶۳)

اس حدیث کی وجہ سے علماء لکھتے ہیں کہ: قرآن کریم کا بیت اللہ سے افضل ہونا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔(فتاوی محمودیہ ص۵۷۹ ج۳،طبع جامعہ فاروقیہ کراچی)

قرآن کریم کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ: علماء نے لکھا ہے کہ:

جو غلاف (جزدان) قرآن کریم سے متصل ہے وہ غلاف بیت اللہ سے افضل ہوگا، یہ بات الگ ہے کہ غلاف بیت اللہ پر کلمہ شریف یا کوئی آیت لکھی ہو تو اس کی وجہ سے اس کو افضلیت ہو جائے۔(فتاوی محمودیہ ص۵۷۹ ج۳،طبع جامعہ فاروقیہ کراچی)

اللہ تعالی ہمارے عوام کو جو حرمین شریفین اور عرب ممالک کا سفر کرتے ہیں، صحیح باتوں کو اپنانے اور نامناسب باتوں سے احتراز کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

قبلہ شعائرِ اسلام میں سے ہے......شعائر کتنے ہیں؟

قبلہ:......ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف رخ کیا جائے:’’کل ما یستقبل‘‘۔

(القاموس المحیط ص۱۳۵)

شریعت کی اصطلاح میں ’’کعبہ‘‘ مراد ہے کہ نمازیں اسی کی طرف رخ کرکے ادا کی جاتی ہیں۔(قاموس الفقہ ص۴۶۹ ج۴)

کعبہ شریف معظم ہے، اور استنجاء کے وقت قبلہ کی طرف استقبال و استدبار تعظیم کعبہ کے منافی ہے۔

(۱)......اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾۔

ترجمہ:......اور جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے، تو یہ بات دلوں کے تقوی سے حاصل ہوتی ہے۔(پ:۱۷/سورۂ حج، آیت نمبر:۳۲)

(۲)......اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ﴾۔

(پ:۷/سورۂ مائدہ، آیت نمبر:۹۷)

ترجمہ:......اللہ نے کعبے کو جو بڑی حرمت والا گھر ہے لوگوں کے لئے قیام امن کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

(۳)......اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾۔

ترجمہ:......اور جو شخص ان چیزوں کی تعظیم کرے گا جن کو اللہ نے حرمت دی ہے، تو اس کے حق میں یہ عمل اس کے پروردگار کے نزدیک بہت بہتر ہے۔(پ:۱۷/سورۂ حج، آیت نمبر:۳۰)

قبلہ بھی شعائرِ اسلام میں داخل ہے، اور شعائر کی تعظیم کا حکم قرآن کریم نے دیا ہے، اس لئے قبلہ کی تعظیم بھی شعائرِ اسلام میں داخل ہے۔

شعائر کے معنی اور شعائر کیا کیا ہیں؟

شعائر :......شعیرہ کی جمع ہے، اس کے معنی ہے : علامت۔حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ: شعائر چھ ہیں: صفا' مروہ' قربانی کے اونٹ' جمار(شیطانوں کو مارنے کی کنکریاں)مسجد حرام' میدان عرفات اور حجر اسود۔اوران کی تعظیم کا معنی یہ ہے کہ: ان کے متعلق تمام افعال حج کو کمال کے ساتھ کیا جائے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت حسن بصری' امام مالک اور ابن زید رحمہم اللہ کا فرمان ہے کہ: منیٰ' عرفہ' مزدلفہ' صفا' مروہ اور بیت اللہ وغیرہ تمام مواضع حج شعائر اللہ ہیں۔

(روح المعانی ص۲۲۳ ج ۱۷،مطبوعہ دارالفکر بیروت' ۱۴۱۷)

شعائر :......شعیرۃ یا شعارۃ کی جمع ہے،جس کے لغوی معنی علامت کے ہیں۔اوراصطلاح میں شعیرہ وہ نشانی ہے جواس چیز کو بتاتی ہے جس کے لئے وہ مقرر کی گئی ہے، جیسے منارہ' مسجد کی مخصوص علامت ہے۔اور شرعی ڈاڑھی مسلمان ہونے کی نشانی ہے۔اسی طرح وہ اعمال' اماکن اور احکام جو دین اسلام کی علامتیں اور پہچان ہیں وہ سب شعائر اللہ ہیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ص۴۰۷ ج۱، باب: ۷ رشعائر اللہ کی تعظیم کا بیان)

مناسک حج کی تمام علامات کو شعائر حج کہتے ہیں،جن میں: کعبہ کا طواف' صفا اور مروہ کی سعی' رمی جمار'اور زمزم کا پانی قبلہ رو کھڑے ہو کر ادب سے پینا بھی شعائر اللہ کی تعظیم میں داخل ہے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ: شعائر اللہ کا معنی ہے: اللہ کی نشانیاں' اللہ کے نام کی چیزیں۔اور ایک قول یہ ہے کہ: جو چیزیں عبادت کی جگہ ہوں یا عبادت کا زمانہ ہوں یا عبادت کے کام ہوں' وہ سب شعائر اللہ ہیں۔جگہ کے اعتبار سے: کعبہ' میدان عرفات' مزدلفہ' جمار ثلاثہ' صفا اور مروہ' منیٰ اور تمام مساجد شعائر اللہ ہیں۔اور زمانہ کے اعتبار سے:

رمضان' حرمت والے مہینے (ذوالقعدہ' ذوالحج' محرم اور رجب) عیدالفطر' عیدالاضحیٰ' جمعہ اور ایام تشریق یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ اور عبادت کے افعال مثلاً: اذان' اقامت' نماز کی جماعت' نماز جمعہ' نماز عیدین یہ سب شعائر اللہ ہیں۔

(تبیان القرآن ص ۷۴۸ ج ۷۔ تفسیر عزیزی اردو ص ۸۹۴ ج ۲، تحت آیت ﴿من شعائر الله﴾)

ختنہ بھی شعائر اسلام میں سے ہے۔ ''درمختار'' مسائل شتی میں ہے:

''والاصل ان الختان سنة كما جاء في الخبر وهو من شعائر الاسلام و خصائصه''۔ (الدر المختار مع الشامی ص ۴۸۰ ج ۱۰، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

علماء لکھتے ہیں کہ:

ختنہ شعائر اسلام اور اس کے خصائص میں سے ہے اور خالص اسلامی علامت ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۴۴ ج ۱)

ختنہ کرانا سنت ہے اور وہ شعار اسلام میں سے ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۲۶۲ ج ۱۶)

ختنہ شعائر اسلام میں شمار ہوتا ہے' جو شرعاً ہر مسلمان کے ذمے لازمی ہے۔

(فتاوی حقانیہ ص ۴۶۶ ج ۲)

بڑے شعائر اللہ چار ہیں......شعائر اللہ کیا ہیں؟

شعائر اللہ بہت ہیں، البتہ بڑے اور اہم شعائر اللہ چار ہیں: (۱): قرآن کریم، (۲): کعبہ، (۳): نبی، (۴): اور نماز۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ص ۷۰۹ ج ۱، باب: ۷ر شعائر اللہ کی تعظیم کا بیان)

شعائر اللہ سے مراد وہ ظاہری اور محسوس چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالی نے اس لئے مقرر کیا

ہے کہ لوگ ان کے ذریعہ اللہ تعالی کی عبادت کریں اور دین سے ان چیزوں کا ایسا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ لوگ ان کی تعظیم کو اللہ تعالی کی تعظیم سمجھتے ہیں اور ان کے حق میں کوتاہی کو اللہ تعالی کے معاملہ میں کوتاہی تصور کرتے ہیں۔مثلا بے عمل مسلمان بھی قرآن پاک کو چومتے ہیں، سر پے رکھتے ہیں، اور کبھی ہاتھ سے گر جائے تو نہایت پریشان ہوتے ہیں اور اس کا کفارہ دریافت کرتے ہیں، کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم لوگوں کے دلوں میں ایسی رچ بس گئی ہے کہ وہ نکل ہی نہیں سکتی، الا یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ص ۵۰۷ ج ۱، باب: ۷/شعائر اللہ کی تعظیم کا بیان)

شرف، سرداری اور کرامت والی مجلس وہ ہے جو قبلہ کی طرف ہو

(۲)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اکرَم المجالس ما استُقبِل به القبلة ۔(المقاصد الحسنة ص ۱۴۱، حرف الهمزة ، رقم الحدیث:۱۵۳۔طبرانی اوسط، رقم الحدیث:۸۳۶۱)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کرامت والی مجالس وہ ہیں جن میں قبلہ کی طرف منہ ہو۔

تشریح:......ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کے بارے میں حدیث میں ہے کہ: آپ ﷺ وعظ وخطبہ کے وقت قبلہ کی طرف پشت فرماتے تھے، لیکن علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ان پر تعاقب کیا اور فرمایا کہ: آپ ﷺ کا یہ عمل اس لئے تھا کہ آپ کو لوگوں کی طرف متوجہ ہونا تھا۔

(المقاصد الحسنة ص ۱۴۱، رقم الحدیث:۱۵۳۔ کشف الخفاء ص ۱۵۳ ج ۱، رقم الحدیث:۵۰۵)

(۳)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلی الله علیه

وسلم : انّ لكلّ شيء شرفا و ان شرف المجالس ما استقبل به القبلة ـ

(المقاصد الحسنة ص۱۴۱، حرف الهمزة ، رقم الحديث:۱۵۳ـ طبرانی اوسط)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کے لئے کوئی شرافت ہوتی ہے، اور مجلس کی شرافت قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے۔

(۴)......عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انّ لكلّ شيء سيدا و سيد المجالس قبالة القبلة۔

(المقاصد الحسنة ص۱۴۹، حرف الهمزه ،رقم الحديث:۱۵۳ـ طبرانی اوسط، رقم الحديث:۲۳۷۵)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کے لئے سرداری ہوتی ہے، اور مجلس کی سرداری قبلہ کی طرف متوجہ ہونا ہے، (یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے)۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان روایات سے مستقبل قبلہ بیٹھنے کا ندب ثابت ہوتا ہے، بلکہ اگر بعض طرق کے اعتبار سے ضعف بھی مان لیا جاوے تب بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی کافی ہے۔

(امداد الفتاوی ص ۵۸ ج ۴، قرآن مجید، قبلہ اور دیگر قابل تعظیم اشیاء کے احکام)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر قبلہ رخ بیٹھتے تھے

قبلہ کی عظمت کی وجہ سے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل حدیث میں آیا ہے کہ:

(۵)......كان اكثر جلوس عبد الله بن عمر وهو مستقبل القبلة ـ

(الادب المفرد (مترجم) ص۶۷۹، باب استقبال القبلة ، رقم الحديث:۱۱۳۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، اکثر قبلہ رخ بیٹھتے تھے۔

تشریح:......اس حدیث سے قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے کے اہتمام کی فضیلت معلوم ہوئی۔

قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو کرنا مستحب ہے

علماء نے وضو کے آداب میں استقبال قبلہ کو مستحب لکھا ہے، نور الایضاح میں ہے:

''واستقبال القبلة''۔(نورالایضاح، فصل : من آداب الوضوء اربعة عشر شیئا)

اذان کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا مسنون ہے

اذان کے آداب میں سے ہے کہ اذان قبلہ کی طرف منہ کر کے دی جائے، اس لئے کہ اذان کی مشروعیت پر حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جو خواب دیکھا تھا، اس میں صراحت ہے کہ فرشتے نے قبلہ رو ہو کر اذان دی۔ ایک طویل حدیث میں ہے:

(۶)......قال : فجاء عبد الله بن زید رجل من الانصار ، وقال فیه : فاستقبل القبلة ، قال: الله اکبر ، الخ۔(ابوداؤد ص۸۵ ج۱، باب کیف الاذان ، رقم الحدیث:۵۰۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن زید انصاری آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا (اس روایت میں ہے) کہ: اس فرشتہ نے قبلہ کی طرف رخ کر کے کہا: الله اکبر۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت پر باب ہی یہ قائم فرمایا ہے: ''باب استقبال القبلة بالاذان والاقامة''۔(سنن کبری بیہقی ص۵۷۶ ج۱، رقم الحدیث:۱۸۳۸)

(۷)......واخرج ابن عدی فی " الکامل " عن عبد الرحمن بن سعد بن عمار بن سعد القرظ ، حدثنی ابی عن آبائه : ان بلالا کان اذا کبر بالاذان استقبل القبلة۔

(الکامل فی الضعفاء ص۳۱۳ ج۴۔نصب الرایة تخریج احادیث الهدایة ص۳۴۹ ج۱، باب الاذان)

ترجمہ:......حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اذان کے لئے اللہ اکبر کہتے تو قبلہ کی طرف رخ

فرماتے۔

''مصنف ابن شیبہ''میں بھی باب ہے: من كان يقول : اذا اذّن المؤذن استقبل القبلة۔اوراس کے تحت کئی آثار نقل فرمائے ہیں۔

(۸)......عن الحسن و محمد قالا : اذا اذّن المؤذن استقبل القبلة۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ:جب مؤذن اذان دےتو قبلہ کی طرف رخ کرے۔

(۹)......عن الحسن و محمد : انه كان يعجبهما اذا اذّن المؤذن ان يستقبل القبلة۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ پسند فرماتے تھے کہ:جب مؤذن اذان دےتو قبلہ کی طرف رخ کرے۔

(۱۰)......عن ابراهيم : انه قال في المؤذن:...... ويستقبل القبلة۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ مؤذن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:(جب مؤذن اذان دےتو) قبلہ کی طرف رخ کرے۔

(۱۱)......عن ابراهيم قال : يستقبل المؤذن باوّل اذانه والشهادة والاقامة القبلة۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:مؤذن اذان کے شروع ہی سے اور شہادت کے وقت اور اقامت کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرے۔

(۱۲)......حدثنا ابو مطر الجُعفِي قال : اذنت مرارا ' فقال لي سويد : اذا اذّنت فاستقبل القبلة ' فانه من السنة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۴۴ ج۱، من كان يقول : اذا اذّن المؤذن استقبل القبلة ، رقم الحديث:۲۲۴۳//۲۲۴۴/۲۲۴۵/۲۲۴۶/۲۲۴۷)

ترجمہ:......حضرت ابو مطر جعفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے کئی مرتبہ اذان دی، مجھ سے حضرت سوید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جب اذان کہو تو قبلہ کی طرف رخ کرو، اس لئے کہ یہ سنت ہے۔

''مصنف عبدالرزاق'' میں بھی باب ہے : باب استقبال القبلة و وضعه اصبعيه في اذنيه۔ اوراس کے تحت کئی آثار نقل فرمائے ہیں۔

(۱۳)......عن ابن جريج قال : قلت لعطاء : أيُؤَذِّن المؤذِّن مستقبل القبلة ؟ قال : نعم۔ (مصنف عبدالرزاق ص۴۶٦ ج۱، رقم الحديث:۱۸۰۲)

ترجمہ:......حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: کیا مؤذن قبلہ کی طرف رخ کرے؟ فرمایا: ہاں۔

فقہاء نے اس مسئلہ کو لکھا ہے، ''ہدایہ'' میں ہے: ويستقبل بهما القبلة۔

(ہدایہ ج۱، باب الاذان ، رقم الحديث:۵۰۷۔ اثمار الہدایہ ص۳۳۴ ج۱)

یعنی اذان اور اقامت دونوں میں قبلہ کی طرف چہرہ کرے۔

''نورالایضاح'' میں ہے: و يستحب ان يكون المؤذن.....مستقبل القبلة الا ان يكون راكبا۔ (ثمرۃ النجاح علی نورالایضاح ص۲۳۰ ج۱، باب الاذان)

اور مؤذن کے لئے مستحب ہے کہ:.....قبلہ کی طرف چہرہ کرے، الا یہ کہ سوار ہو۔

بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھی چہرہ قبلہ رخ ہونا چاہئے

علماء نے لکھا ہے کہ: بچہ کے کان میں اذان دیتے وقت بھی قبلہ کی طرف چہرہ کرے۔

''وقال الرافعی رحمه الله تعالى : قال السندى رحمه الله تعالى : فيرفع المولود عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ، الخ۔ (التحرير المختار ص۴۵ ج۱)

’’خیر الفتاوی‘‘ میں ہے:

نومولود کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رو کھڑے ہوں۔(خیر الفتاوی ص۲۲۳ ج۲)

سوال:...... بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اذان از روئے شرع ثابت ہے‘ وہ کماً اور کیفاً مثل اذان صلوۃ ہے، یا اس میں کچھ فرق ہے؟

الجواب:...... کماً مثل اذان صلوۃ ہے، مگر کیفاً اس میں رفع صوت نہیں، اس لئے کانوں میں انگلیاں دینا بھی مسنون نہیں، کیونکہ اس سے مقصد رفع صوت ہے، بقیہ کیفیات مثلا: استقبال قبلہ‘ یمینا وشمالا التفات اور ترسل وغیرہ اذان صلوۃ کی طرح مولود میں بھی مسنون ہیں۔(احسن الفتاوی ص ص ۲۷۷ ج۲)

نماز میں رخ قبلہ کی طرف کرنا

نماز جیسی اہم عبادت میں استقبال قبلہ کو ضروری قرار دیا گیا، اور بغیر استقبال قبلہ کے نماز ہی نہیں ہوتی (الا یہ کہ حالت سفر میں سواری پر ہو)۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾۔(پارہ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۴۴/)

ترجمہ:......اور (آئندہ) جہاں کہیں تم ہو‘ اپنے چہروں کا رخ (نماز پڑھتے ہوئے) اسی کی طرف رکھا کرو۔

’’بخاری شریف‘‘ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ: آپ ﷺ نے ایک صاحب کو نماز کا طریقہ سکھلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(۱۴)......اذا قمت الی الصلوۃ فاسبغ الوضوء‘ ثم استقبل القبلۃ۔

(بخاری، باب اذا حنث ناسیا فی الأیمان، کتاب الایمان النذور، رقم الحدیث:٦٦٦٧۔ مسلم، باب وجوب قراء ۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ، رقم الحدیث:۳۹۷)

ترجمہ:...... جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو (یعنی نماز کا ارادہ کرے) تو اچھی طرح وضو کر، اور پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔

حالت سجدہ میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں

نماز میں قبلہ کی طرف تو رخ کرنا ہی ہے، مگر حالت سجدہ میں آدمی کا چہرہ زمین کی طرف ہوتا ہے، اور من وجہٍ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا تو شریعت نے خاص اہتمام فرمایا کہ حالت سجدہ میں جب چہرہ قبلہ کی طرف نہ ہو تو کم از کم ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

(۱۷)......قال ابو حميد الساعدى رضى الله عنه : انا كنت احفظكم لصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم .....فاذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل باطراف اصابع رجليه القبلة ۔

(بخاری ص۱۱۴ ج۱، باب سنة الجلوس فى التشهد ، رقم الحديث:۸۲۸)

ترجمہ:......حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ جانتا ہوں.....پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اس طرح زمین پر رکھ دیتے کہ نہ انہیں خوب پھیلاتے اور نہ ہی ان کو سکیڑتے (بلکہ اعتدال سے رکھتے) اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب کر دیتے تھے۔

(۱۵)......قال ابو حميد الساعدى رضى الله عنه : انا كنت احفظكم لصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم .....فاذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل باطراف اصابعه القبلة۔

(صحیح ابن خزیمہ ص۳۴۷ ج۱، باب استقبال اصابع اليدين من القبلة فى السجود ، رقم الحديث: ۶۴۳)

ترجمہ:......حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ جانتا ہوں.....پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اس طرح زمین پر رکھ دیتے کہ نہ انہیں خوب پھیلاتے اور نہ ہی ان کو سکیڑتے (بلکہ اعتدال سے رکھتے)اور انگلیوں کو قبلہ کی جانب کر دیتے تھے۔

(۱٦)......عن حفص بن عاصم قال : صليت الى جنب ابن عمر رضى الله عنهما ' ففرّجتُ بين اصابعي حين سجدت ، فقال : يابن اخى! اضمم اصابعک اذا سجدت واستقبل القبلة ، الخ۔ (مصنف عبدالرزاق ص۱۷۲ ج۲، باب السجود ، رقم الحديث:۲۹۳۳)

ترجمہ:...... حضرت حفص بن عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے : فرماتے ہیں کہ : میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پڑوس میں نماز پڑھی، جب میں نے سجدہ کیا تو اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھا، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے بھتیجے! جب سجدہ کرو تو اپنی انگلیوں کو ملالیا کرو، اور انہیں قبلہ کی طرف کرلیا کرو۔

تشہد کے وقت انگلی کا اشارہ قبلہ رخ کرنا

تشہد میں اشارہ کے وقت انگلی کو بالکل اس طرح سیدھی نہ اٹھائے کہ رخ آسمان کی طرف ہو جائے، بلکہ اس طرح اٹھائے کہ قبلہ کی طرف مائل رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک صاحب کو نماز میں کنکری سے کھیلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اس طرح نہ کرو بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اس طرح پڑھو، اور اس میں اشارہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(۱۸)......واشار باصبعه التى تلى الابهام فى القبلة ، الخ۔

(نسائی ص۱۷۳، باب موضع البصر فی التشهد ، رقم الحديث:۱۱٦۱)

ترجمہ:......اور انگوٹھے سے ملی انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔

قاعدہ میں بیٹھتے وقت بھی انگلیاں قبلہ رو ہوں

قاعدہ میں بیٹھتے وقت بھی انگلیاں قبلہ رو ہونی چاہئے، امام نسائی رحمہ اللہ نے اس پر مستقل باب قائم فرما کر یہ حدیث نقل کی ہے:

(۱۹)......عن عبد الله بن عمر قال : من سنة الصلوة ان تَنصب القدم اليمنى واستقباله باصابعهما القبلة والجلوس على اليسرى ۔(نسائی ص۱۷۳، باب الاستقبال باطراف اصابع القدم القبلة عند القعود للتشهد ، رقم الحديث:۱۱۵۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نماز کی سنت یہ ہے کہ(قاعدہ میں)دائیں پیر کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں، اور بائیں پیر پر بیٹھے۔

قرآن کریم کی تلاوت کے وقت قبلہ رو چہرہ کرنا آداب میں سے ہے

امام غزالی رحمہ اللہ نے تلاوت کے ظاہری دس آداب میں سے ایک قبلہ رخ ہونا بھی لکھا ہے۔(احیاء العلوم اردو ص۴۳۴ ج۱، دوسری فصل: تلاوت کے ظاہری آداب عشرہ)

’’تبیان القرآن‘‘ میں ہے: قبلہ کی طرف منہ کر کے تلاوت کرے، حدیث میں ہے کہ:

(۲۰)......بہترین نشست وہ ہے جس میں منہ قبلہ کی طرف ہو۔

(مقدمہ: تبیان القرآن ص۵۴ ج۱، قرآن مجید کو پڑھنے اور سننے کے احکام' آداب اور بعض ضروری مسائل)

’’فتاوی عالمگیری‘‘ میں آداب تلاوت کے بیان میں ہے کہ:

’’رجل اراد ان يقرأ القرآن ' فينبغي ان يكون على احسن احواله ' يلبس صالح ثيابه ' ويتعمم ' ويستقبل القبلة ' لان تعظيم القرآن والفقه واجب‘‘۔

یعنی جو آدمی قرآن کریم کی تلاوت کا ارادہ کرے تو مناسب ہے کہ بہتر احوال میں ہو،

عمدہ لباس پہنے، عمامہ باندھے، اور قبلہ کی طرف رخ کرے، اس لئے کہ قرآن کریم اور فقہ کی تعظیم واجب ہے۔(فتاوی عالمگیری ص۳۱۶ ج ۵، کتاب الکراھیة ، الباب الرابع :رشیدیہ)

زمزم قبلہ رخ ہوکر پینا مستحب ہے

زمزم پینے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منھ کرے۔

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: میں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کی خدمت میں آیا، آپ نے ان سے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: زمزم پی کر آیا ہوں، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا: زمزم پینے کے آداب کا اہتمام کیا؟ انہوں نے پوچھا زمزم پینے کے آداب کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: زمزم پیو تو قبلہ کی طرف منھ کرو، اللہ کا نام لو، تین سانس میں پیو، خوب سیر ہوکر پیو، جب فارغ ہوتو الحمد للہ پڑھو، آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ زمزم کو سیر ہوکر نہیں پیتے۔

(۲۱)......عن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی الله عنه قال: كنت عند ابن عباس جالسا فجاءه رَجُل، فقال لَه : مِنْ اَيْنَ جِئْتَ ؟ فَقَالَ : من زَمْزَمَ ، قَال: فَشَرِبْتَ مِنْهَا كَمَا يَنْبَغِي؟ قَالَ : وَكَيْفَ ؟ قَالَ: اِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا : فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ، وَتَنَفَّسْ ثَلاَثاً ، وَتَضَلَّعْ مِنْهَا ، فَاِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : ((انّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ اِنَّهُمْ لا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ))۔(سنن ابن ماجہ، مناسک ، باب الشرب من زمزم ، رقم الحديث: ۳۰۶۱)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بیر زمزم پر آئے اور زمزم سے پینے کے لئے پانی طلب کیا تو قبلہ کی طرف رخ فرمایا۔

''ولما اتی الامام الحجة عبد الله بن مبارک رحمه الله زمزم واستسقی منه شربة ثم استقبل القبلة''الخ۔(فضل مبین ترجمہ حصن حصین۲۸۶، المنزل الرابع)

نوٹ:......زمزم پینے کے آداب کے لئے دیکھئے!راقم کارسالہ''زمزم''اور''تحفۂ حرم''۔

قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا کرنا

قبلہ کی عظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ علماء نے دعا کے آداب میں لکھا ہے کہ:قبلہ روہوکر دعا کرے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے تو''کتاب الدعوات''میں مستقل ایک باب قائم فرمایا ہے:''باب الدعاء مستقبل القبلة''۔

نوٹ:......امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے تحت جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں استقبال قبلہ کا ذکر نہیں ہے،شارحین نے اس کی وجوہات لکھی ہیں وہ اپنی جگہ،مگر امام بخاری رحمہ اللہ''کتاب الحج''میں استقبال قبلہ کی طرف دعا کی روایت لائے ہیں۔

دیکھئے!بخاری، باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلة و یُسهِل ، باب رفع الیدین عند جمرة الدنیا والوسطی' باب الدعاء عند الجمرتین، رقم الحدیث : ۱۷۵۳/۱۷۵۲/۱۷۵۱۔

اگر اس باب کے تحت ان روایتوں میں سے کوئی ایک نقل فرمادیتے تو شارحین کو زیادہ تاویلات کی مشقت اٹھانے کی زحمت گوارہ نہ کرنی پڑتی۔

اور دوسری احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ رو ہو کر دعا کرنا ثابت ہے۔''مسلم شریف'' کی ایک حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(۲۲)......لما کان یوم بدر نظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المشرکین .. .. فاستقبل نبی الله صلی الله علیه وسلم القبلة ' ثم مدّ یدیه ' فجعل یهتف بربّه۔

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا‘.....پھر نبی کریم ﷺ نے قبلہ رخ ہوکر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو پکارنے لگے۔

(مسلم، باب الامداد بالملا ئکة فی غزوة بدر ‘ واباحة الغنائم ،کتاب الجهاد ، رقم الحديث: ۱۷۶۳)

(۲۳)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال : استقبل النبی صلی الله علیه وسلم الكعبة ‘ فدعا علی نفر من قریش، الخ۔

(بخاری، باب دعاء النبی صلی الله علیه وسلم علی كفار قریش الخ ، رقم الحديث:۳۹۶۰)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا، پھر قریش کی ایک جماعت کو بددعا دی۔

(بخاری، باب دعاء النبی صلی الله علیه وسلم علی كفار قریش الخ ، رقم الحديث:۳۹۶۰)

(۲۴)......انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم كان اذا رمی الجمرة التی تلی مسجد منی ‘ یرمیها بسبع حصیات ‘ یكبّر كلّما رمی بحصاة ‘ ثم تقدّم امامها ‘ فوقف مستقبل القبلة ‘ رافعا یدیه یدعوا ‘ وكان یطیل الوقوف ، ثم یأتی الجمرة الثانیة ‘ فیرمیها بسبع حصیات ‘ یكبّر كلّما رمی بحصاة ‘ ثم ینحدر ذات الیسار ممّا یلی الوادی ‘ فیقف مستقبل القبلة رافعا یدیه یدعو، الخ۔

(بخاری، باب الدعاء عند الجمرتين ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۷۵۳)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ جب اس جمرہ کو رمی کرتے جو مسجد منی کے قریب ہے تو اس کو سات کنکریاں مارتے‘ اور جب بھی کنکری مارتے تو اللہ اکبر پڑھتے، پھر اس کے آگے بڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے ٹھہر جاتے‘ اور دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کرتے‘ اور وہاں کافی دیر

ٹھہرے رہتے، پھر دوسرے جمرہ پر آتے' پس اس کو سات کنکریاں مارتے' اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر پڑھتے، پھر بائیں جانب وادی کے قریب اترتے، پھر وہاں قبلہ کی طرف منہ کرے کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کرتے۔

(۲۵)......عن ابی هريرة قال : استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم القبلة وتَهَيَّأَ ورفع يديه و قال اللهم اهد دوسا وائتِ بهم۔

(کتاب رفع الیدین فی الصلوۃ ص۱۴۰، الدعاء لدوس ، رقم الحدیث:۱۵۳)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! (قبیلہ) دوس کو ہدایت عطا فرما اور ان کو لے آ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا تفصیلی قصہ آیا ہے' جس میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا اور اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو اس وادی میں چھوڑنے کا ذکر ہے جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی درخت، اس میں ہے کہ: حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ثنیہ (پہاڑی) پر پہنچے جہاں سے لوگ ان کو نہیں دیکھ رہے تھے، تو انہوں نے بیت اللہ کی طرف اپنا چہرہ کیا، پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی۔

(۲۶)......ثم رجعت ' فانطلق ابراهيم حتى اذا كان عند الثنية حيث لا يرونه استقبل بوجهه البيت ، الخ۔

(بخاری ص۴۷۴ ج۱، باب ﴿یزفون﴾ النسلان فی المشی ، رقم الحدیث:۳۳۶۴)

(۲۷)......عبد الرحمن بن طارق اخبره عن امّه : ان رسول الله صلى الله عليه

وسلم كان اذا جاز مكانا من دار يعلى – نسيه عبيد الله – استقبل البيت فدعا۔

(ابوداوٗد، باب طواف الوداع ، رقم الحديث:۲۰۰۷۔نسائی، باب الدعاء عند رؤية البيت ، رقم الحديث:۲۸۹۹)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن طارق رحمہ اللہ اپنی والدہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب یعلی کے مکان سے آگے بڑھتے تو کعبہ کی طرف منہ کرکے دعا مانگتے۔

تشریح:......رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے واپسی پر جب داریعلی کے ایک خاص حصہ سے گذرتے تو وہاں ٹھہر کر بیت اللہ شریف کا استقبال کرکے دعا مانگتے تھے۔(حضرت) عبیداللہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ: وہ جگہ اب مجھے یادنہیں رہی کہ کونسی ہے؟ آپ راستہ میں اس مقام پر پہونچ کرٹھہرکر کیوں دعا مانگتے تھے، اس کی طرف امام نسائی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب کے ذریعہ اشارہ فرمایاہے، وہ یہ کہ اس جگہ سے بیت اللہ شریف نظرآتا ہے، اس لئے آپ ﷺ اس کودیکھ کروہاں دعا مانگتے تھے۔(الدرالمنضود ص۲۹۷ج۳)

''نسائی شریف'' کی روایت میں بجائے''جاز'' کے''جاء'' ہے۔معنی کے اعتبار سے دونوں صحیح ہیں۔

نوٹ:......صاحب نعم الباری' نے یہ حدیث نقل کی ہے،مگر ماں کے بجائے والد کا ذکرکردیا ہے، یعنی :عبدالرحمٰن بن طارق از والد خود روایت کرتے ہیں۔اورحوالہ''ابوداوٗد'' اور ''نسائی'' کا دیاہے۔

(نعم الباری ص۵۵۵ج۱۳، باب الدعاء مستقبل القبلة ، تحت رقم الحديث:۶۳۴۳)

جبکہ''ابوداوٗد''اور''نسائی'' دونوں میں''عن امه '' کی صراحت ہے۔ویسے''مسنداحمد''

میں یہ روایت ’’عن ابیه‘‘ سے آئی ہے، ممکن ہے کہ مصنف نعم الباری کی نظر سے ’’مسند احمد‘‘ گذری ہو، اس لئے انہوں نے ’’از والد خود لکھ دیا‘‘ مگر ’’مسند احمد‘‘ کے محقق نے حاشیہ میں ’’عن امّه‘‘ پرصواب کا حکم لگایا ہے۔ (حاشیہ: بذل المجہود ص۵۰۷ ج۷)

(۲۸)......اخرج ابن سعد (۳/ ۵۰۱) عن جندب بن عبد الله البجلي :....... ابیّ ابن كعب رضى الله عنه قال : فتبعته حتى اتى منزله ،..... فاستقبلت القبلة ، الخ۔

(حیاۃ الصحابۃ ص۶۳۷ ج۳، قصة جندب البجلي مع اُبی بن كعب رضى الله عنه فى طلب العلم)

ترجمہ:......ابن سعد کی ایک طویل روایت میں ہے کہ: حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رحمہ اللہ کی ملاقات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے گھر پر ہوئی، جب ایک بات پر دعا کا وقت آیا تو انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنی شروع کی۔

(حیاۃ الصحابہ اردو ص۳۲۳ ج۳، مکتبۃ العلم لاہور)

عرفات کا وقوف قبلہ رو ہو کر کرنا

عرفات میں وقوف کے مستحبات میں سے ہے کہ: قبلہ رو ہو کر وقوف کرے۔

(بحرالرائق ص۳۳۹ ج۲۔ عمدۃ المناسک ص۴۴۷)

’’مسلم شریف‘‘ کی ایک طویل حدیث میں ہے:

(۲۹)......ثم ركب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اتى الموقف ...... واستقبل القبلة ، الخ۔ (مسلم، باب حجة النبى صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث:۱۲۱۸)

ترجمہ:......پھر آپ ﷺ (ظہر وعصر پڑھ کر) سوار ہوئے یہاں تک کہ موقف (عرفات میں وقوف کی جگہ پر) پہنچے.....قبلہ رو ہوئے (اور وقوف فرمایا)۔

سعی میں استقبال قبلہ

سعی کا طریقہ بیان کرتے ہوئے علماء لکھتے ہیں کہ:

طواف سے فارغ ہوکر.....صفا پہاڑی کے دامن پر کھڑے ہوکر قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالی سے دعائیں مانگے ،الخ۔(انوارمناسک ص۴۰۲ر سعی کا طریقہ)

''مسلم شریف'' کی ایک طویل حدیث میں ہے:

(۳۰)......حتی رأی البیت ' فاستقبل القبلة ، الخ۔

(مسلم، باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

ترجمہ:...... یہاں تک کہ (آپ ﷺ) نے بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف رخ فرمایا۔

میت اور قبر کے متعلق قبلہ رو چند اعمال

اسلام نے موت کے وقت مسلمان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اور مرنے کے بعد غسل و تدفین کے کیا آداب ہیں' ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ان آداب میں سے چند یہ ہیں کہ:

قریب المرگ کو موت کے وقت قبلہ رخ کر دیا جائے

(پہلا)......قریب المرگ کو موت کے وقت قبلہ رخ کر دیا جائے۔

(۳۱)......عن یحی بن عبد الله بن ابی قتادة ' عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم حین قدم المدینة سأل عن البراء بن معرور ' فقالوا : توفی واوصی بثلثه لک یا رسول الله ! واوصی ان یوجه الی القبلة لما احتضر ' فقال رسول الله : اصاب الفطرة ' وقد رددت ثلثه علی ولده ' ثم ذهب فصلی علیه ' وقال : اللهم اغفرله و ارحمه وادخله جنتک ' وقد فعلت۔

ترجمہ:......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا (جن کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگئی تھی) تو لوگوں نے کہا: انہوں نے وفات پائی اور وصیت کی کہ: ان کے مال کا ایک ثلث آپ ﷺ کے لئے ہے، اور یہ وصیت کی تھی کہ: جب ان کی موت (اورنزع) کا وقت آئے تو ان کو قبلہ رخ کردیا جائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: فطرت (سنت کے مطابق انہوں نے) وصیت کی، پھر آپ ﷺ نے ثلث مال ان کی اولاد کی طرف لوٹا دیا، پھر ان (کی قبر پر) تشریف لے گئے اور نماز پڑھی، اور یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ان کی مغفرت فرمادیجئے، ان پر رحم فرمائیے، اور آپ کی جنت میں انہیں جگہ عطا فرمائیے۔ (پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے) ایسا کردیا۔ (یعنی ان کی مغفرت ہوگئی اور وہ جنت میں داخل ہوگئے)

(سنن کبری بیہقی ص۵۳۹ ج۳، باب ما یستحب من توجیهه نحو القبلة ، رقم الحدیث:۶۶۰۴)

''بیہقی'' کی ایک اور روایت میں ہے کہ:

(۳۲)......وکان البراء بن معرور اوّل من استقبل القبلة حیا ومیتا۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۴۰ ج۳، باب ما یستحب من توجیهه نحو القبلة ، رقم الحدیث:۶۶۰۴)

ترجمہ:......حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ پہلے وہ خوش نصیب ہیں جنہیں زندگی (میں موت کے وقت) اور موت کے بعد قبلہ رو ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(۳۳)......عن الحسن قال : ذکر عمر الکعبة فقال : واللہ ما ھی الا احجار نصبھا اللہ قبلة لاحیائنا و نوجه الیھا موتانا۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۴۰ ج۳، باب ما یستحب من توجیهه نحو القبلة ، رقم الحدیث:۶۶۰۴)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ: اللہ کی قسم! یہ پتھر ہی ہے، جسے اللہ تعالی نے ہمارے زندوں کے لئے قبلہ بنایا ہے، اور ہم اپنے مردوں کا اس کی طرف چہرہ کرتے ہیں۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کی دردناک وفات میں بھی چہرہ قبلہ رو

امام اوزاعی رحمہ اللہ بڑے اونچے پائے کہ مجتہد اور فقہ وحدیث کے مسلم امام تھے۔ ان کی جلالت شان، علو مرتبت اور فضل وکمال پر اہل علم متفق ہیں۔ ان کے خاص شاگرد حضرت ہقل بن زیاد کا بیان ہے کہ: انہوں نے ستر ہزار مسئلوں کا جواب حدیث کی روشنی میں دیا۔ ان کی وفات بھی بڑے دردناک طریقے سے ہوئی، آپ بیروت میں ایک حمام میں غسل کے لئے تشریف لے گئے تھے، صاحب حمام لاعلمی میں باہر سے دروازہ بند کر کے کہیں چلا گیا، (اور بعض تذکروں میں ہے کہ: آپ کی اہلیہ نے دروازہ بند کر دیا تھا) اندر آگ لگ گئی اور باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا، اسی میں ان کی وفات ہوگئی، جب صاحب حمام واپس آیا تو اور اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آپ کا داہنا ہاتھ سر کے نیچے ہے اور قبلہ رو زمین پر مردہ پڑے ہیں۔ (سیر الصحابہ ص ۲۷۰ ج ۸)

جب آدمی فوت ہوجائے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے

(دوسرا)...... جب آدمی فوت ہو جائے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔

(بحرالرائق ص ۱۷۱ ج ۲۔ مسائل میت ص ۲۹)

میت کو غسل دیتے وقت قبلہ رخ لٹانا

میت کو غسل کے وقت تختہ پر لٹانا جس طرح آسان ہو اسی طرح لٹا دیا جائے، اگر قبر

میں رکھنے کے انداز کو اختیار کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے، یعنی قبلہ سمت منہ ہو۔

(تبیین الحقائق ص ۲۳۵ ج ۱۔البنایہ ص ۴۴۵ ج ۲۔مسائل میت ص ۴۶)

آپ ﷺ کا قبرستان میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(تیسرا)......آپ ﷺ قبر کی تیاری کے انتظار میں قبلہ رو ہو کر تشریف فرما ہوئے۔

(۳۴)......عن البراء بن عازب قال : خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى جنازة رجل من الانصار ‘ فانتهينا الى القبر ولم يُلْحَدُ بعدُ ، فجلس النبى صلى الله عليه وسلم مُستقبل القبلة وجلسنا معه۔

(ابوداؤد ص ۸ ج ۲، باب كيف يجلس عند القبر ، كتاب الجنائز ، رقم الحديث:۳۲۱۲)

ترجمہ:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری (صحابی) کے جنازہ کے لئے نکلے، ہم (قبرستان میں ایک) قبر کے پاس پہنچے، مگر اب تک ان کی قبر تیار نہیں ہوئی تھی تو آپ ﷺ قبلہ کی جانب رخ فرما کر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے

(چوتھا)......میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ: میت کی چار پائی قبر سے قبلہ کی طرف رکھی جائے، میت کو قبر میں اتارنے والے آدمی قبر میں مشرق کی جانب کھڑے ہوں اور ان کا منہ قبلہ کی طرف ہو، اس طرح میت اٹھا کر لحد میں رکھی جائے، (فتح القدیر ص ۹۸ ج ۲۔مسائل میت ص ۱۱۷)

حدیث شریف میں ہے کہ:

(۳۵)......عن ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم دخل قبرًا ليلاً ‘ فأُسرِج له

سـراجٌ فأخـذه مـن قِبَـلِ الـقبلة ' وقال : رحمک الله ان کنت لاوَّاهًا تَلَّاءً لِلقرآن'
و کبَّر علیه اربعا۔(ترمذی، باب ما جاء فی الدفن باللیل ، رقم الحدیث:۱۰۵۷)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) رات میں قبر میں اترے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ روشن کیا گیا،آپ ﷺ نے میت کوقبلہ کی جانب سے لیا،اورفرمایا:اللہ تعالی آپ پررحم فرمائے ،آپ اللہ تعالی کے ڈر سے بہت رونے والے تھے، اور بہت زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے،اور آپ ﷺ نے (ان کے جنازہ کی نماز میں) چارتکبیریں کہیں۔

تشریح:......غزوۂ تبوک میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ،ان کی تدفین رات میں ہوئی تو آپ ﷺ بنفس نفیس ان کی قبر میں اترے۔معلوم ہوا کہ رات میں تدفین جائز ہے۔اورآپ ﷺ کے لئے چراغ جلایا گیا،تاکہ میت کوقبر میں اتارنے میں آسانی ہو، معلوم ہوا کہ روشنی کا انتظام کرنا بھی درست ہے۔(تحفۃ الالمعی ص ۴۷۱ ج ۳،بتغییر)

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کونقل کرکے فرماتے ہیں کہ:بعض اہل علم کی یہی رائے ہے کہ میت کوقبلہ کی طرف سے اتارا جائے۔

(۳۶)......عن ابی سعید : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم اُخِذ مِن قِبَلِ القبلة '
الخ ۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فی ادخال المیت القبر ، رقم الحدیث:۱۵۵۲)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ (قبرشریف میں اتارتے وقت) قبلہ کی جانب سے لئے گئے۔

(۳۷)......عن بـریـدة قال : الحد لرسول الله صلی الله علیه وسلم و نصب اللبن نصبا ' و اُخِذ مِن قِبَلِ القبلة۔

ترجمہ:......حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد قبر تیار کی، اور اس پر اینٹ نصب کی گئی، اور (آپ ﷺ قبر شریف میں اتارتے وقت) قبلہ کی جانب سے لئے گئے۔

(طبرانی (اوسط)، رقم الحدیث:۵۷۶۴۔ مجمع الزوائد ص۱۲۱ ج۳، باب فی الحد، رقم الحدیث: ۴۲۳۰)

(۳۸)......عن ابراهیم قال : لَحَدَ النّبی صلی الله علیه وسلم ، واُخِذ مِن قِبَلِ القبلة ، و رفع قبره حتی یعرف ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۹ ج۷، من ادخل المیت من قبل القبلة ، رقم الحدیث:۱۱۸۰۷)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کے لئے قبر تیار کی، اور آپ ﷺ (قبر شریف میں اتارتے وقت) قبلہ کی جانب سے لئے گئے، اور آپ ﷺ کی قبر کو اونچا کیا تاکہ پہچانی جائے۔

(۳۹)......عن ابن عباس قال : کان النبی صلی الله علیه وسلم ، وابو بکر و عمر یدخلون المیت القبر مِن قِبَلِ القبلة۔

(طبرانی (کبیر)، رقم الحدیث:۱۱۱۱۲۔ مجمع الزوائد ص۱۲۲ ج۳، باب فی دفن اللیل ، رقم الحدیث: ۴۲۳۳)

ترجمہ:......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میت کو قبر میں قبلہ کی جانب سے داخل فرماتے تھے،

(۴۰)......ان علیا اَدخل میتا من قِبَلِ القبلة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۹ ج۷، من ادخل المیت من قبل القبلة ، رقم الحدیث:۱۱۸۰۸)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ میت کو قبلہ کی طرف سے (قبر میں) اتارتے تھے۔

(۴۱)......ان علیا کبر علی یزید بن المکفف اربعا و اَدخله من قِبَلِ القبلة۔

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن مکفف (کی نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں، اوران کو قبلہ کی طرف سے (قبر میں) اتارا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۰ ج ۷، من ادخل المیت من قبل القبلة، رقم الحدیث:۱۱۸۱۱)

(۴۲)......عن عمران بن ابی عطاء ' مولی بنی اسد قال : شهدت وفاة ابن عباس ' فوَلیه ابن الحنفية قال : فکبّر علیه اربعا و اَدخله من قِبَلِ القبلة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۹ ج ۷، من ادخل المیت من قبل القبلة، رقم الحدیث:۱۱۸۱۰)

ترجمہ:......حضرت عمران ابی عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کے وقت حاضر تھا، ان کی نماز جنازہ حضرت ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے پڑھائی' چار تکبیریں کہیں، اوران کو قبلہ کی طرف سے (قبر میں) اتارا۔

(۴۳)......عن ابراهیم : انه اَدخل میتا من قِبَلِ القبلة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۰ ج ۷، من ادخل المیت من قبل القبلة، رقم الحدیث:۱۱۸۱۳)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: آپ میت کو قبلہ کی طرف سے (قبر میں) اتارتے تھے۔

(۴۴)......عن الشعبی قال : یُوخذ من قِبَلِ القبلة۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (میت کو) قبلہ کی طرف سے (قبر میں) اتارا جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۲۹ ج ۷، من ادخل المیت من قبل القبلة، رقم الحدیث:۱۱۸۰۹)

قبر میں میت کا جسم قبلہ کی طرف کر دیا جائے

(پانچواں)......قبر میں میت کا جسم قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔

''ابوداؤد شریف'' کی ایک حدیث میں ہے کہ: ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کی تفصیل دریافت کی، اس کے جواب میں آپ ﷺ نے جو تفصیل ارشاد فرمائی ہے: اس میں ہے:

(۴۵)......و استحلال البيت الحرام قبلتكم احياء و امواتا۔

(ابوداؤد ص۸ ج۲، باب ما جاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم، کتاب الوصایا، رقم الحدیث: ۲۸۷۵)

ترجمہ:......اور مسجد حرام میں لڑائی کو حرام سمجھنا جو تمہارا زندگی اور موت کے بعد کا قبلہ ہے۔

تشریح:......مطلب یہ ہے کہ زندوں کا قبلہ سونے اور مجلس میں بیٹھنے اور نماز کے اعتبار سے ہے، اور مردوں کا قبلہ موت کے وقت اور قبر میں ہے۔ (شمائل کبری ص۳۰۷ ج۱۰)

میت کو فرشتے بھی قبر میں قبلہ رخ سلا دیتے ہیں

''مسند بزار'' میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبر میں شفاعت قرآن کے قصے میں فرمایا:

(۴۶)......ثم يضجعه الملائكة فى القبر على شقه الايمن مستقبل القبلة۔

(مجموعۃ الفتاوی ص۴۳۳ ج۱، کتاب الجنائز)

ترجمہ:......پھر اسے ملائکہ قبر میں قبلہ رخ داہنی کروٹ پر سلا دیتے ہیں۔

قبر میں میت کا چہرہ قبلہ کی طرف کردیا جائے......قبلہ کی طرف چہرہ یا جسم

قبر میں میت کا صرف چہرہ قبلہ کی طرف کیا جائے یا پورا جسم؟''اصلاح انقلاب امت'' میں ہے کہ:

بعض لوگ میت کو قبر میں چت لٹا دیتے ہیں اور صرف میت کا منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں اور سارے جسم کو کروٹ نہیں دیتے، یہ بھی فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے، بلکہ میت کے تمام بدن کو اچھی طرح کروٹ دے کر قبلہ رخ کرنا چاہئے۔

(اصلاح انقلاب امت ص۲۴۰ ج۱۔مسائل مت ص۲۰۶)

استقبال قبلہ سے مراد جسم کا پورا رخ سینہ' پیٹ وغیرہ سب قبلہ رخ کر دینا ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ نماز میں قبلہ رخ ہونے کا مطلب ہے صرف سر یا منہ؟ ہرگز نہیں، بلکہ پورا بدن' سر' سینہ وغیرہ حتی کہ اگر صرف چہرہ کا رخ قبلہ کی طرف کیا اور سینہ اور بدن کا رخ نہ کیا تو اسے استقبال قبلہ نہ کہا جائے گا، اور نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح یہاں بھی استقبال اور قبلہ رخ کہا گیا ہے، مراد اس سے پورے جسم کا قبلہ رخ ہونا ہے۔ اسی کا دوسرا مطلب و مفہوم دائیں کروٹ کرنا ہے، اس سے پورے جسم کا رخ قبلہ کی طرف ہو جائے گا۔

خیال رہے کہ فقہاء کی ایک جماعت نے دائیں کروٹ کو واجب قرار دیا ہے، اسی وجہ سے ابن امیر حاج رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: اگر کوئی قبلہ رخ نہیں رکھا گیا یا بائیں کروٹ رکھ دیا گیا تو اگر مٹی ابھی ڈالنی شروع نہیں کی' صرف لحد کے اندر کچی اینٹیں لگائی ہوں تو اینٹوں کو ہٹا کر اس میت کو قبلہ رخ دائیں کروٹ کیا جائے گا۔

''درمختار'' میں بھی قبلہ رخ کرنے کو واجب کہا گیا ہے۔'' ویوجه الیها وجوبا ' وینبغی علی شقه الایمن ''۔(شمائل کبری ص۳۹۹ ج۱۰)

اگر مجبوری ہوتو صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی ہے۔حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۴ ج ۵) میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

تعامل یہاں بھی ایسا ہے کہ چت لٹا کر منہ قبلہ کی طرف کر دیا جاتا ہے۔

ہدایہ(ج ۱ص ۱۶۲)''باب الجنائز ''میں ہے:''ویوجه القبلة بذلک امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ''۔اور''تنویرالابصار متن درمختار''میں ہے:'' ویوجه الیها ''اور ''درمختار''میں یہ لفظ بڑھایا گیا ہے:'' وینبغی کونه علی شقه الایمن ''

(در مختار على هامش رد المحتار، مطلب : فی دفن المیت)

لفظ'' ویوجه الیها '' سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے ،خواہ کروٹ دے کر یا بلا کروٹ کے۔اور جس حدیث سے اس بارہ میں استدلال کیا گیا ہے اس کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے ،کیونکہ اس میں یہ لفظ ہے:''قبلتکم احیاء و امواتا ''یعنی خانہ کعبہ کو قبلہ احیاء واموات کا فرمایا،اس وجہ سے میت کا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔باقی تمام میت کو داہنی کروٹ پر کرنا'اس میں شک نہیں کہ یہ عمدہ ہے'کما صرح به الفقهاء ۔لیکن اگر منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور داہنی کروٹ پر لٹانا مشکل ہوتو یہ توجہ الی القبلہ یعنی منہ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی ہے۔

دفن کے بعد قبلہ رو ہوکر دعا کرنا

(چھٹا)......میت کو دفنانے کے بعد قبلہ رخ ہوکر دعا کی جائے۔

(۴۷)......فی حدیث ابن مسعود رضی الله عنه : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قبر عبد الله ذی البجادین ' الحدیث : وفیه : فلما دفنه استقبل القبلة رافعا یدیه ، اخرجه ابو عوانة فی صحیحه۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی قبر پر دیکھا- اور اس میں ہے کہ:- جب آپ ﷺ ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ کی طرف رخ فرما کر ہاتھ اٹھائے (اور دعا فرمائی)۔

(فتح الباری ص۱۴۴ ج۱۱، باب الدعاء مستقبل القبلة ، كتاب الدعوات ، رقم الحديث:۶۳۴۳)

(۴۸)......عن الحكم بن الحارث السلمى-انه غزا مع رسول الله ' صلى الله عليه وسلم ثلاث غزوات- قال : قال لنا : اذا دفنتمونى و رششتم على قبرى الماء ' فقوموا على قبرى ' واستقبلوا القبلة ' وادعوا لى۔

(طبرانی (کبیر)، رقم الحديث:۳۱۷۱۔مجمع الزوائد ص۱۲۴ ج۳، باب ما يقول عند ادخال الميت القبر ، رقم الحديث:۴۲۴۵)

ترجمہ:......حضرت حکم بن حارث سلمی رضی اللہ عنہ-جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین غزوات میں شرکت فرمائی ہے-(راوی فرماتے ہیں کہ:) انہوں نے ہمیں وصیت فرمائی کہ: جب تم مجھے دفن کر دو اور میری قبر پر پانی چھڑک دو' تو میری قبر پر (کچھ ایصال ثواب کے لئے) کھڑے رہنا، اور قبلہ رو ہو کر میرے لئے دعا کرنا۔

قبلہ کی طرف تھوکنے اور ناک صاف کرنے پر وعید

ایک حدیث شریف میں ہے:

(۴۹)......عن زر بن حبيش ' عن حذيفة رضى الله عنه اظنه : عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : من تفل تجاه القبلة جاء يوم القيامة وتفله بين عينيه ، ومن اكل من هذه البقلة الخبيثة فلا يقربن مسجدنا ثلا ثا۔

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ: جو شخص قبلہ کی جانب تھوکتا ہے، تو وہ تھوک قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا، اور جس نے اس گندی سبزی (کچے لہسن) میں سے کچھ کھایا ہو وہ ہماری اس مسجد کے قریب تین (دن) تک نہ آئے۔

(سنن کبری بیہقی ص۱۰۸ ج۳، باب ما جاء فی منع من أکل ثوما او بصلا او کراثا من ان یأتی المسجد ، رقم الحدیث:۵۰۵۵)

(۵۰)......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : قال النبی صلی الله علیه وسلم : تبعث النخامة فی القبلة یوم القیامة وهی فی وجه صاحبها۔

(کنز العمال ، محظورات الصلاة ، البزاق تجاه القبلة و بین یدیه والنخاعة ومسح الجبهة ، رقم الحدیث:۱۹۹۴۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ناک کی رطوبت قبلہ کی جانب ڈالے گا تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ رطوبت اس کے منہ پر ہوگی۔

قبلہ کی سمت بلغم دیکھ کر آپ ﷺ کا غصہ اور وعید ارشاد فرمانا

(۵۱)......عن ابی سعید الخدری : ان النّبی صلی الله علیه وسلم کان یُحب العَراجین ' ولا یزال فی یده منها ' فدخل المسجد فرأی نُخامةً فی قِبلة المسجد فحَکَّها ' ثم اقبل علی الناس مُغضِبا ' فقال : اَیَسُرُّ احدُکم ان یُبصق فی وجهه ، الخ۔

(ابوداؤدشریف، باب فی کراهیة البزاق فی المسجد ، رقم الحدیث:۴۷۰)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ کھجور کی

شاخوں کو پسند فرماتے تھے، اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہمیشہ ایک کھجور کی شاخ رہتی تھی، ایک دن آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو قبلہ کی سمت بلغم دیکھا' تو اس کو کھرچ ڈالا اور غصہ میں لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنے منہ کی طرف تھوکنا پسند کرے گا۔

قبلہ کی طرف تھوکنے پر وعید کہ: اللہ تعالی اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا

(۵۲)......عن جابر – یعنی ابن عبد الله – وهو فی مسجده فقال : اتانا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مسجدنا هذا وفی یده عُرجُونُ ابْنِ طابٍ ' فنظر فرأى فی قِبلة المسجد نُخَامةً ' فاقبل علیها فحَتَّها بالعُرجون ثم قال : ایّکم یُحب ان یُعرِضَ اللهُ عنه بوجهه ؟ الخ۔

(ابوداؤد شریف، باب فی کراهیة البزاق فی المسجد ، رقم الحدیث:۴۷۹۔

مسلم، باب حدیث جابر الطویل و قصة ابی الیسر ، کتاب الزهد ، رقم الحدیث:۳۰۰۸)

ترجمہ:......حضرت عبادہ بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ اپنی مسجد میں تھے، انہوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ابن طاب نامی کھجور کی ایک شاخ تھی، آپ ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی طرف بلغم لگا ہوا دیکھا، آپ ﷺ ادھر تشریف لے گئے اور اس کو کھجور کی شاخ سے کھرچ دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم میں سے کون یہ بات پسند کرے گا کہ اللہ تعالی اس کی طرف سے منہ پھیر لے۔

قبلہ کی طرف تھوکنے پر آپ ﷺ کا امامت سے معزولی کا حکم

(۵۳)......عن ابی سهلة السائب– قال احمد : من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم –ان رجلا امّ قوما فبصق فی القبلة ' و رسول الله صلی الله علیه وسلم ینظر ' فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم حین فرغ : لا یصلی لکم ، فاراد بعد ذلک ان یُصلِّیَ لهم ' فمنعوه واخبروه بقول رسول الله صلی الله علیه وسلم ' فذکر ذلک لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال : نعم ، و حسبتُ انه قال : انّک آذیت الله و رسوله صلی الله علیه وسلم۔

(ابوداؤدشریف، باب فی کراهیة البزاق فی المسجد ، رقم الحدیث:۴۸۰)

ترجمہ:......حضرت ابوسہلہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے- احمد کہتے ہیں کہ: یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں- روایت ہے کہ: ایک شخص نے ایک قوم کی امامت کی، اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا، رسول اللہ ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے ان مقتدیوں سے فرمایا کہ: آئندہ یہ تمہاری امامت نہ کرے۔اس کے بعد انہوں نے پھر امامت کا ارادہ کیا' تو لوگوں نے منع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی سے مطلع کیا، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے منع کیا تھا، بلکہ راوی فرماتے ہیں کہ: میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''تم نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے''۔

اسی لئے فقہاء کرام نے بھی مکروہ لکھا ہے کہ کوئی قبلہ کی جانب تھوکے۔اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے تو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔(امداد المفتین :ص:۱۰۳۵،سوال نمبر:۹۴۳) اور مشائخ کا طرز عمل دیکھئے کہ قبلہ کی طرف تھوکنے والے سے ملاقات کے بغیر واپس

آ گئے۔’’رسالہ قشیریہ‘‘:ص ۱۵ا ر میں حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ:
آپ ایک بزرگ کی شہرت سن کر زیارت کے لئے گئے، وہ بزرگ اتفاق سے گھر سے مسجد آ رہے تھے، ان کو قبلہ کی جانب تھوکتے ہوئے دیکھا' تو حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ ملاقات کئے بغیر ہی واپس چلے آئے، اور فرمایا کہ:’’جس کو رسول اللہ ﷺ کے آداب (قبلہ کی حرمت) کا پاس ولحاظ نہیں تو اس کی بزرگی کا کیا اعتبار‘‘۔(فتاویٰ رحیمیہ ص ۷ ج ۴)

یہاں ایک اشکال یہ ہو سکتا ہے کہ: حالت وضو میں جب کہ جانب قبلہ بیٹھا ہو' جیسا کہ مستحب ہے' تو قبلہ کی طرف تھوکنا بھی پڑے گا۔تو اس کا حل یہ لکھا ہے کہ: قبلہ کی طرف منہ ہو' مگر نیچے زمین کی طرف تھوکے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔(احسن الفتاویٰ،ص ۱۷ ج ۲)
نوٹ:......نماز میں قبلہ رو تھوکنے کی روایات کتب احادیث میں بکثرت آئی ہیں، ان میں بھی قبلہ کی طرف تھوکنے سے منع کیا گیا ہے۔

(دیکھئے!کنز العمال ، محظورات الصلاۃ ، البزاق تجاہ القبلة و بین یدیه و النخاعة و مسح الجبهة رقم الحدیث:۱۹۹۴۰ سے ۱۹۹۶۴)

قبلہ کی طرف پیر کرنا

قبلہ کی عظمت کا تقاضہ ہے کہ قبلہ کی طرف پیر بھی نہ کئے جائیں، جس طرح قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے' قبلہ کی طرف ناک صاف کرنا منع ہے، قبلہ کی طرف منہ کر کے استنجاء منع ہے، اسی طرح قبلہ کی طرف پیر کرنا بھی منع ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے آدمی کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنے سے منع فرمایا کہ یہ آداب مجلس کے خلاف ہے، جب ایک انسان کی طرف پاؤں کا پھیلانا منع ہے تو قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کی اجازت کیونکر ہوگی؟ علماء نے قبلہ کی طرف پیر کر کے سونے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’(وكذا مدّ رِجله) هي كراهية تنزيهية ، لكن قال الرحمتي : سيأتي في كتاب الشهادات انه يمد الرجل اليها تُردّ شهادته ، وهذا يقتضي التحريم‘‘۔

(شامی ص۵۵۵ ج۱ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ)، باب الانجاس ، مطلب: القول مرجّح على الفعل)

یعنی اسی طرح پیروں کو قبلہ کی طرف پھیلانا یہ مکروہ تنزیہی ہے،لیکن علامہ رحمتی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: جیسا کہ عنقریب’’کتاب الشہادۃ‘‘میں آئے گا کہ: جو آدمی پیروں کو قبلہ کی طرف کرے اس کی گواہی مردود ہے، یہ حکم اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہو۔

’’کتاب الشھادات‘‘میں ہے:’’ وبول في سوق أو الى قبلة‘‘۔

(شامی ص۲۰۰ ج۸ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ)، باب القبول و عدمه ، كتاب الشهادات)

یعنی بازار میں پیشاب کرنا یا قبلہ کی طرف پیشاب کرنا (ان کی شہادت بھی مردود ہے)

’’کره (مد رجليه في نوم أو غيره اليها) أي عمدا ' لانه اساءة ادب‘‘۔

(شامی ص۴۲۷ ج۲ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ)، باب ما يفسد الصلوة ولا يكره فيها ، مطلب : في احكام المسجد)

’’ويكره مد الرجلين الى الكعبة في النوم وغيره عمدا ، الخ‘‘۔

(عالمگیری ص۳۱۹ ج۵، كتاب الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بچوں کا بھی یہی حکم لکھا ہے کہ: ان کے لئے قبلہ کی طرف پاؤں کا پھیلانا منع ہے۔

’’قوله : (مد رجليه) أو رجل واحدة و مثل البالغ الصبي في الحكم المذكور‘‘

(شامی ص۴۲۷ ج۲، باب ما يفسد الصلوة ولا يكره فيها ، مطلب : في احكام المسجد)

’’فتاوی رحیمیہ‘‘میں ہے:

قبلہ کی جانب پاؤں کر کے سونا مکروہ تحریمی ہے

سوال:...... ہمارے ہاں ایک مسلم برادر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سوتا ہے، ہم نے ان سے کہا کہ: قبلہ کی جہت پیر کر کے سونا گناہ ہے، اس نے کہا کہ: اپنے پیغمبر بھی سوتے تھے اور سونا گناہ نہیں ہے، اور کہتا ہے کہ: گاؤں کے مشرقی جانب میں قبرستان ہو تو میت کو کیسے لے جاتے ہیں؟ ایسی دلیل پیش کرتا ہے، بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب:...... بجانب قبلہ پیر پھیلا کر سونا مکروہ تحریمی' قریب حرام ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے وہ فاسق اور مردود الشہادۃ ہے یعنی شرعاً اس کی گواہی مردود اور غیر مقبول ہے۔ (شامی ج۱) جاہل' ضدی شخص دینی بحث اور سوال وجواب کے قابل نہیں ہے، فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی رحیمیہ ص۳۷۹ ج۲)

آپ ﷺ کسی کی طرف پاؤں مبارک پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے

(۵۴)......عن انس بن مالک : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا استقبله الرّجل فصافحه ' لا يَنزِعُ يده من يده ' حتى يكون الرجل ينزع ' ولا يَصرِف وجهَه عن وجهِه ' حتى يكونَ الرجل هو يصرِفُه ' ولم يُرَ مُقدِّما رُكبتَيه بين يدَىْ جليسٍ له ۔

(ترمذی، باب: [تواضعه صلی الله علیه وسلم مع جلیسه] ابواب الرقائق ، رقم الحدیث:۲۴۹۰)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی ﷺ سے کسی صاحب کا سامنا ہوتا، اور وہ آپ ﷺ سے مصافحہ کرتے تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے اس وقت تک نہیں ہٹاتے جب تک کہ وہ خود ہی اپنا ہاتھ نہ ہٹا لیتے، اور آپ ﷺ اپنا چہرہ مبارک بھی اس کی طرف سے نہیں پھیرتے جب تک کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتے، اور آپ ﷺ اپنے کسی ہم نشین کے سامنے اپنے گھٹنے مبارک (یعنی پاؤں

مبارک) کو پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔

تشریح:.......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ: مجلس میں اپنے پیر ساتھی کی طرف لمبے نہ کئے جائیں، یہ بات ہم نشیں کو ناگوار ہوگی، اور یہ بات تواضع اور خاکساری کے بھی خلاف ہے۔ (تحفۃ الالمعی ص ۲۶۵ ج ۶)

آپ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو سب کے ساتھ ایک صف میں ہوکر برابر بیٹھتے اور اپنے گھٹنے اور زانو بڑھا کر نہ بیٹھتے جیسے متکبر قسم کے لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ بعض شارحین نے یہ لکھا ہے کہ:

اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ: آپ ﷺ آداب مجلس کی رعایت، مہذب طریقہ پر عمل اور اہل مجلس کی تعظیم کے پیش نظر لوگوں کے سامنے اپنے گھٹنے کھڑے کر کے نہیں بیٹھتے تھے۔

اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ: ''رُکبتَیــــن'' سے مراد دونوں پاؤں ہیں، اور ان کے آگے بڑھانے سے مراد مجلس میں پاؤں پھیلا کر بیٹھنا ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ: آپ ﷺ آداب مجلس کا لحاظ کرتے ہوئے کبھی کسی کے سامنے پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ (مظاہر حق ص ۳۶۸ ج ۵، آپ ﷺ کے اخلاق وعادات کا بیان)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پھیلا کر بیٹھنے کی وجہ

(۵۵)......کثیر بن مرة قال: دخلت المسجد یوم الجمعة، فوجدت عوف بن مالک الاشجعی جالسا فی حلقة، مدّ رِجُلَیه بین یدیه، فلمّا رَانی قبض رِجلیه، ثم قال لی: تدری لایِّ شیء مددتُ رجلی؟ لِیَجیء رجل صالح فیجلسَ۔

ترجمہ:......حضرت کثیر بن مرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا تو میں نے حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کو حلقہ میں اپنے پاؤں کو آگے پھیلائے

ہوئے بیٹھا پایا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنے پیروں کو سمیٹ لیا، پھر مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے کس لئے پیروں کو پھیلایا ہوا تھا؟ (پھر خود ہی جواب دیا کہ:) اس لئے کہ کوئی نیک آدمی آئے تو اس جگہ پر بیٹھیں۔

(الادب المفرد (مترجم) ص۶۸۴، باب هل يّقَدِّمُ الرجل رِجْلَه بين يدى جليسه ؟ رقم الحديث: ۱۱۴۷)

تشریح:......مطلب یہ ہے کہ: میں نے نیک آدمی کے لئے جگہ روک رکھی تھی، بیٹھنے والوں کی طرف میرے پیر تھے وہ ممنوع ہے، مگر میں نے ایک صحیح مقصد کے لئے یہ کام کیا تھا۔

اس حدیث سے صحبت صالح کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی کوئی صالح اور نیک آدمی کی معیت نصیب ہو جائے تو فائدہ سے خالی نہیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اور بزرگ شخصیت کے لئے جگہ رکھنا درست ہے تا کہ ان کو جگہ کی تلاش کی تکلیف نہ ہو۔

ایک حدیث سے پیر پھیلا کر بیٹھنے کے جواز کا شبہ اور اس کا جواب

''ادب المفرد'' میں وفد عبد القیس کی جب مدینہ منورہ آمد ہوئی اس کی تفصیل ایک طویل حدیث میں ہے، اس میں ہے کہ:

(۵۶)...... وكان النبى صلى الله عليه وسلم قاعدا ، فالقى ذيل ردائه تحت يده ، فاتكاء عليه و بسط رجليه ، الخ۔

(الادب المفرد (مترجم) ص۱۱۷، باب هل يّقَدِّمُ الرجل رِجْلَيه بين أيدى اصحابه ؟ رقم الحديث: ۱۱۹۷)

ترجمہ:......اور آپ ﷺ تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے اپنی چادر کے دامن کو اپنے

ہاتھ کے نیچے رکھ دیا، اور اس پر تکیہ لگا لیا اور اپنے پاؤں مبارک کو پھیلا دیا۔

تشریح:......اس حدیث میں پاؤں کو ساتھیوں کی طرف پھیلانے کا ذکر ہے، یہ بیان جواز پر محمول ہے، آپ ﷺ کی عادت شریفہ ایسی نہیں تھی، جیسا کہ ''ترمذی شریف'' کی روایت سے معلوم ہوا۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ: آپ ﷺ نے پاؤں مبارک چادر میں چھپا لئے ہوں پھر پاؤں مبارک کو پھیلایا ہو۔ پھر آپ ﷺ کی شان اور مرتبہ کے لحاظ سے کوئی بھی آپ ﷺ کا اس طرح بیٹھنا گوارا نہیں سمجھے گا، بہر حال اس حدیث سے مطلق اس طرح بیٹھنے کو پسندیدہ نہیں قرار دیا جائے گا۔

جب بیت الخلاء جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پیٹھ کرو

(۵۷)......عن ابی ایوب رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم قال : اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ببول ولا غائط ولکن شرّقوا أو غرّبوا ، قال ابو ایوب : فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بُنیت قِبَل القبلة فننحرف عنها و نستغفر الله۔ (مسلم ص۱۳۰ج۱، باب الاستطابة ، رقم الحدیث :۲۶۴)

ترجمہ:......حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم بیت الخلاء جاؤ تو پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پیٹھ کرو، البتہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرلو۔

نوٹ:......اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے! راقم کا رسالہ: ''استنجاء کے وقت استقبال و استدبار کا حکم''۔

بچہ کو جب پیشاب کراؤ تو قبلہ کی طرف چہرہ نہ کرائے

قبلہ کی عظمت کی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ: چھوٹے بچے کو بھی جب والدین پیشاب کرائیں تو قبلہ کی طرف چہرہ نہ کرائیں، گر چہ بچہ تو معصوم ہے، مگر ماں کا فعل تو کراہت سے خالی نہیں۔ پھر بچپن ہی سے بچہ کو یہ تعلیم ملے گی، اور دوسرے گھر کے بچے بھی دیکھیں گے کہ والدین جب بچہ کو پیشاب کراتے ہیں تو قبلہ کی طرف چہرہ نہیں کراتے، یہ عمل ان کے لئے قبلہ کی عظمت اور آئندہ اس برے فعل سے پرہیز کا ذریعہ بنے گا۔

''درمختار'' میں ہے:'' وكذا يكره هذه تعم التحريمية والتنزيهية للمرأة امساك صغير لبول أو غائط نحو القبلة''۔

(شامی ص۵۵۴ ج۱ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ) باب الانجاس، فصل الاستنجاء)

''مراقی الفلاح'' میں ہے:'' ويكره امساك الصبى نحو القبلة ، قال السيد احمد طحطاوی رحمه الله : (تحت قول : يكره امساك الصبى) ويكره امساكه حال قضاء حاجته نحو القبلة''۔(الطحطاوی حاشية مراقی الفلاح ص۴۱،باب الاستنجاء)

قبلہ کی طرف استدبار و استقبال دونوں مکروہ ہیں، فقہی ذخائر میں عورتوں کے اس عمل کو مکروہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ بچوں کو پیشاب یا پاخانہ کے لئے قبلہ رخ پکڑیں، اس لئے ایسے عمل سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی حقانیہ ص۵۹۹ ج۲)

غسل کے وقت بھی استقبال قبلہ ممنوع ہے

غسل میں عامۃً چونکہ بدن ننگا ہوتا ہے، اس لئے غسل کے آداب میں سے یہ ہے کہ: قبلہ کی طرف چہرہ کر کے غسل نہ کیا جائے، البتہ اگر بدن پر کوئی کپڑا وغیرہ ہو تو قبلہ رخ ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ شامی میں ہے: ولما مرّ فی الغسل : ان من آدابه لا يستقبل

القبلة ، لانه يكون غالبا مع كشف العورة ، حتى لو كان مستورة لا بأس به۔

(شامی ص۵۵۴ ج۱ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ)، باب الانجاس ، قبیل مطلب : القول مُرجح على الفعل)

''و آدابه كآدابه سوى استقبال القبلة ، لانه يكون غالبا مع كشف عورة''۔

(شامی ص۲۸۵ ج۱ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ) مطلب فی ابحاث الغسل ، مطلب: سنن الغسل)

قبلہ کی طرف چہرہ اور پیر کر کے جماع کرنے کی ممانعت

صحبت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ: مستقبل القبلہ نہ ہو۔امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: صحبت کے وقت قبلہ کی جانب سے ہٹ جاوے کہ تعظیم قبلہ اسی کی مقتضی ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ولا يستقبل القبلة عند المجامعة'' جماع کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے۔

''فتاوی عالمگیری'' میں ہے: اپنی عورت سے جماع کرتے وقت ایسا کرنا بھی مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب الکراھیة، پانچواں باب۔تحفۂ زوجین ص۴۶۔مرغوب الفقہ : زکوۃ،اضحیہ، نکاح ص۲۶۸ ج۵)

(جماع کے آداب میں سے یہ ہے کہ:) قبلہ رخ نہ ہو۔(فتاوی حقانیہ ص۴۳۷ ج۴)

شیخ وہبہ زہیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''للجماع آداب كثيرة ثابتة فى السنة النبوية : منها..... وينحرف عن القبلة ولا يستقبل القبلة بالوقوع اكراما للقبلة''۔

(الفقه الاسلامى وادلته ص۵۵۵ ج۳، الفصل السابع : فى حقوق الزواج ، وكذا فى الباب السابع الحظر والاباحة : المبحث الرابع : آداب الجماع)

یعنی جماع کے آداب سنت نبویہ میں بکثرت آئے ہیں، ان میں سے یہ ہے کہ:....قبلہ سے انحراف کیا جائے، اور قبلہ کی طرف چہرہ نہ کرے، قبلہ کے اکرام کا تقاضا یہی ہے۔

''یکرہ مدّ الرِّجلین الی القبلة فی النوم و غیرہ عمدا ' و کذا فی حال مواقعة اھلہ ''

(شامی ص۵۵۴ ج۱ (مکتبہ دارالباز، مکہ مکرمہ) باب الانجاس، قبیل مطلب: القول مُرجح علی الفعل)

بہ وقت نوم و مباشرت قبلہ کی طرف پیر پھیلانا مکروہ ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۴۰۲ ج۱۷)

قبلہ کی طرف پیر کر کے بیوی سے صحبت کرنا بھی مکروہ ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۶۲۹ ج۱۸، طبع: جامعہ فاروقیہ کراچی)

حصول السعادتين فى اثبات المصافحة باليدين

مصافحہ ایک ہاتھ

سے یا دو سے؟

مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہئے یا دو ہاتھوں سے؟ اور مصافحہ کا افضل طریقہ کیا ہے؟ اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ سے اس مسئلہ کو مفصل لکھا گیا ہے کہ افضل و اعلیٰ یہی ہے کہ مصافحہ دو ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ موضوع کے متعلق مختصر مگر بہت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى ، و سلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد !

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دنیا میں محبت وامن کا پیغام لے کر آیا ہے، اور اللہ تعالی نے اپنے اس پسندیدہ دین کا نام ہی اسلام رکھ دیا ہے۔ اسی محبت کا تقاضا یہ تھا کہ جب مسلمان آپس میں ملیں تو سلام ومصافحہ کریں، تاکہ زبان سے سلامتی کی دعا نکلے اور دونوں ہاتھ ملا کر محبت اور تعلق کا معاہدہ کریں۔ اور قربان جائیے حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر کہ انہوں نے مصافحہ پر مغفرت کی بشارت سنائی اور ارشاد فرمایا:

مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو' جدائیگی سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے

(۱)......عن البراء رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما من مُسْلِمَيْن يلتقيانِ ' فيَتَصافحان الا غُفِر لهُما قبل ان يَفْتَرِقا۔

(ابوداؤد، باب فى المصافحة ، كتاب الادب ، رقم الحديث :۵۲۱۲)

ترجمہ:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(۲)......عن البراء بن عازب رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا التقى المُسْلِمَان فتَصافحا وحمدا الله واستغفراه ' غُفِر لهُما۔

(ابوداؤد، باب فى المصافحة ، كتاب الادب ، رقم الحديث :۵۲۱۱)

ترجمہ:......حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ: جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملاقات کریں، پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کریں، اور اللہ تعالی کی حمد بیان کریں، اور اللہ تعالی سے استغفار کریں، تو اللہ تعالی ان دونوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

(۳)......عن امامة : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اذا تصافح المسلمان لم تفرق اكفهما حتى يغفر لهما۔

(طبرانی کبیر ص ۲۸۱ ج ۸، رقم الحديث :۸۰۷۶۔ مجمع الزوائد ص ۳۷ ج ۸)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان (آپس میں) مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کی ہتھیلیاں (ایک دوسرے سے) الگ نہیں ہوتیں کہ دونوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۴)......عن حذيفة رضى الله عنه قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : اذا لقى المؤمن المؤمن فقبض احدهما على يد صاحبه تناثرت الخطايا منهما كما تناثر اوراق الشجر۔ (شعب الایمان ص ۴۷۴ ج ۶، باب الاخذ باليدين ، رقم الحديث :۸۹۹۵)

ترجمہ:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب مؤمن دوسرے مؤمن سے ملاقات کرے اور ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کریں تو دونوں سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسا کہ موسم خزاں میں درختوں کو ہلانے سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہئے یا دونوں ہاتھوں سے؟

مصافحہ دو ہاتھوں سے کرنا چاہئے یا ایک ہاتھ سے؟ تو صحیح بات یہ ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں، کوئی ایک ہاتھ سے کرلے تب بھی کوئی گناہ نہیں، البتہ افضلیت اور اولی دو ہاتھوں

سے مصافحہ کرنا ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مصافحہ کا عام طریقہ تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے، تاہم اگر کسی نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا تو بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(فیض الباری ص۴۱۱ ج۳، باب المصافحة ، کتاب الاستیذان)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مصافحہ ایک ہاتھ سے بھی ثابت ہے اور دونوں ہاتھوں سے بھی ثابت ہے، لیکن ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا چونکہ فرنگیوں کا شعار بن چکا ہے، اس لئے واجب الترک ہے۔

(الکوکب الدری ص۳۹۲ ج۳، باب المصافحة ، کتاب الاستیذان ۔ لامع الدراری ص۵۶ ج۱، باب المصافحة ، کتاب الاستیذان)

اہل حدیث کے نزدیک مصافحہ ایک ہاتھ سے ہے

مشہور اہل حدیث عالم شیخ محمد داؤد دراز میواتی لکھتے ہیں:

لفظ مصافحہ ''صفح'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہتھیلی ہے، پس ایک آدمی کا سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے آدمی کی سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے، جو مسنون ہے۔ یہ ہر دو جانب سے سیدھے ہاتھوں کے ملانے سے ہوتا ہے۔ بایاں ہاتھ ملانے کا یہاں کوئی محل نہیں ہے، جو لوگ دایاں اور بایاں دونوں ہاتھ ملاتے ہیں ان کو لفظ مصافحہ کی حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(شرح صحیح بخاری ص۵۸۱ ج۷، مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۲۰۰۴ء)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا جس طرح اہل حدیث مصافحہ کرتے ہیں، احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہایت صاف طور پر ثابت ہے۔اس کے ثبوت میں ذرا بھی شک نہیں ہے، اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا جس طرح اس زمانہ کے حنفیہ میں رائج ہے، نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے اثر سے اور نہ کسی تابعی کے قول وفعل سے، اور ائمۂ اربعہ سے بھی کسی امام کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتوی دینا بسند منقول نہیں۔(شرح صحیح بخاری ص۵۸۲ ج۷، مکتبہ قدوسیہ لاہور،۲۰۰۴ء)

مولانا مبارک پوری کا ایک ہاتھ سے مصافحہ کے سنت ہونے پر استدلال

رسالہ ’’المقالۃ الحسنیٰ‘‘ میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب نے چندروایات نقل کر کے کوشش کی ہے کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کو ثابت کیا جائے، مثلا:

(۱)......حافظ ابن عبدالبر کی ’’تمہید‘‘ سے یہ روایت نقل کی کہ:

عبیداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے کہا کہ: تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے ہو میں نے اسی ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے۔

مولانا نے جس حدیث کا ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے:

’’ترون یدی هذه ، صافحت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم‘‘

اس عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے ہو میں نے اس سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے۔

مولانا نے حدیث کا سیدھا سادہ ترجمہ چھوڑ کر ’’اسی ہاتھ سے‘‘ حصر والا ترجمہ کیا، اس لئے کہ اپنے مسلک کے اثبات میں یہ معین ہو۔

(۲)......دوسری روایت مولانا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے اپنی اس ایک ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے رسول اللہ کی ہتھیلی سے، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ کسی خز کو نہ کسی ریشمی کپڑے کو مس کیا۔

حدیث میں ہے: ''صافحت بكفي هذه كف رسول الله صلى الله عليه وسلم''

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

میں نے اپنی اس ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے۔

مولانا نے ''ایک'' کا لفظ اپنی طرف بڑھا دیا ہے۔

(۳)......مولانا کی تیسری روایت یہ ہے:

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلام کی تمامی ہاتھ کا پکڑنا ہے، اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔

یہ روایت نہایت کمزور اور واہی سند سے مروی ہے، اس لئے اہل حدیث کے نزدیک ان جیسی روایات سے تو کوئی مسئلہ ثابت ہو ہی نہیں سکتا۔ (ارمغان حق ص ۹۶ ج ۱، ملخص)

صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا اور لفظ ید مفرد سے استدلال کرنا تو صحیح نہیں، جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے ید مفرد عربی میں تثنیہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

روایت میں صرف ید سے دلیل پکڑ کر داہنے ہاتھ کی تعیین بھی صحیح روایت میں مشکل ہے۔ اس لئے صرف ایک ہاتھ اور وہ بھی داہنا ہی ہو اس کا ثبوت صحیح روایت سے نہیں۔

اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے بھی جائز ہے، البتہ اولی اور افضل یہ

ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ’’کتاب الاستیذان‘‘ میں ’’باب الاخذ بالیدین‘‘ قائم فرما کر اپنا رجحان ظاہر فرمادیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا دو ہاتھوں سے مصافحہ کے سنت ہونے پر استدلال

اور اپنے زمانہ کے دو بڑے محدثین: حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا عمل بھی بتلادیا کہ: وہ حضرات بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے تھے۔

اس مختصر رسالہ میں احادیث سے اس مسئلہ کو مدلل کیا گیا ہے کہ مصافحہ دو ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، اور سنت پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

....

ایک ہاتھ سے مصافحہ کی حدیث اور دو ہاتھوں سے ممانعت کی حدیث کے بغیر فریق مخالف کا مدعا بھی ثابت نہیں ہوسکتا

حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری مدظلہم تحریر فرماتے ہیں:

مصافحہ ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا نام ہے، یہ دونوں ہاتھ سے بھی ہوسکتا ہے اور ایک ہاتھ سے بھی۔

جو لوگ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو سنت بتاتے ہیں وہی کوئی ایسی صحیح حدیث پیش کردیں جس میں ایک ہاتھ کا صراحۃً ذکر ہو، اور اتنا بھی کافی نہیں، بلکہ وہ یہ بھی ثابت کردیں کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کی ممانعت وارد ہو، بدون ان دونوں امر کے ان کا مدعا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ (الیواقیت الغالیہ فی تحقیق و تخریج الاحادیث العالیۃ ص۲۸۲ ج۱)

میری ہتھیلی آپ ﷺ کے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں تھی

(۱)......عبد الله بن سخبرة ابو معمر قال : سمعت ابن مسعود رضی الله عنه یقول : علّمنی رسول الله صلی الله علیه وسلم – وکفی بین کفیه –التشهد کما یعلّمنی السورة من القرآن التحیات لله۔

(بخاری ص۹۲۶ ج۲، باب الاخذ بالیدین ، رقم الحدیث :۶۲۶۵)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں التحیات سکھائی کہ میری ہتھیلی آپ ﷺ کے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں تھی، اورالتحیات اس طرح سکھائی جیسا کہ قرآن کریم کی سورت سکھایا کرتے تھے۔

تشریح:......آج کل بعض حضرات ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو سنت قرار دیتے ہیں، اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں التحیات سکھائی کہ میری ہتھیلی یعنی میرا ایک ہاتھ تھا۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ ایک بار ٹونک تشریف لے گئے اور بندہ (حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ) بھی ہمراہ تھا، چند اہل حدیث ملنے آئے اور ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا، حضرت رحمہ اللہ نے مصافحہ میں حسب عادت دونوں ہاتھ بڑھائے اور مسکرا کر فرمایا کہ: مصافحہ اس طرح سے ہونا چاہئے، وہ بولے: حدیث میں ہے صحابی کہتے ہیں کہ:'' وکان یدی فی یدیه صلی الله علیه وسلم'' میرا ہاتھ حضرت ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں تھا، آپ نے بیساختہ فرمایا: پھر متبع سنت ہم ہوئے یا تم؟۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

صحابی کا دوسرا ہاتھ کہاں تھا؟ اس کا ذکر نہیں ہے، ذکر نہ ہونے سے یہ دلیل لینا کہ صرف ایک ہاتھ (سے مصافحہ) کیا تھا صحیح نہیں، احتمال ہے کہ دوسرا ہاتھ ساتھ ہو مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں کے درمیان ایک ہی (ہاتھ) ہوسکتا ہے دوسرا باہر، اگر ساتھ ہو اور صحابی نے صرف ایک ہاتھ سے (مصافحہ) کیا ہو تو فعل صحابی سے حضور ﷺ کا فعل مقدم ہے۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۹۸، دونوں ہاتھوں سے مصافحہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بظاہر دونوں ہاتھ ہی ملائے تھے، لیکن ایک ہاتھ چونکہ حضور ﷺ کے دونوں ہاتھ کے درمیان ڈھکا ہوا تھا، اس لئے اس کا ذکر کیا، دوسرا ہاتھ درمیان میں نہیں، بلکہ اوپر تھا۔ (کشف الباری ص ۱۰۲، کتاب الاستیذان)

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے تو ایک ہاتھ کے دونوں طرف دوسرے کی ہتھیلیاں لگتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ہاتھ کی یہ خوبیاں بیان فرمارہے ہیں کہ میرے اس ہاتھ کے دونوں طرف حضرت پاک ﷺ کی ہتھیلیاں مبارک لگی تھیں، اپنے دوسرے ہاتھ کی نفی نہیں فرمارہے ہیں۔

(تجلیات صفدر ص ۲۰۲ ج ۱، مصافحہ کا بیان)

صاحب نعم الباری کا نامناسب استدلال

اس حدیث کی شرح میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے عجیب بات لکھ دی، آپ لکھتے ہیں کہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''وکَفِّی بین کفیه'' کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو اپنا

ایک ہاتھ ملایا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ملائے۔ میں کہتا ہوں: یہ ادب کے خلاف ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ ملا رہے ہوں تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنا صرف ایک ہاتھ ملائیں، اور صحابہ کرام کے افعال کو خلاف ادب پر محمول کرنا درست نہیں ہے، اس لئے صحیح یہ ہے کہ اس حدیث میں ''کَفِّیْ بین کفیه'' ہے، یعنی میری دونوں ہتھیلیاں آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں۔

(نعم الباری فی شرح صحیح البخاری ص۲۱۳ ج۱۳)

یہ مطلب تکلف سے خالی نہیں، اس لئے کہ مصافحہ کا عام طریقہ یہی ہے کہ مصافحہ کرنے والے کا ایک ہاتھ دوسرے آدمی کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوتا ہے، اگر موصوف کا بیان کردہ مطلب لیا جائے تو حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیا اور آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ مبارک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں کے پشت پر تھے۔

اولاً: تو یہ طریقہ غیر معروف ہے۔ دوسرا یہ کہ: اس مطلب کو لینے میں روایت کے الفاظ کا معنی بھی صحیح نہیں ہوتا، اس طرح کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ ملے ہوئے تھے تو ان کی ہتھیلی آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں کس طرح تھی؟ اس لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دونوں ہتھیلیاں تو خود ملی ہوئی تھیں، اس لئے صحیح مطلب یہی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ سے ہی مصافحہ فرمایا، مگر روایت میں ذکر صرف ایک ہاتھ کا کیا۔

مصافحہ میں دونوں ہتھیلیاں الگ نہیں ہوتیں کہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(۱)......عن امامة : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اذا تصافح المسلمان

لم تفرق اكفهما حتى يغفر لهما۔

(طبرانی کبیر ص۲۸۱ ج۸، رقم الحدیث :۸۰۷۶۔مجمع الزوائد ص۳۷ ج۸)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دومسلمان (آپس میں) مصافحہ کرتے ہیں تو ان کی دونوں ہتھیلیاں (ایک دوسرے سے) الگ نہیں ہوتیں کہ دونوں کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حماد رحمہ اللہ نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا

(۱)...... وصافح حمّادُ بنُ زيدٍ ابنَ المبارك بيَديه۔

(بخاری ص۹۲۶ ج۲، باب الاخذ باليدين ، قبل رقم الحديث :۶۲۶۵)

ترجمہ:......حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرمایا۔

قرآن کریم میں لفظ ''ید'' مفرد بول کر تثنیہ مراد لیا گیا ہے

(۱)......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنۡ بَسَطۡتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقۡتُلَنِیۡ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ﴾۔

(پ:۶،سورۂ مائدہ،آیت نمبر:۲۸)

ترجمہ:......اگرتم نے مجھے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تب بھی میں تمہیں قتل کرنے کو اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔

تشریح:...... یہاں ید مفرد بول کر دونوں ہاتھ مراد لئے گئے ہیں۔کیا کوئی ایک ہاتھ سے قتل کرے گا؟

(۲)......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ﴾۔

(پ:۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت نمبر:۲۹)

ترجمہ:......اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ)اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھو۔

تشریح:...... یہاں ید مفرد بول کر دونوں ہاتھ مراد لئے گئے ہیں۔

حدیث میں لفظ ''ید'' مفرد بول کر تثنیہ مراد لیا گیا ہے

حدیث شریف میں لفظ ''ید'' کا استعمال کثرت کے ساتھ دونوں ہاتھوں کے لئے ہوتا ہے،اور عربی محاورہ میں بھی ''ید'' دونوں ہاتھوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ چند احادیث نقل کی جاتی ہیں جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لفظ ''ید'' کا استعمال دونوں ہاتھوں کے لئے ہوا ہے۔

(۱)......عن ابی هريرة رضی الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : اذا توضأ احدكم فليجعل فی انفه ماء ثم لينتثر ' ومن استجمر فليوتر ' واذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده قبل ان يُدخلها فی وضوئه ' فانّ احدَكم لا يدری اين باتت يده ۔(بخاری ص۲۸ ج۱، باب الاستجمار وترا ، كتاب الوضوء ،رقم الحديث :۱۶۲)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر اس کو جھاڑ لے،اور جو استنجاء کرے تو طاق عدد (ڈھیلے سے) کرے۔اور جب تم میں سے کوئی بیدار ہو تو وضو کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں دھولے،اس لئے تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری؟۔

تشریح:......اس حدیث میں دونوں ہاتھ ہی مراد لئے جائیں گے،ایک ہاتھ مراد لینا ممکن

نہیں۔

(۲)......عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه : عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده ' والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه۔

(بخاری، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه و بیده ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث:۱۰۔

اور: باب الانتهاء عن المعاصی ، کتاب الرقاق ، رقم الحدیث :۶۴۸۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:(کامل)مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے)مسلمان محفوظ رہیں'اورمہاجر(کہلانے کا مستحق)وہ ہے جواللہ کے منع کئے کاموں کوچھوڑ دے۔

تشریح:......یہاں ید مفرد بول کردونوں ہاتھ مراد لئے گئے ہیں۔

(۳)......عن ابی سعید رضی الله عنه : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده ' فان لم یستطع فبلسانه ' فان لم یستطع فبقلبه ' وذلک اضعف الایمان ۔

(مسلم، باب بیان کون النهی عن المکنر من الایمان ، کتاب الایمان ، رقم الحدیث :۴۹)

ترجمہ:......حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:تم میں سے جوشخص کسی برائی کو دیکھےتو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے،اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہوتو زبان سے روک دے،اوراگرزبان سے بھی طاقت نہ ہوتو دل سے اس کو برا سمجھے،اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

تشریح:......یہاں ید مفرد بول کردونوں ہاتھ مراد لئے گئے ہیں۔

''مسلم شریف'' کی ایک طویل حدیث میں: آپ ﷺ کی یہ دعا آئی ہے:

(۴)......عن ابن عباس رضی الله عنهما:....... وكان فی دعائه : اللّهم اجعل فی قلبی نورا ، وفی بصری نورا ، و فی سمعی نورا ، الخ۔

(مسلم، باب صلوة النبی صلی الله علیه وسلم و دعائه باللیل ، صلوة المسافرین ، رقم الحدیث : ۷۶۳)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:.....(رسول اللہ ﷺ) اپنی دعا میں یہ ارشاد فرماتے تھے کہ: اے اللہ! میرے دل کو منور فرما دیجئے، اور میری آنکھ کو روشن فرما دیجئے، اور میرے کان کو نور عطا فرما دیجئے۔

تشریح:...... یہاں بصر مفرد بول کر دونوں آنکھیں مراد لی گئی ہیں، کیا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ یہاں مفرد مراد ہے، اور ایک ہی آنکھ کے لئے نور کی دعا مانگی جارہی ہے۔ اسی طرح سمع مفرد بول کر دونوں کان مراد لئے گئے ہیں، کیا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ یہاں مفرد مراد ہے، اور ایک ہی کان کے لئے نور کی دعا مانگی جارہی ہے۔

(۵)......عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال : خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی یده کتابان ، فقال : أتدرون ماهذان الکتابان ؟ فقلنا : لا ، یا رسول الله اِلّا ان تُخبِرنا ، فقال : للّذی فی یده الیُمنی : هذا کتاب من ربّ العالمین فیه اسماء اهل الجنة واسماء آبائهم وقبائلهم ، ثم اُجمِل علی آخِرهم فلا یُزاد فیهم ولا یُنقَص منهم ابدا ، ثم قال للّذی فی شماله : هذا کتاب من رب العالمین ، فیه اسماء اهل النّار واسماء آبائهم وقبائلهم ، ثم اُجمِل علی آخِرِ هم فلا یُزاد فیهم ولا یُنقص منهم ابدا ، فقال اصحابه : ففیم العملُ یا رسول الله ! ان کان اَمْرٌ قد فُرِغ منه ؟ فقال : سَدِّدُوا وقاربوا ، فانّ صاحب الجنّة یُختم له بعملِ اهل الجنّة وإن عمِل

ایّ عـمَـلٍ وان صـاحـب الـنار یُختم له بعمل اهل النار وانُ عمِل ایّ عملٍ ، ثم قال : رسول الله صلی الله علیه وسلم : بیدیه فنبذهما ثم قال : فرغ ربکم من العباد ' فریق فی الجنّة وفریق فی السّعیر۔

(ترمذی ص۳۶ ج۲، باب ما جاء ان الله کتب کتابا لاهل الجنة واهل النار، ابواب القدر ، رقم الحدیث :۲۱۴۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ گھر میں سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے ، درانحالیکہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں دو رجسٹر تھے، پس فرمایا: جانتے ہو یہ دو رجسٹر کیا ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! مگر یہ کہ آپ ہمیں بتلائیں (تو ہم جان سکتے ہیں) پس آپ ﷺ نے اس رجسٹر کے لئے جو آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھا' فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پالنہار کی طرف سے ایک رجسٹر ہے جس میں جنتیوں کے' ان کے باپ دادوں کے' اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں، پھر ان کے آخر میں میزان لگادی گئی ہے، (یعنی ٹوٹل کر دیا گیا ہے) پس کبھی بھی نہ تو ان میں کوئی اضافہ کیا جائے گا اور نہ ان میں کوئی کمی کی جائے گی، پھر آپ ﷺ نے اس رجسٹر کے لئے جو آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ میں تھا' فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پالنہار کی طرف سے ایک رجسٹر ہے، اس میں جہنمیوں کے' ان کے باپ دادوں کے' اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں، پھر ان کے آخر میں میزان لگادی گئی ہے، پس کبھی بھی نہ تو ان میں کوئی اضافہ کیا جائے گا اور نہ ان میں کوئی کمی کی جائے گی۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: پس عمل کا کیا فائدہ اے اللہ کے رسول! اگر یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے نمٹا جا چکا ہے؟ (یعنی جنت اور جہنم میں جانے والے طے ہو چکے ہیں تو اب عمل سے کیا فائدہ؟) پس آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک

ٹھیک چلو اور قریب قریب رہو، پس بیشک جنتی کی زندگی کا اختتام جنتیوں کے عمل پر ہوگا، اگر چہ وہ کوئی عمل کرتا رہا ہو، اور بیشک دوزخی کی زندگی کا اختتام دوزخیوں کے عمل پر ہوگا اگر چہ وہ کوئی عمل کرتا رہا ہو۔ پھر نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا (پس دونوں رجسٹروں کو ڈال دیا) پھر فرمایا: تمہارے پروردگار بندوں کے معاملات سے نمٹ چکے: ایک فریق جنت میں ہے اور ایک فریق دوزخ میں۔ (تحفۃ الالمعی ص ۱۵۰ ج ۵)

تشریح:...... یہاں ید مفرد بول کر دونوں ہاتھ مراد لئے گئے ہیں۔ کوئی بھی صاحب عقل اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

مرغوب المقال فی تشریح

”لا تُشد الرحال“

بعض حضرات نے حدیث:”لا تُشد الرحال“ کی بنا پر آپ ﷺ کے روضۂ اقدس کی نیت سے مدینہ منورہ کی حاضری کو نا جائز تک کہہ دیا، اس رسالہ میں آپ ﷺ کی ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے، جن سے معلوم ہوگا کہ روضہ کی نیت سے سفر کے بڑے فضائل آئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مقدمہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: چند حضرات کے علاوہ جن کا خلاف کچھ معتبر نہیں بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس ﷺ کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں ہے، اور افضل ترین عبادات میں سے ہے، اور اعلی درجات تک پہنچنے کا کامیاب ذریعہ اور پر امید وسیلہ ہے، اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے، بلکہ بعض علماء نے واجب کہا ہے اس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو، اس کا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا (اور ظلم) ہے۔ (فضائل حج ص۹۴)

روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر اور علماء دیوبند کا مسلک

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلی درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات بلکہ واجب کے قریب ہے، گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو، اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے مشترکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے، پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی، اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے، اور اس کی موافقت خود حضرت ﷺ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ: جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ (المہند علی المفند ''عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین'' ص۲۱۸)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا باطل اور غلط مسلک

ائمۂ اربعہ اور جمہور اہل سنت کا مسلک بھی یہی ہے، صرف حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کی اتباع میں ایک جماعت کا غلط اور باطل مسلک یہ ہے کہ آپ کی قبر اطہر کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا ممنوع ہے، اور اس مضمون کی ساری روایات کا وہ ضعیف اور موضوع کہہ کر انکار کرتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رد میں شیخ تقی الدین سبکی شافعی رحمہ اللہ نے ''شفاء السقام فی زيارة سيد خير الانام ''لکھی، اس میں انہوں نے روضۂ مطہرہ کی فضیلت اور ترغیب میں متعدد حدیثیں نقل کی ہیں، جن میں سب سے پہلی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ''من زار قبری حلت له شفاعتی '' لائے ہیں، پھر اس کی سند اور اس کے متعدد طرق پر بسیط کلام کیا ہے کہ یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ضرور ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد حافظ ابو عبداللہ عبدالہادی حنبلی رحمہ اللہ نے ''شفاء السقام'' کے جواب میں ''الصارم'' لکھی، اور اس میں '' شفاء السقام'' کی تمام احادیث پر محدثانہ کلام کر کے دکھایا ہے کہ یہ سب حدیثیں ضعیف یا منکر ہیں، لیکن اس کے باوجود انہوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت از قبیلۂ قربات و مستحبات اور موجب برکات ہے، اور لکھا ہے کہ: ہمارے شیخ ابن تیمیہ کا مسلک بھی یہی ہے، اور جو لوگ ان کی طرف اس کے خلاف منسوب کرتے ہیں وہ شیخ پر افترا کرتے ہیں، بلکہ انہوں نے ابن تیمیہ کے مناسک کے حوالہ سے زیارت نبوی ﷺ کے پورے آداب اور محبت و توقیر سے بھرپور اور ایمان افروز ایک سلام بھی نقل کیا ہے، جو حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے زائرین ہی کے لئے لکھا ہے۔ (معارف الحدیث ص۲۹۶ ج۴)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد کی اس بات سے اتفاق کیا جاتا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ قبر اطہر کی زیارت کو قرابت سمجھتے ہیں، لیکن روضہ اطہر کی نیت سے مدینہ منورہ کے سفر کے بارے میں بہرحال ان کی رائے جمہور اہل سنت سے مختلف ہے۔

قبر اطہر کی زیارت کے بارے میں ابن تیمیہ کا مسلک اور ان کا فتوی

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"واما اذا كان قصده بالسفر زيارة قبر النبى صلى الله عليه وسلم دون الصلوة فى مسجده، فهذه المسألة فيها خلاف، فالذى عليه الائمة و اكثر العلماء ان هذا غير مشروع ولا مامور به لقوله صلى الله عليه وسلم : لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد : المسجد الحرام و مسجد الرسول ومسجد الاقصى"۔

(مجموعۃ الفتاوی ص۱۹ ج۲۷، مطبوعہ دار الجیل، ریاض ۱۴۱۸ھ)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی شخص محض رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے قصد سے سفر کرے نہ کہ مسجد نبوی میں نماز کے قصد سے تو یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ اس بارے میں اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ یہ سفر جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کجاوے صرف تین مساجد کی طرف باندھے جائیں مسجد حرام کی طرف، میری مسجد کی طرف اور مسجد اقصی (بیت المقدس) کی طرف"۔

(نعمۃ الباری ص۳۳۴ ج۳، تحت رقم الحديث:۱۱۸۹)

"واما اذا قدر ان ياتى المسجد فلم يصل فيه ولكن اتى القبر ثم رجع فهذا هو الذى انكره الائمة كمالك وغيره، وليس هذا مستحبا عند احد من العلماء، وهو محل النزاع هل هو حرام أو مباح؟ وما علمنا احدا من علماء المسلمين استحب

مثل هذا ' بل انکروا اذا کان مقصوده بالسفر مجرد القبر من غیر ان یقصد الصلوۃ فی المسجد و جعلوا هذا من السفر المنهی عنه''۔

(مجموعۃ الفتاوی ص۱۸۳ ج۲۷، مطبوعہ دارالجیل ' ریاض ۱۴۱۸ھ)

جو شخص مسجد نبوی میں آ کر نماز ادا نہ کرے، بلکہ فقط قبر پر حاضری دے کر چلا گیا تو امام مالک اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ نے اس کو ناپسند قرار دیا ہے، اور کسی عالم کے نزدیک بھی یہ ارادہ مستحب نہیں ہے، بلکہ اختلاف ہے کہ کیا ایسا ارادہ حرام ہے یا ناجائز؟ ہمیں تو کسی عالم کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے اس طرح کے سفر کو مستحب قرار دیا ہو، بلکہ جب کسی شخص کا مقصد فقط قبر کی زیارت کرنا ہو اور مسجد نبوی میں نماز کا قصد نہ ہو تو اس سفر کو علماء نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے، اور اسے ممنوع سفر میں شمار کیا ہے۔

(نعمۃ الباری ص۳۳۵ ج۳، تحت رقم الحدیث ۱۱۸۹)

نہ معلوم حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ کس طرح لکھ دیا؟ حالانکہ جمہور مشائخ محدثین اور فقہاء نے کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ اور آثار صحابہ اور اجماع امت سے زیارت قبر معظم کو مستحب قرار دیا ہے، اور بعض نے اسے واجب بھی کہا ہے۔ ائمۂ اربعہ کی عبارات کے اردو ترجمے اور ان کے حوالوں کے لئے دیکھئے! عمدۃ المناسک ص۶۹۳۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف اکابر کی تنقید

اسی لئے اکابر امت نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھرپور تعاقب کیا، بلکہ بعض حضرات نے اس مسئلہ کی وجہ سے ان کے خلاف سخت جملے تک لکھے ہیں۔ اس لئے اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ ان کی یہ رائے' دوسرے چند مسائل کی طرح امت مسلمہ کے اکابر کے خلاف ہے، بلکہ بقول بعض اکابر کے غلط اور باطل ہے۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ابن تیمیہ حدیث شد رحال کی وجہ سے نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے سفر کو حرام قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ ناگوار صورت حال ہے، دونوں جانب سے اس کے دلائل ذکر کرنے میں طوالت ہے۔ اور ابن تیمیہ سے جو انتہائی مکروہ مسائل منقول ہیں یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے۔

(فتح الباری ص ۶۶ ج ۳، مطبوعہ نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱۔ شرح مسلم ص ۶۴ ۷ ج ۳)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وقد فرط ابن تیمة من الحنابلة حیث حرم السفر لزیارة النبی صلی الله علیه وسلم کما افرط غیره۔

ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں تفریط کی ہے، کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ اس مسئلہ میں بعض لوگوں نے افراط کیا ہے۔ (آگے ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بڑی سخت بات لکھی ہے)

(شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ص ۵۱۴ ج ۳، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔ شرح مسلم ص ۶۵ ۷ ج ۳)

علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ نے ''الفتاوی الحدیثیہ'' میں ابن تیمیہ کے متعلق اس قدر سخت الفاظ لکھے ہیں کہ ان کو نقل کرنا بھی مشکل ہیں۔ دیکھئے! ص ۹۹ ۳/ ۷ ۱/ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی، مصر۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بے شک بڑے آدمی ہیں اور ان کا علم بھی بڑا ہے، لیکن انہیں جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے تو اس پر ایسے جم جاتے ہیں کہ ذرا اِدھر اُدھر نہیں ہوتے۔

بعض اوقات غلو کی حد تک پہنچ جاتے ہیں، کسی نے ادب کے ساتھ بڑا اچھا تبصرہ کیا ہے کہ:
''کان علمه اکبر من عقله'' ان کا علم ان کی عقل سے زیادہ تھا۔

غرض اس حدیث کی بنیاد پر وہ یہاں تک چلے گئے کہ روضہ اقدس کی زیارت کے سفر کو بھی ناجائز قرار دے دیا۔ اب ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ سے محبت اور عشق ہوتا ہے، اس واسطے لوگوں کو غصہ آ گیا اور لڑائی شروع ہوگئی، کفر کے فتوے بھی جاری ہوئے، ابن تیمیہ پر کفر کا فتوی بھی لگا، تو اس حد تک تو جانا ٹھیک نہیں ہے کہ کفر کے فتوے جاری ہوں، لیکن ابن تیمیہ نے جو بات کہی ہے وہ یقیناً سو فیصد غلط ہے، چاہے وہ کتنے ہی بڑے آدمی ہوں، لیکن ان کی یہ بات صحیح نہیں۔ (انعام الباری ص۳۴۲ ج۴)

اسی مسئلہ کی وجہ سے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اخیری عمر میں جیل جانا پڑا اور وہیں جیل میں ان کی وفات کا حادثہ پیش آیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے! تاریخ دعوت وعزیمت ص۱۱۴ ج۲)

نیت تابع کی ہو یا متبوع کی؟

تعجب ہے کہ جس ذات اقدس (ﷺ) کی وجہ سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کو فضیلت ملی، ان کی نیت تو تابع ہو اور متبوع کی نیت اصل کی جائے، یہ خود اس مسلک کے غلط ہونے کی بدیہی دلیل ہے۔ اگر آپ ﷺ وہاں تشریف نہ لے جاتے اور آپ کی قبر اطہر مدینہ منورہ میں نہ ہوتی تو کون وہاں کا سفر کرتا؟ اور کیسے اس مسجد کو وہ فضیلت واہمیت حاصل ہوتی جو اس کو آپ ﷺ کی وجہ سے اس وقت حاصل ہے۔

قطع نظر اس بات سے کہ روایات میں ضعف ہے یا نہیں؟ ہر زمانہ میں یعنی دور صحابہ سے لے کر آج تک آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے کا اہتمام اہل سنت مسلمانوں کا معمول رہا ہے، اور جو بات دور اول سے لے آج تک مسلسل معروف ومتوارث رہی ہو اس

کا انکار کرنا جہالت ہے، یہ توارث وتعامل خود ایک مستقل حجت ہے، اور اس کی حیثیت محدثین وفقہاء کے نزدیک صحیح حدیث سے بھی بڑھ کر ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں کسی مسئلہ کے بیان میں ضعیف حدیث کا ذکر کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں: ''وعلیہ عمل اهل العلم من الصحابة والتابعین ''یعنی اس مسئلہ میں حدیث تو ضعیف ہے، مگر صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔

خیر القرون کا عمل حجت ہے، شوکانی صاحب کا اقرار

اس سے معلوم ہوا کہ اصل چیز خیر القرون کے لوگوں کا عمل ہے، اگر کسی بات پر ان کا عمل ہے تو وہ بہت پختہ شرعی حجت ہے، اسی کو اجماع سے تعبیر کرتے ہیں، اور جس چیز پر امت کا اجماع ہو اس کے خلاف بعض لوگ اگر آواز بلند کرتے ہیں تو اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ شوکانی صاحب کو بھی لکھنا پڑا:

''واحتج ایضا من قال بالمشروعیة بانه لم یزل آداب المسلمین القاصدین للحج فی جمیع الازمان علی تباین الدار واختلاف المذاهب' الوصول الی المدینة المشرفة لقصد زیارته ' ویعدون ذلک من افضل الاعمال ' ولم ینقل ان احدا انکر ذلک علیهم فکان اجماعا''۔ (نیل الاوطار ص۱۰۴ج۲)

یعنی جو لوگ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے کو مشروع سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ ہر زمانہ میں ہر ملک اور ہر مذہب کے لوگ اس زیارت کو افضل اعمال سمجھتے رہے ہیں، اور حج کے موسم میں مدینہ مشرفہ آپ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں، مسلمانوں کا یہ دستور ہر دور میں رہا ہے، اور کسی دور میں بھی اس پر نکیر نہیں کی گئی ہے، اس لئے قبر شریف کی زیارت کا عمل امت مسلمہ کا اجماعی مذہب ہے۔

مزید تحقیق کے لئے حضرت لکھنوی رحمہ اللہ کی تصنیف ''الرفع التکمیل ''(ص۲۵۲) اور''شفاء السقام للسبکی '' کا مطالعہ مفید ہوگا۔(ارمغان حق،ص۱۰۷ج۳)

الغرض اس رسالہ میں قبر اطہر کی زیارت کے سلسلہ میں:۲۰؍احادیث جمع کی گئی ہیں، ان پر محدثانہ کلام مقصود ہوتو ''فتاوی دارالعلوم زکریا'' (ص۴۷۹ج۳) کا مطالعہ کیا جائے، طوالت کے خوف سے سب کا نقل کرنا مشکل ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی کا زیارت کی احادیث کوضعیف کہنا حجت نہیں

شیخ ناصر الدین البانی نے بھی قبر کی زیارت کے سلسلے میں جتنی احادیث ہیں ان سب پر ضعف ہونے کا حکم لگایا ہے۔اس کے جواب میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

شیخ ناصر الدین البانی صاحب (اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے) تصحیح وتضعیف کے بارے میں حجت نہیں ہیں، چنانچہ انہوں نے''بخاری اور مسلم'' کی بعض احادیث کوضعیف کہہ دیا۔اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک ہی حدیث کے بارے میں بڑی شدومد سے کہہ دیا کہ یہ ضعیف ہے' ناقابل اعتبار ہے' مجروح ہے' ساقط الاعتبار ہے،اور پانچ سال کے بعد وہی حدیث آئی ،اس پر گفتگو کرنے کے لئے کہا گیا تو کہا: یہ بڑی پکی اور صحیح حدیث ہے، یعنی جس حدیث پر بڑی شدومد سے نکیر کی تھی،آگے جا کر بھول گئے کہ میں نے کیا کہا تھا۔تو ایسے تناقضات ایک دونہیں ،بیسیوں ہیں،اور کہا جارہا ہے کہ یہ حدیث کی تصحیح وتضعیف کے بارے میں''مجدد هذه المأة''ہیں۔

بہرحال عالم ہیں، عالم کے لئے ثقیل لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے ،لیکن ان کے انداز گفتگو میں سلف صالحین کی جو بے ادبی ہے اوران کے طریقۂ تحقیق میں جوایک روکھا پن

ہے جس کے نتیجے میں صحیح حدیثوں کو بھی ضعیف قرار دے دیتے ہیں، اور جہاں اپنے مطلب کی بات ہوتی ہے وہاں ضعیف کو بھی صحیح قرار دے دیتے ہیں، اس لئے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔حدیث کی تصحیح وتضعیف کوئی آسان کام نہیں ہے۔

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندر داند

علماء کرام نے فرمایا کہ: چوتھی صدی ہجری کے بعد کسی آدمی کا یہ مقام نہیں ہے کہ وہ سلف کی تصحیح وتضعیف سے قطع نظر کر کے خود تصحیح وتضعیف کا حکم لگائے کہ میرے نزدیک یہ صحیح ہے اور یہ ضعیف ہے۔ یہاں تک کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے شخص بھی یہ نہیں کہتے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ''رجاله رجال الصحيح ' ورجاله ثقات'' یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اپنی طرف سے تصحیح کا حکم نہیں لگاتے۔ کہتے ہیں کہ: میرا یہ مقام نہیں ہے کہ تصحیح کا حکم لگاؤں۔آج جو لوگ کہتے ہیں کہ ''هذا عندي ضعيف ''اس کا جواب وہی ہے جو پہلے ایک شعر میں بتایا گیا تھا کہ ۔

يقولون هذا عندنا غير جائز ومن انتم حتى يكون لكم عند

باقی حدیث: ''من زار قبري وجبت له شفاعتي '' کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ محدثین نے اس کو حسن قرار دیا ہے، باقی حدیثوں کی اسناد بے شک ضعیف ہیں، لیکن ایک تو تعدد طرق اور شواہد کی بنا پر، دوسرے تعامل امت کی بنا پر مؤید ہو کر وہ قابل استدلال ہیں۔(انعام الباری ص ۳۴۶ ج ۴)

اللہ تعالی اس حقیر محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور راقم اور معاونین کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

تین مساجد کے علاوہ سفر کی ممانعت اور روضہ اقدس کی زیارت کا حکم

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا تُشد الرحال الا الی ثلا ثة مساجد : المسجد الحرام و مسجد الرسول ومسجد الاقصی۔

(بخاری، کتاب فضل الصلوة فی مسجد مكة و المدینة ، رقم الحدیث:۱۱۸۹/۱۱۹۷۔مسلم، باب فضل المساجد الثلا ثة ، رقم الحدیث:۱۳۹۷۔ابوداؤد، باب ما اتیان المدینة ، رقم الحدیث: ۲۰۳۳۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلوة فی مسجد بیت المقدس ، رقم الحدیث:۱۴۰۹)

ترجمہ:......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین مسجدوں کے سوا سفر نہ کیا جائے، مسجد حرام' مسجد رسول اور مسجد اقصی۔

تشریح وتوضیح:......علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے تین کی خصوصیت کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ: مسجد حرام تو مسلمانوں کا قبلہ ہے اور حج کا تعلق بھی اسی سے ہے، اور مسجد نبوی کی بنیاد تقوی پر ہے، اور مسجد اقصی پہلی امتوں کا قبلہ رہا ہے۔

''خص الثلا ثة ' لان الاول الیه الحج والقبلة ، والثانی اسس علی التقوی ، والثالث قبلة الامم الماضیة''۔(فیض القدیر ص۵۲۴ ج٦، تحت رقم الحدیث:۹۸۰۲)

اس حدیث کی وجہ سے بعض علماء نے آپ ﷺ کے روضہ کی زیارت کی نیت سے سفر کو ممنوع لکھا ہے، ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے، ان کا کہنا ہے کہ نیت مسجد نبوی کی زیارت کی ہو اور وہاں پہنچ کر روضہ انور کی زیارت بھی حاصل ہو جائے گی۔

لیکن جمہور علماء کے نزدیک مذکورہ حدیث شریف میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر کی ممانعت مقصود ہے، کیونکہ یہ تین مساجد شرف ومجد اور عظمت کے اعتبار سے

امتیازی شان کی حامل ہیں، جب کہ دوسری مساجد مساوی درجہ رکھتی ہیں، ان میں کوئی خصوصی وجہ امتیاز نہیں پائی جاتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

کسی آدمی کو جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھنے کی غرض سے ان مساجد کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرے۔ اس حدیث میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر کی ممانعت وارد ہوئی ہے، جبکہ دوسری مساجد کی زیارت کی نیت سے جانا جائز ہے، جیسا کہ کسی بزرگ، رشتہ دار، دوست، طلب علم، تجارت یا سیر وتفریح کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری ص ۶۵ ج ۳)

''لا تشد الرحل الی مسجد للصلاة فیه الا الی الثلاثة''۔

یہ حدیث ان حضرات کے قول کی تردید کرتی ہے، جو حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر اور صلحاء کی قبور کی زیارت سے منع کرتے ہیں۔ (فتح الباری ص ۶۶ ج ۳)

اس کی تائید اور ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جو مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''لا ینبغی للمطی ان تشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلاة غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی و مسجدی هذا ''۔

(مسند امام احمد ص ۶۴ ج ۳، رقم الحدیث: ۱۱۶۰۹)

کسی کے لئے جائز نہیں کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف نماز کی نیت سے سفر کرے۔

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے جمہور کے مسلک پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (درس ترمذی ص ۱۱۲/۱۱۳ ج ۲)

محدث کبیر امام نووی رحمہ اللہ (شرح مسلم ص۴۳۳ ج۱) میں تحریر فرماتے ہیں:

تین مساجد کے علاوہ صلحاء کی قبور اور دور دراز سفر اختیار کرنے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، بعض اسے حرام قرار دیتے ہیں اور بعض جواز کے قائل ہیں۔ ہمارے علماء کے نزدیک صحیح بات وہی ہے جسے امام الحرمین اور محققین علماء نے اختیار کیا ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی جگہ کے لئے سامان سفر باندھنا نہ تو حرام ہے اور نہ ہی مکروہ۔

محدث شہیر علامہ علی بن سلطان محمد القاری فرماتے ہیں:

حدیث: ''لا تشد الرحال '' انبیاء واولیاء کی قبور کی زیارت کے مانع نہیں ہے، کیونکہ زیارت کا حکم حدیث صریح سے ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ' فان فی زيارتها تذكرة ''۔

(ابوداؤد ص۴۴ ج۲، کتاب الجنائز ، باب فی زیارة القبور ، رقم الحدیث:۳۲۳۵)

میں نے زیارت قبور سے تمہیں منع کیا تھا، سو قبروں کی زیارت کرو، بے شک زیارت قبور سے نصیحت حاصل ہوتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں سفر کی ممانعت تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی زیارت کے لئے سامان سفر باندھنے کے متعلق ہے۔ (مرقاة المفاتیح ص۱۹۰ ج۲)

حضرت سہارنپوری کا زیارت قبر اطہر پر عجیب استدلال

محدث جلیل علامہ خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اور رہا معاملہ حدیث ''لا تشد الرحال '' کا تو اس حدیث میں قبر اطہر کی زیارت کی ممانعت کا کہیں ذکر تک موجود نہیں ہے، بلکہ صاحب فہم اگر غور کریں تو یہی حدیث بدلالت

النص جواز پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ جو علت مساجد ثلاثہ کو دیگر مساجد اور مقامات سے مستثنی ہونے کی قرار پائی ہے، وہاں مساجد کی فضیلت ہی تو ہے، اور بقعہ شریفہ میں فضیلت تو بے انتہاء ہے، اس لئے کہ وہ زمین مقدس جو سید الکونین رحمت دارین ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے' وہ علی الاطلاق افضل ہے، یہاں تک کہ وہ کعبۃ اللہ' عرش عظیم' اور کرسی سے بھی افضل اور اکرم ہے، چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور جب کعبۃ اللہ کی فضیلت کی وجہ سے تین مسجدیں عموم سے مستثنی ہوگئیں تو بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے باعث بدرجہ اولی مستثنی ہوگا۔ (المہند علی المفند ص ۱۰۱/۱۱۔ عمدۃ المناسک ص ۶۸۸)

علامہ ابن تیمیہ نے اس پر ایک مسئلہ کھڑا کر دیا ہے کہ حصول قربت کے لئے ان تین مساجد کے علاوہ کسی بھی جگہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ ''لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد '' اس میں اگر غور کریں تو الا استثناء مفرغ ہے۔ استثناء مفرغ: وہ ہوتا ہے جس کا مستثنی منہ لفظوں میں مذکور نہ ہو، اور یہاں بھی مستثنی منہ لفظوں میں مذکور نہیں ہے اس لئے محذوف نکالنا ہوگا۔

علامہ ابن تیمیہ کا مذہب اس وقت صحیح ہوگا جب مستثنی منہ محذوف یہ نکالیں: ''لا تشد الرحال الی شئی الا الی ثلاثة مساجد '' سوائے ان تین مساجد کے کسی بھی چیز کی طرف شد رحال نہیں کیا جا سکتا۔

اگر یہ محذوف مانا جائے تو پھر دنیا کا کوئی سفر بھی ان تین سفروں کے علاوہ جائز نہ ہوگا، اور یہ درست نہیں، اور '' الی شئی '' محذوف نکالے بغیر ان کا منشأ پورا نہیں ہوتا۔

جمہور کہتے ہیں کہ: جب استثناء مفرغ ہو تو مستثنی منہ' مستثنی کی جنس سے ہوتا ہے،، کیونکہ استثناء میں اصل اتصال ہوتا ہے نہ کہ انقطاع، لہذا جب آگے مساجد کا ذکر ہے تو

مستثنی منہ بھی مساجد ہی ہونا چاہئے ”ای لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلاثة مساجد“ کہ کسی بھی مسجد کی طرف حصول فضیلت کے لئے شدرحال درست نہیں ،مگر ان تین مساجد کی طرف۔

اب مساجد کے علاوہ دوسری چیزوں کی طرف جو شدرحال کیا جاتا ہے ،حدیث میں اس بارے میں سکوت ہے ،لہذا مسکوت عنہ اشیاء کو ان کی اپنی ذات میں دیکھا جائے گا کہ مسکوت عنہ اشیاء کی طرف سفر کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟

مسکوت عنہ میں سینما دیکھنے کے لئے سفر کرنا بھی داخل ہے ،اور یہ حرام ہوگا ،اس میں حصول علم کے لئے سفر کرنا بھی داخل ہے اور یہ حلال ہوگا ،اسی طرح اس میں نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی طرف سفر کرنا بھی داخل ہے ٗ جو ہزار ہا فضیلتوں کا موجب ہے اور جس کے بارے میں احادیث بھی موجود ہیں ،جن کی تردید میں علامہ ابن تیمیہ نے پورا زور اور قلم صرف کیا ہے ،وہ متعدد احادیث ہیں جن میں ایک حدیث: ”من زار قبری وجبت له شفاعتی“ ہے جس کی سند حسن ہے ،باقی احادیث کی اسانید ضعیف ہیں۔

لیکن آپ یہ اصول پڑھ چکے ہیں کہ اگر اسانید ضعیف ہوں لیکن مؤید بتعامل الامۃ ہوں (امت نے اس کو عملاً قبول کیا ہو) تو مقبول ہوتی ہیں ،اور ساری امت صحابہ کرام ٗ تابعین ٗ تبع تابعین سب کا اس پر تعامل رہا ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ کے لئے سفر کرتے تھے۔اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنا موجب فضیلت ہے اور افضل القربات میں سے ہے۔لہذا اہل سنت علماء دیوبند کا مذہب یہی ہے کہ جب آدمی مسجد نبوی جائے ٗ مدینہ منورہ جائے تو روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی نیت کرے ،نہ کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی ،اصل مقصد زیارت روضہ کو بنائے۔

مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر غیر معقول امر ہے

اس لئے کہ ویسے بھی یہ غیر معقول بات ہے کہ آدمی مکہ مکرمہ میں ہے جہاں مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے، اب وہ ایک لاکھ کی جگہ ایک ہزار نمازوں کے ثواب کے لئے سفر کرے' اور ننانوے ہزار کا نقصان کرے اور ثواب کم کرے تو احمق ہوا کہ مسجد حرام کا ثواب چھوڑ کر مسجد نبوی کی طرف جارہا ہے جس میں ننانوے ہزار کی کمی ہے۔

جب حدیث میں ایک مسجد سے دوسری مسجد کی طرف سفر کو منع کیا گیا ہے، جب ثواب برابر ملتا ہو تو ایسی صورت میں وہ ایسی جگہ ہو جہاں ثواب زیادہ ہو اور ایسی جگہ جانے کی نیت کرے جہاں ثواب کم ہو، یہ بطریق اولی ممنوع ہونا چاہئے، لہذا مکہ مکرمہ میں رہنے والے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر اس کے سوا نہیں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کرے۔

اگر کوئی شخص کسی مسجد کی طرف جائے اور ثواب زیادہ ہونے کی نیت نہ ہو، مثلا ایک شخص مسجد قرطبہ جاتا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ تاریخی مسجد مسلمانوں نے بنائی تھی، اس کو دیکھنے کا دل چاہ رہا ہے تو جیسے اور چیزیں دیکھنے کے لئے جاتا ہے اس کو بھی دیکھ لے، میں بھی گیا ہوں' یہ درست ہے۔ اسی طرح کوئی بڑی مسجد ہے وہاں لوگ زیادہ ہوتے ہیں، دوست احباب ملیں گے یا وہاں قاری صاحب تلاوت بہت اچھی کرتے ہیں، اس لئے چلا جائے، ہزاروں جواز ہو سکتے ہیں، اس طرح جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(انعام الباری ص ۳۴۶ ج ۴)

زیارت قبر اطہر کے متعلق قرآن کریم کی آیات

(۱)......﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُوْلَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾۔(سورۂ نساء،آیت نمبر:۶۴)

ترجمہ:......اگر وہ لوگ ظلم ومعصیت کے بعد آپ کے پاس آجاتے اور اللہ تعالی سے معافی اور مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی اور مغفرت طلب کرتے تو یقیناً اللہ تعالی کو بخشنے والا اور رحم وکرم کرنے والا پاتے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے عتبی رحمہ اللہ کا واقعہ بیان کرکے (جو صفحہ:۳۴۴ر پر آرہا ہے) واضح کیا ہے کہ زیارت قبر مکرم مستحب ہے،اور جس طرح آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں گنہگاروں کو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم تھا اسی طرح بعد الوصال بھی یہ حکم ہے۔

(۲)......﴿ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ﴾۔(سورۂ نساء،آیت نمبر:۱۰۰)

ترجمہ:......اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے لئے اپنے گھر سے ہجرت کی نیت سے نکل کھڑا ہوا،پھر اتفاقاً اس کو موت نے آلیا،تو ایسے شخص کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو چکا،

علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:علماء امت کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں ہر نیک کام کے لئے سفر کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے،مثلا طلب علم،کسی صدیق وصالح کی زیارت کے لئے۔(روح المعانی ص۱۲۹ ج۵)

الفتح الربانی لترتیب مسند امام احمد الشیبانی مع شرحہ بلوغ الامانی،ص۱۸ ج۲ر میں ہے: مذکورہ آیت سے بھی زیارت نبویہ کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے،جس طرح زندگی میں آپ ﷺ کی خدمت میں آنے کا حکم تھا آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی حاضری کا وہی حکم ہے۔(انوار الباری ص۴۲ تا ۵۴ ج۱۱۔عمدۃ المناسک ص۶۸۰)

زیارت قبر اطہر کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ

شفاعت کا وجوب اور گواہی کا ثبوت

(۱)......من زار قبری وجبت له شفاعتی۔

(سنن الدارقطنی ص۲۴۴ج۲، رقم الحدیث: ۲۶۶۹۔کنز العمال، رقم الحدیث:۴۲۵۸۳)

ترجمہ:......جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۲)......من زار قبری حلت له شفاعتی۔

(وفاءالوفاءص۱۳۳۹ج۴، الفصل الاول فی الاحادیث الواردة نصا ، الحدیث الثانی)

ترجمہ:......جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حق ہوگئی۔

(۳)......من زارنی الی المدینة کنت له شفیعا و شهیدا۔

(وفاءالوفاءص۱۳۴۲ج۴، الفصل الاول فی الاحادیث الواردة نصا ، الحدیث السادس)

ترجمہ:......جوشخص میری زیارت کے لئے مدینہ منورہ آیا، میں اس کے لئے شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔

(۴)......من زارنی فی المدینة محتسبا ' کان فی جواری و کنت له شفیعا یوم القیامة و شهیدا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ص۳۲۱، فصل فی حکم زیارة قبره صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ:......جوشخص اجر ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لئے مدینہ منورہ آیا، میں اس کا پڑوسی ہوں گا اور میں اس کے لئے شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔

(۵)......من زارنی بالمدینة محتسبا کنت له شهیدا أو شفیعا یوم القیامة۔

(کنز العمال، رقم الحدیث:۴۲۵۸۴)

ترجمہ:......جوشخص اجروثواب کی نیت سے میری زیارت کے لئے مدینہ منورہ آیا، میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ ہوں گا یا شفاعت کرنے والا۔

(۶)......من زارقبری کنت له شفیعا و شهیدا۔(کنز العمال، رقم الحدیث:۱۲۳۷۱)

ترجمہ:......جس نے میری قبر کی زیارت کی' میں اس کے لئے شفیع اور گواہ ہوں گا۔

(۷)......من زارنی حتی ینتهی الی قبری کنت له یوم القیامة شهیدا–أو قال : شفیعا–۔(الصارم المنکی فی الرد علی السبکی ، الحدیث الثالث عشر)

ترجمہ:......جو میری زیارت کو آیا اور میری قبر تک پہنچ گیا' میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ ہوں گا–یا شفیع ہوں گا۔

(۸)......من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی ، ومن زارنی حتی ینتهی الی قبری کنت له یوم القیامة شهیدا– أو قاله شفیعا–۔

(الصارم المنکی فی الرد علی السبکی ، الحدیث الثالث عشر)

ترجمہ:......جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ،اور جو میری زیارت کو آیا اور میری قبر تک پہنچ گیا' میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ ہوں گا،–یا فرمایا: شفیع ہوں گا–۔

(۹)......من زارنی بعد موتی فکأنّما زارنی فی حیاتی، ومن مات بأحد الحرمین بُعث من الآمنین یوم القیامة۔(دارقطنی ص۲۴۴ ج۲، رقم الحدیث: ۲٦٦٨)

ترجمہ:......جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ،اور جو شخص مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں مرے گا وہ قیامت کے دن امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

(۱۰)......من زار قبری– أو قال : من زارنی – کنت له شفیعا– أو شهیدا– ومن مات فی احد الحرمین بعث الله فی الآمنین یوم القیامة۔

(بیہقی ص۲۴۵ج۵، رقم الحدیث:۱۰۲۷۳)

ترجمہ:......جس نے میری قبر کی زیارت کی-یا فرمایا: میری زیارت کی- میں اس کے لئے شفیع ہوں گا-یا فرمایا: میں اس کے لئے گواہ ہوں گا- کے لئے ،اور جو شخص مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں مرے گا اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن مامون اٹھائیں گے۔

(۱۱)......من جاء نی زائرا لا تحمله حاجة الا زیارتی ' کان حقا علیّ ان اکون له شفیعا یوم القیامة ۔

(وفاءالوفاءص۱۳۴۰ج۴، الفصل الاول فی الاحادیث الواردة نصا ، الحدیث الثالث)

ترجمہ:......جو شخص میری زیارت کے ارادے سے آئے گا کہ اس کو کوئی دوسری ضرورت میری زیارت کے سوا نہ ہوگی،تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

(۱۲)......من جاء نی زائرا لایعلمه حاجة الا زیارتی ' کان حقا علیّ ان اکون له شفیعا یوم القیامة ۔(معجم طبرانی کبیر، رقم الحدیث :۱۳۱۴۹)

ترجمہ:......جو شخص میری زیارت کے ارادے سے آئے گا کہ اس کو کوئی دوسری ضرورت میری زیارت کے سوا نہ ہوگی،تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

زیارت پر قیامت کے دن پڑوسی ہونے کی بشارت

(۱۳)......من زارنی محتسبا الی المدینة کان فی جواری یوم القیامة۔

ترجمہ:......جو ارادہ کر کے میری زیارت کو مدینہ منورہ آئے تو' وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔(الترغیب والترہیب ص۱۴۵ج۲، الترغیب فی سکنی المدینة ' الخ)

(۱۴)......من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة۔

ترجمہ:......جوارادہ کر کے میری زیارت کو آئے تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس اور پناہ میں ہوگا۔

(بیہقی فی شعب الایمان،مشکوۃ، باب حرم المدینة حرسه الله تعالی ، الفصل الثالث۔

کنز العمال ، رقم الحدیث:۱۲۳۷۳)

زیارت پر فرض کے بارے میں سوال نہ ہوگا

(۱۵)......من حج حجة الاسلام و زار قبری ، وغزا غزوة ، وصلّٰی عَلَیَّ فی بیت المقدس لم یسئله الله عز وجل فیما افترض علیه۔

(وفاءالوفاص۱۳۴۴، الفصل الاول فی الاحادیث الواردة نصا ، الحدیث العاشر)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حج اسلام کا کیا، اور میری قبر کی زیارت کی اور کسی غزوہ میں شرکت کی اور بیت المقدس میں مجھ پر درود پڑھا، تو اللہ تعالی اس کے فرائض کے بارے میں سوال نہ کرے گا۔

(۱۶)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتب له حجتان مبرورتان ، اخرجه الدیلمی ،کذا فی الاتحاف۔

(فضائل حج ص۹۹،فصل:۸،حدیث نمبر:۸)

ترجمہ:......حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص حج کے لئے مکہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔

وفات کے بعد کی زیارت، زندگی کی زیارت کے مانند ہے

(۱۷)......من حج فزارقبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

ترجمہ:......جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کر لی۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان ' کذا فی المشکوۃ ، باب حرم المدینۃ حرسہ اللہ تعالی ، الفصل الثالث۔کنز العمال ، رقم الحدیث:۱۲۳۶۸/۴۲۵۸۲)

(۱۸)......من حج فزارقبری بعد وفاتی ' فکأنما زارنی فی حیاتی۔

ترجمہ:......جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کر لی۔(سنن الدارقطنی ص۲۴۴ ج۲، رقم الحدیث:۲٦٦۷)

(۱۹)......من زارقبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

ترجمہ:......جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کر لی۔(طبرانی کبیر ص۲۲۵ ج۱۲، رقم الحدیث:۱۳۴۹٦)

(۲۰)......من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔

ترجمہ:......جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کر لی۔(الترغیب والترہیب ص۱۴۷ ج۲، الترغیب فی سکنی المدینۃ ' الخ)

زیارت نہ کرنے پر سخت وعید

(۲۱)......من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔(کنز العمال، رقم الحدیث:۱۲۳٦۹)

ترجمہ:......جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے میرے ساتھ بے مروتی کی۔

(۲۲)......من لم یزرقبری فقد جفانی۔

(الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ، لابن نجار ص۱۴۴، الباب السادس عشر: فی ذکر فضل زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:......جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ بے مروتی کی۔

(۲۳)......من زارنی میتا فکأنما زارنی حیا ، ومن زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیامة ، وما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر۔

ترجمہ:......جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی،اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہے،اور میرے جس امتی نے قدرت اور گنجائش کے باوجود میری زیارت نہ کی تو اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

(الدرة الثمينة فی اخبار المدينة ، لابن نجار ص۱۴۴، الباب السادس عشر : فی ذکر فضل زیارة النبی صلی الله علیه وسلم)

آپ کی قبر کی زیارت کرنا ہر مسلمان پر حق ہے

(۲۴)......عن انس رضی الله عنه قال : لما خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم من مکة اظلم منها کل شئی ، ولما دخل المدینة اضاء منها کل شئی ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : المدینة بها قبری وبها بیتی و تربتی ، وحق علی کل مسلم زیارتها۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب حضور اقدس ﷺ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا،اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ: مدینہ میں میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہوگی،اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی زیارت کرے۔

(فضائل حج ص ۹۸، فصل:۸، حدیث نمبر:۶)

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا روضۂ اقدس کی نیت سے سفر فرمانا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شام سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے آنا

(۱)......علامہ سبکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا سفرِ شام حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے عمدہ سندوں سے ثابت ہے، جو متعدد روایات میں مذکور ہے، منجملہ ان کے یہ ہے کہ:

بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ:

مجھے یہاں قیام کی اجازت دیدی جائے،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالیا، اور انہوں نے وہاں قیام فرمالیا، وہیں نکاح کرلیا، اس کے بعد ایک دن خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا: بلال! یہ کیا جفا ہے؟ کیا میری زیارت کرنے کا وقت نہیں ملتا؟ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی تو نہایت غمگین وخوفزدہ اور پریشان تھے، فوراً اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما خبر سن کر تشریف لائے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کہنے کی فرمائش کی، یہ ان سے مل کر لپٹ گئے اور صاحبزادوں کی تعمیل ارشاد میں اذان کہی، آواز سن کر گھروں سے مرد عورتیں بے قرار روتی ہوئی نکل آئیں اور حضور ﷺ کے زمانہ کی یاد نے سب ہی کو تڑپا دیا۔

یہاں استدلال اس خواب سے نہیں ہے، بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سفر سے ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات ص۱۳۶ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا شام سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے آنا

(۳)......سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ملک شام سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے تشریف لائے، مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا اور واپس ملک شام تشریف لے گئے۔ (شفاء قاضی عیاض ص ۷۰ ج ۲)

عمرؓ کا کعب احبارؒ کو بیت المقدس سے روضہ کی زیارت کے لئے لانا

(۲)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب ملک شام فتح ہوا، بیت المقدس کے باشندوں نے صلح کر لی، اور حضرت کعب احبار رحمہ اللہ اسلام سے مشرف ہوکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ بڑے خوش ہوئے، اور واپسی کے وقت حضرت کعب احبار رحمہ اللہ کو پیش کش کی کہ وہ بھی مدینہ منورہ ساتھ چلیں، اور قبر اطہر کی زیارت سے شرف یاب ہوں۔ حضرت کعب احبار رحمہ اللہ نے آپ کی دعوت کو قبول فرما کر آپ ہی کی معیت میں مدینہ منورہ کا سفر فرمایا اور سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبر اطہر پر حاضری دی اور سلام پڑھا۔

ففرح عمر باسلام كعب الاحبار ، ثم قال : هل لك ان تسير معى الى المدينة ' فتزور قبر النبى صلى الله عليه وسلم و تمتع بزياره ' فقلت : نعم يا امير المؤمنين افعل ذلك۔ (شفاء السقام ص ۵۶، زرقانی ص ۳۴۲ ج ۸۔ فتوح الشام ص ۱۵۴)

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا شام سے مدینہ سلام کے لئے قاصد بھیجنا

(۴)......حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ملک شام سے مدینہ طیبہ سلام پیش کرنے کے لئے مستقل طور پر قاصد کو بھیجتے تھے۔ (شفاء قاضی عیاض ص ۶۹ ج ۲)

ایک بدو کا قبر پر سلام پیش کرنا اور مغفرت کی بشارت کا عجیب واقعہ

(۵)......محمد بن عبید اللہ عتبی کہتے ہیں کہ: میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا، اور حاضری کے بعد ایک جانب بیٹھ گیا، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا: یا خیر الرسل! (اے رسولوں کی بہترین ذات ﷺ) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف میں نازل فرمایا:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾۔

ترجمہ:......اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آ جاتے اور آ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے۔ (سورۂ نساء، آیت نمبر:۶۴)

اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں، اور میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں، اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور یہ شعر پڑھے ؎

یا خیر من دُفنت بالقاع اعظمه فطاب من طیبهن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه فیه العفاف و فیه الجود والکرم

اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں، کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی۔

میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے، اس میں جود ہے، اس میں کرم ہے۔

اس کے بعد انہوں نے استغفار کی اور چلے گئے، عتبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ذرا میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ: میری سفارش سے اللہ جل جلالہ نے ان کی مغفرت فرمادی۔

(ذکرہ ابن عساکر فی تاریخہ' وابن الجوزی وغیرھما باسانید ھم ، کذا فی: شفاء الاسقام' والمواھب ، وذکرہ الموافق مختصرا)

اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کیے ہیں، مگر امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو شعر اور نقل کئے ہیں ۔

انت الشفیع الذی ترجی شفاعته علی الصراط اذا ما زلت القدم

و صاحباک لا انساھما ابدا منی السلام علیکم ما جری القلم

آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں، جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا، میری طرف سے تم سب پر سلام ہوتا رہے جب تک کہ دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے (یعنی قیامت تک)۔

نوٹ:...... تفصیل کے لئے دیکھئے! ''عمدۃ المناسک'' ص: ۶۹۰/ اور فضائل حج ص ۱۰۲۔

احادیث النّبویّة

فی ایّام الاضحیّة

اس مختصر رسالہ میں احادیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے کہ قربانی کے ایام تین دن ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت

عن ابن عمر رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا یاکل احدکم من لحم اضحیته فوق ثلاثة ایام۔

(ترمذی شریف، باب فی کراهیة اکل الاضحیة فوق ثلاثة ایام ، ابواب الاضاحی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائیں۔

آپ ﷺ نے ایک سال یہ اعلان کرایا تھا کہ تین دن کے بعد کوئی قربانی کا گوشت نہ کھائے، کیونکہ مدینہ منورہ میں باہر سے بہت سے مسلمان آ گئے تھے، پس آپ ﷺ نے چاہا کہ سب کو گوشت پہنچے، مگر آئندہ سال بھی صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے اس پر عمل کیا تو آپ ﷺ نے پھر اعلان کرایا کہ: ایام قربانی کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھا سکتے ہیں، اور پہلے اعلان کی وجہ سمجھائی کہ یہ مصلحت تھی، مسئلہ نہیں تھا۔ (تحفۃ الالمعی ص۴۴۲ ج۴)

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آپ لوگوں کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے روکا تھا تا کہ باحیثیت لوگ ان لوگوں پر وسعت کریں جن کے پاس قربانی کی وسعت نہیں ہے، یعنی قربانی کرنے والے تین دن تک کھانے کے بقدر گوشت روک کر زائد گوشت غرباء میں تقسیم کریں، مگر چونکہ یہ مصلحت باقی نہیں رہی، اس لئے وہ حکم ختم، اب جب چاہیں کھائیں، کھلائیں اور ذخیرہ کریں۔

حضرت عابس (رحمہ اللہ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ قربانی کے گوشت سے (ایام قربانی کے بعد) منع کیا کرتے تھے؟ صدیقہ رضی

اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں، البتہ ایک سال ایسا ہوا کہ قربانی کرنے والے کم تھے، اس لئے آپ ﷺ نے چاہا کہ قربانی کرنے والے قربانی نہ کرنے والوں کو کھلائیں، بخدا! واقعہ یہ ہے کہ ہم بکری کے کھر اٹھا کر رکھ دیتے تھے اور ایام قربانی کے دس دن کے بعد (جب سارا گوشت نمٹ جاتا تھا) کھاتے تھے۔

(ترمذی شریف، باب فی الرخصة فی اکلها بعد ثلاث، ابواب الاضاحی، تحفۃ الالمعی ص۴۴۲ ج۴)

اس حدیث سے بھی دلیل پکڑی جاتی ہے کہ قربانی تین سے زیادہ جائز نہیں، اس لئے کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع کرنے سے منع فرمایا، چونکہ سب تک قربانی کا گوشت پہنچانا تھا، اور قربانی کا دستور تین دن تک ہی تھا، اس لئے ممانعت بھی تین دن ہی کی فرمائی، بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱):......عن علی رضی الله عنه قال : الاضحی یومان بعد یوم الاضحی۔

(السنن الکبری للبیهقی ص۲۹۷ ج۹، باب من قال الاضحی یوم النحر و یومین بعده)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔

(۲):......عن علی رضی الله عنه قال: النحر ثلاثة ایام ، افضلها اولها۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نحر تین دن تک ہے، لیکن پہلا دن افضل ہے۔

ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ان الفاظ سے منقول ہے: ''ایام النحر ثلاثة ایام ، اولهن افضلهن ''۔ (عمدۃ القاری ص۱۴۸ ج۲۱۔ مؤطا امام مالک ص۴۸۷ ج۲، باب ذکر ایام الاضحی ، کتاب الضحایا)

ابن عبد البر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح نقل کی ہے کہ: ایام

معدودات یوم نحر ہے اور دو دن اس کے بعد،ان میں جب چاہو ذبح کرولیکن پہلا دن افضل ہے۔

عن علی رضی الله عنه قال : الایام المعدودات: یوم النحرو یومان بعده ، اذبح فی ایها شئت و افضلها اولها۔

(اوجز المسالک الی موطا مالک ص۲۶۳ ج۹،ادارہ تالیفات اشرفیہ،ملتان)

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:اس طرح کی روایت توقیفی ہی ہوسکتی ہے اس میں رائے کو دخل نہیں۔قال الطحاوی : مثل هذا لا یکون رأیا فدل انه توقیف۔(حوالہ بالا)

(۳):......عن نافع ان ابن عمر رضی الله عنهما قال : الاضحی یومان بعد یوم الاضحی ، وقال : وبلغنی عن علی بن ابی طالب مثله۔(حوالہ بالا)

(۴):......عن انس رضی الله عنه قال : الذبح بعد النحر یومان۔(حوالہ بالا)

(۵):......عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه : انما النحر فی هذه الثلا ثة الایام۔

(اعلاء السنن ص۲۳۲ ج۱۷، باب ان الاضحیة یومان بعد یوم الاضحی،ادارۃ القرآن،کراچی)

(۶):......عن ابن عباس رضی الله عنهما : ایام النحر ثلا ثة ایام۔(حوالہ بالا)

(۷):......عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : ما ذبحت یوم النحر والثانی والثالث فهی الضحایا۔(حوالہ بالا)

(۸):......عن ابی هریرة رضی الله عنه : الاضحی ثلا ثة ایام۔(حوالہ بالا)

ان تمام آثار کا خلاصہ یہی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں۔پانچویں اورساتویں روایت میں تو من وجہٍ حصر ہے کہ ان تین ہی ایام میں قربانی ہوگی ،یعنی ان کے علاوہ ایام میں قربانی نہیں ہوگی۔

قربانی کے چار دن کے قائلین کے دلائل اور ان کے جوابات

((کل ایام التشریق ذبح))

(۱):......آپ ﷺ کا ارشاد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں: کل ایام التشریق ذبح ۔(زاد المعاد ص۳۱۸ ج۲)

یعنی ایام تشریق سب کے سب ایام ذبح ہیں۔

اس حدیث سے استدلال درج ذیل وجوہ سے صحیح نہیں:

پہلا یہ کہ:...... یہ حدیث صحیح نہیں، ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''الحدیث منقطع لا یثبت وصله''یعنی یہ حدیث منقطع ہے، آپ ﷺ تک اس کا موصول ہونا ثابت نہیں۔

اہل حدیث حضرات تو ہر بات میں صحیح حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں، یہاں خود ان کے بڑے امام کی صراحت ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔

ایام تشریق ایام ذبح ہیں تو پھر نویں کو بھی قربانی جائز ہونی چاہیئے

دوسرے یہ کہ:......اس حدیث سے استدلال کرنا ہو تو پھر ان کو پوری حدیث پر عمل کرنا چاہئے۔اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں، اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ایام تشریق ذی الحجہ کی نو تاریخ ہی سے شروع ہو جاتے ہیں، پس اس حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ نویں تاریخ سے قربانی شروع ہو، مگر کسی اہل حدیث کا اس پر عمل نہیں۔

دور صحابہ میں تمام مراکز اسلام کا فتوی تین دن کا تھا

دور صحابہ میں تمام مراکز اسلام: مکہ مکرمہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما، مدینہ منورہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، بصرہ میں حضرت انس رضی

اللہ عنہ تین دن ہی پر فتوی دیتے تھے، کہیں بھی کسی نے منکر روایت کا سہارا لے کر اس فتوی کی مخالفت نہیں کی۔

مگر چار دن تک قربانی کے جواز کے قائلین حضرات نے ایک منکر حدیث کا سہارا لے کر کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ''ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں'' یعنی ان میں روزہ نہ رکھیں۔ یہ مضمون تقریبا چودہ صحابہ نے روایت فرمایا ہے۔

جبیر بن مطعم کی روایت علماء اہل حدیث کے نزدیک بھی صحیح نہیں

اس کے خلاف حضرت جبیر بن مطعم کی روایت میں ایک راوی سلیمان بن موسی الاشدق نے غلطی سے کھانے کے بجائے لفظ ''ذبح'' بیان کر دیا۔ غیر مقلدین میں سے جو علم حدیث سے معمولی مناسبت بھی رکھتے ہیں وہ اس کو صحیح نہیں مانتے، چنانچہ ان کے سابقہ مناظر اعظم مولانا بشیر احمد سہوانی اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ (فتاوی علماء حدیث ص ۱۷۸ ج ۱۳)

اور سابق امیر جماعت اہل حدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی فرماتے ہیں کہ: اس کے ہر طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ (فتاوی علماء حدیث ص ۱۶۹ ج ۱۳)

اور دوسری جگہ تو غصے میں فرماتے ہیں:

''بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں، حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں''۔

(فتاوی علماء حدیث ص ۱۷۱ ج ۱۳)

اور خود چار دن قائلین حضرات کے اکابر بھی قربانی میں تاخیر کو پسند نہیں فرماتے ہیں، جس کو پہلے دن قربانی میسر ہو اور وہ نہ کرے اور قربانی کو باندھ رکھے، اس کا عمل حدیث کے خلاف ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۲۵۵)

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ:

جس طرح اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے آخر وقت نماز پڑھنے کی عادت بنالیں تو نماز تو ہوجائے گی، لیکن منافقانہ نماز ہوگی۔ (فتاوی علمائے حدیث ص ۱۶۷ ج ۱۳)

(اس طرح قربانی بھی اول دن میں ہونی چاہئے)۔ (فتاوی بینات ص۲۰۲ ج ۴)

(۲):...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہے:

''ایام النحر یوم الاضحی و ثلا ثة ایام بعده''۔ (زادالمعاد ص۳۱۹ ج ۲)

یعنی قربانی کے چار روز ہیں ایک روز عید کا اور تین روز اس کے بعد کے۔

جبیر بن مطعم کی روایت علماء اہل حدیث کے نزدیک بھی صحیح نہیں

چار دن والی روایت پر اہل حدیث کی خدمت میں چند گذارشات

نواب صاحب کے نزدیک صحابی کا قول حجت نہیں

اس سلسلہ میں پہلی گذارش یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور صحابی کا قول اہل حدیث کے یہاں حجت نہیں۔نواب صدیق حسن خان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں:

''وقول الصحابی لا تقوم به حجة''۔ (الروضۃ الندیۃ ص۱۴۱ ج ۱)

یعنی صحابی کے قول سے حجت قائم نہیں ہوتی ہے۔

تو جب صحابی کے قول سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی ہے اور معرض استدلال میں صحابی کا قول اہل حدیث کے یہاں مردود ہے، تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کو دلیل بنانا کیسے جائز ہوگا؟

کچھ اہل حدیث احناف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ: حدیث میں قربانی کے ایام چار روز ہیں، لہذا تمہارا عمل تین دن کا حدیث کے خلاف ہے۔

مقلد سے حدیث کا مطالبہ تعجب خیز ہے۔قربانی کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں، پھر حضرات اہل حدیث قربانی کیوں کرتے ہیں؟

اہل حدیث حضرات کی خدمت میں پہلی درخواست تو یہ ہے کہ ہم تو مقلد ہیں ہم سے حدیث کا مطالبہ کرنا ہی فضول ہے۔ دوسری یہ کہ: قربانی کے ایام کتنے ہیں؟ یہ مسئلہ تو الگ ہے، ہمارے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اہل حدیث حضرات قربانی کرتے ہی کیوں ہیں؟ اس لئے قربانی کی فضیلت کے سلسلہ میں ان کے اکابر کے بقول کوئی صحیح حدیث ہی نہیں ہے، اور اہل حدیث حضرات کا تو عمل (بقول ان کے، حقیقت بھی ایسی ہے یا نہیں، یہ علیحدہ بحث ہے) ہمیشہ صحیح حدیث ہی پر ہوتا ہے۔ مشہور غیر مقلد عالم اور محدث مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری تحریر فرماتے ہیں:

''قال ابن العربی فی شرح الترمذی : لیس فی فضل الاضحیة حدیث صحیح ، قلت : الامر کما قال ابن العربی''۔(تحفۃ الاحوذی ص۳۵۳ ج۲)

یعنی ابن عربی رحمہ اللہ نے شرح ترمذی میں فرمایا ہے کہ: قربانی کی فضیلت کے بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں (یعنی مولانا مبارک پوری فرماتے ہیں) کہ: بات وہی ہے جو ابن عربی رحمہ اللہ نے کہی۔

جب بات وہی ہے جو ابن عربی رحمہ اللہ نے فرمائی، یعنی قربانی کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، تو اہل حدیث کے یہاں قربانی کا عمل یقیناً باعث تعجب ہے، پس اولاً تو اہل حدیث حضرات یہ بتلائیں کہ وہ قربانی کیوں کرتے ہیں؟ ثانیاً غیر صحیح حدیث پر عمل کے جواز کے بارے میں کون سی صحیح حدیث ہے؟

رہی بات اہل حدیث حضرات صرف احناف ہی سے کیوں نالہ ہے، کیا تین روز قربانی

کا مسئلہ صرف احناف کا ہے یا یہی مذہب جمہور کا بھی ہے؟ قربانی کے ایام کے بارے میں جو مسلک احناف کا ہے وہی امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا بھی ہے، اور صحابہٴ کرام میں یہی مسلک حضرت عمرؓ حضرت علیؓ وحضرت ابن عمرؓ وحضرت ابن عباسؓ وحضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔ ''المغنی لابن قدامۃ''، حنبلی مذہب کی مشہور کتاب ہے، اس میں ہے:

''ایام النحر ثلاثة : یوم العید و یومان بعده ، وهذا قول عمر و علی و ابن عمر و ابن عباس و ابی هریرة و انس (رضی الله عنهم) قال احمد: ایام النحر ثلاثة عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ، وهو قول مالک و الثوری و ابی حنیفة (رحمهم الله) ''۔ (المغنی ص ۹۳۸ ج ۸)

یعنی قربانی کے تین دن ہیں، عید کا دن اور دو دن اس کے بعد، اور یہی قول حضرت عمرؓ حضرت علیؓ وحضرت ابن عمرؓ وحضرت ابن عباسؓ وحضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ: قربانی کے تین دن ہیں اور یہی بہت سے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے، اور یہی قول امام مالک امام ثوری اور امام ابو حنیفہ (رحمہم اللہ) کا بھی ہے۔ کیا اہل حدیث حضرات ان اجل صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں حدیث کے خلاف عمل کا فتوی صادر فرمائیں گے؟ (ارمغان حق ص ۵۹ ج ۱)

آج کے اہل حدیث حضرات بات بات میں امام بخاری رحمہ اللہ کا نام لیتے ہیں، اور قربانی کے ایام کے مسئلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کو بالکل چھوڑ دیا، اس لئے کہ امام بخاریؒ ابن سرینؒ داؤد ظاہری اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ کے نزدیک قربانی کا صرف ایک دن ہے: یوم النحر ۔ (عمدۃ القاری ص ۱۴۸ ج ۲۱)

ان حضرات کی دلیل ''بخاری شریف'' کی روایت کے الفاظ: ''الیس یوم النحر ؟ قلنا بلی ''(بخاری شریف، باب من قال : الاضحی یوم النحر، کتاب الاضاحی)

اس میں ''یوم'' کو ''نحر'' کی طرف مضاف کیا ہے، اور ''النحر'' میں الف لام جنس کا ہے، یعنی نحر کا صرف ایک دن ہے۔(عمدۃ القاری ص ۱۴۷ ج ۲۱)

لیکن جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں نحر سے نحر کامل مراد ہے، لام کمال کے لئے بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے۔(عمدۃ القاری ص ۱۴۸ ج ۲۱۔کشف الباری ص ۳۳۱)

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ کچھ اہل حدیث حضرات احناف کی ضد میں جان کر پہلے دن قربانی نہیں کرتے اور چوتھے دن قربانی کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم مسئلہ کی وضاحت اور اشاعت کے لئے یہ عمل کر رہے ہیں، جبکہ قربانی پہلے دن افضل ہے۔آپ حضرات چار دن کے جواز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں، حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دونوں طرح کی روایتیں منقول ہیں، چار دن کی بھی اور تین دن کی بھی، مگر پہلے دن قربانی کا افضل ہونا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے، اب آپ حضرات اس افضلیت کو کیوں ترک کرتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہے: '' ایام النحر ثلاثة ایام ، اولهن افضلهن ''۔

(عمدۃ القاری ص ۱۴۸ ج ۲۱۔مؤطا امام مالک ص ۴۸۷ ج ۲، باب ذکر ایام الاضحی ، کتاب الضحایا)

قربانی کے ایام میں سات مذاہب

آخر میں اس بات کی وضاحت بھی مفید ہے کہ قربانی کے ایام میں مجموعی طور پر سات مذاہب ہیں:

(۱):......قربانی کا فقط ایک دن ہے یوم نحر، یہ مذہب داؤد (ظاہری) اور ابن سیرین رحمہما اللہ کا ہے اور یہی مذہب امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی ہے، کما مر۔

(۲):......قربانی کے تین دن ہیں، یہ مذہب ائمۂ ثلاثہ وغیرہ کا ہے۔

(۳):......قربانی کے چار دن ہیں، یہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔

(۴):......قربانی کے سات دن ہیں، یوم نحر اور اس کے بعد چھ دن، یہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

(۵):......قربانی کے دس دن ہیں، ابن التین سے اس طرح منقول ہے۔

(۶):......ذی الحجہ کے آخر تک، یہ ابن حزم کا مذہب ہے۔

(۷):......شہروں میں ایک دن اور منی میں تین دن، یہ قول سعید بن جبیر اور جبیر بن زید کا ہے۔ (اوجز المسالک الی مؤطا مالک ص۲۶۲ ج۹، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

''الیواقیت الغالیہ فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیۃ'' سے ایام قربانی کے متعلق تین سوالات اور ان کے جوابات

قربانی کے ایام کے بارے میں تین سوالات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہم سے کیئے گئے تھے، وہ اور ان کے مختصر جوابات کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا، مکمل جوابات اور عبارتیں وغیرہ کے لئے اصل کتاب کا مطالعہ مفید ہے۔

کیا قربانی کرنے کا صرف ایک ہی دن ہے، دوسرا آرام کرنے کا ہے؟

سوال:......کیا قربانی کرنے کا صرف ایک ہی دن ہے، دوسرا آرام کرنے کا ہے؟

جواب:......بہرحال.....کہیں بھی قربانی فی یوم الحادی عشر کی نفی ہرگز معلوم نہیں ہوتی ہے۔

.......حاصل یہ ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ یوم اول میں قربانی ہوجائے ،لیکن اگر اتفاق سے کوئی نہ کرسکا تو اس کے لئے بعد کے ایام میں اجازت ہے، بلکہ ایک روایت علامہ سیوطی (رحمہ اللہ) نے ''خصائص کبریٰ'' میں نقل کی ہے،جس سے یوم القر (قربانی کا دوسرا دن) میں قربانی ثابت ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ قربانی کے چار دن کے قائل یا تین دن کے؟ ابن حجر رحمہ اللہ کا تسامح

سوال:......قد روی ابن ابی شیبة من وجه آخر عن ابن عباس رضی الله عنهما : ان المعلومات یوم النحر وثلاثه ایام بعده ، ورجّح الطحاوی هذا لقوله تعالی: ﴿ ویذکروا اسم الله فی ایام معلومات علی ما رزقهم ﴾الخ۔(فتح الباری ص۲۶۶ ج۲)

ابن ابی شیبہ کی مکمل سند مطلوب ہے، پوری سند تحریر فرمادیں۔

امام طحاوی (رحمہ اللہ) کا بیان طحاوی میں نہیں ملتا، امام طحاوی (رحمہ اللہ) نے جو چار دن کی قربانی کو قرآن کی آیت سے ترجیح فرمائی ہے، یہ بیان امام طحاوی (رحمہ اللہ) کی کونسی کتاب میں ہے؟ اس کتاب کا نام اور صفحہ تحریر فرمادیں۔

جواب:......''ابن ابی شیبہ'' کی روایت باوجود تتبع بالغ کے نہیں مل سکی، اس لئے کہ جس قدر مطبوعہ نسخے ہیں اس میں نہیں ہے، اور جو نسخہ قلمیہ ہے اس میں بھی نہیں ملی، لیکن ابن کثیر نے سورۃ الحج کی تفسیر (ص ۳/۲۱۷) میں اس کی سند کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

یہ مذہب ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے متعدد علماء نے نقل کیا ہے کہ قربانی یوم النحر کے بعد تین دن تک ہے۔........

لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں یہ مذہب (حضرت) علی ابن ابی طالب

جبیر بن مطعم اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے نقل فرمایا ہے۔ اس کے برخلاف ایک جماعت نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے تین دن نقل کیا ہے، یوم النحر اور دو دن اس کے بعد۔......

اسی طرح یہ مذہب ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے حافظ ابن عبد البر اور علامہ موفق' صاحب المغنی (ص۱۱۴/۱۱) ابو الحسن کرخی' صاحب ہدایہ (ص۴۴۶) وغیرہ فقہاء (رحمہم اللہ) نے نقل فرمایا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر قربانی کے تین دن ہے' کا حوالہ

سوال :......عینی جو شرح ہے ''بخاری شریف'' (ص۱۰/۹۰) پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ: قربانی کے تین دن ہیں، امام طحاوی نے بسند جید نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ''طحاوی'' میں نہیں ملتا، یہ قول امام طحاوی کی کونسی کتاب میں ہے؟ اس کتاب کی پوری سند تحریر فرمادیں۔

صاحب فتح الباری' طحاوی کے حوالہ سے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی قربانی چار دن ثابت کرتے ہیں۔ اور علامہ عینی حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے قول سے بحوالۂ ''طحاوی'' تین دن کی قربانی ثابت کرتے ہیں، اور کتاب ''طحاوی'' میں دونوں قول نہیں ملتے۔

مہربانی فرما کر اپنا قیمتی وقت اس پر خرچ کریں اور اس معمہ کو حل فرمادیں کہ ''فتح الباری'' کی بات صحیح ہے یا علامہ عینی کی؟ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے دونوں قول کی سند مطلوب ہے۔

جواب :......حافظ ابن حجر (رحمہ اللہ) نے طحاوی کی کس کتاب سے نقل کیا ہے معلوم نہیں

ہوسکا، طحاوی کی کتاب ’’شرح معانی الآثار‘ شرح مشکل الآثار‘‘ میں یہ مسئلہ سر دست نہیں ملا۔

علامہ عینی (رحمہ اللہ) نے جو کچھ نقل کیا ہے وہ تو ’’احکام القرآن‘‘ تصنیف امام طحاوی (رحمہ اللہ) سے کیا ہے۔ علامہ ابن الترکمانی (رحمہ اللہ) نے ’’جوہر نقی‘‘ میں ’’احکام القرآن‘‘ ہی سے نقل کیا ہے، اور بظاہر عینی کی ’’شرح ہدایہ‘‘ کی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابن الترکمانی (رحمہ اللہ) کا اقتدا کیا ہے۔

ظن غالب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر (رحمہ اللہ) نے تسامح سے کام لیا ہے، کوئی بھی تو طحاوی سے حافظ کے موافق نقل نہیں کرتا ہے، اور احناف کا بیان اس باب میں زیادہ قابل اطمینان ہے، فان صاحب البيت ادرى بما فيه۔

حافظ ابن حجر (رحمہ اللہ) بسا اوقات دوسرے کے اتباع میں ’’طحاوی‘‘ سے کچھ نقل کر جاتے ہیں، لیکن وہ خلاف تحقیق ہوتا ہے۔ (آگے حضرت مدظلہم نے اس کی مثالیں بھی دی ہیں)۔ (الیواقت الغالیہ، ملخصاص ۱۰۱ج۱)

حج کے چار مسائل

اس مختصر رسالہ میں حج وعمرہ کے متعلق چار مسائل پر احادیث وآثار سے دلائل جمع کئے گئے ہیں۔وہ چار مسائل درج ذیل ہیں:

(۱)......احرام کے نفل۔

(۲)......عصر کے بعد طواف کے نفل کا حکم۔

(۳)......رمی کے لئے کنکریاں کہاں سے لی جائیں؟۔

(۴)......روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام کے الفاظ؟

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

(۱)......احرام کے نفل

حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھتے وقت دو رکعت نفل پڑھنی چاہئے۔امام طحاوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''ینبغی للرجل اذا اراد الاحرام أن یصلی رکعتین ، ثم یحرم فی دبرهما کما فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم ، وهذا قول ابی حنیفة وابی یوسف و محمد رحمهم الله تعالی''۔

(طحاوی ص۱۸۷ج۲، باب الاهلال من أین ینبغی ان یکون ؟ کتاب مناسک الحج)

ایک گروہ ان دو رکعات کا انکار کرتا ہے،اس لئے اس مختصر مقالہ میں اولا چند مسائل اور پھر احادیث وآثار جمع کئے گئے ہیں۔

مسئلہ:......احرام کی چادریں پہننے اور خوشبو لگانے کے بعد دو رکعت نماز بطور سنت پڑھے۔

مسئلہ:......مستحب ہے کہ ان دو رکعتوں میں سنت احرام کی نیت کرے،تا کہ پوری فضیلت حاصل ہو،ورنہ مطلق نیت کرنا بھی حصول سنت کے لئے کافی ہو جائے گا۔

مسئلہ:......اگر ایسا وقت ہو کہ جس میں نفل ادا کرنا مکروہ ہے(جیسے فجر اور عصر کے بعد کا وقت یا زوال کا وقت) تو یہ نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ:......اگر مکروہ وقت ہو- جس میں نماز پڑھنا جائز نہیں تو انتظار کرے- جب نماز پڑھنے کا وقت ہو جائے تو دو نفل پڑھ کر احرام کی نیت کرے۔(شرح مہذب ص۲۳۲ ج۷)

مسئلہ:......اگر فرض نماز کے بعد فوراہی احرام کی نیت کر لی جائے تو بھی کافی ہے،جس طرح تحیۃ المسجد' فرض نماز پڑھنے سے کافی ہو جاتی ہے۔

نوٹ:...... صاحب لباب المناسک اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی

رائے یہ ہے کہ:

یہ دو رکعت ادا کرنا مستقل سنت ہے، جس طرح استخارہ کی نماز کے لئے مستقل دو نفل پڑھے جاتے ہیں، لہذا فرض نماز یا سنتیں اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتیں، (مستقل دو رکعت احرام کے پڑھنا ہی بہتر ہے)۔

''و تجزی المکتوبة عنها ای عن صلوة الاحرام ، وفیه نظر ، لان صلوة الاحرام سنة مستقلة لصلوة الاستخارة و غیرها ، مما لا تقوم الفریضة مقامها ''۔

(بذل المجہود ص۹۰ ج۷، باب فی وقت الاحرام ، کتاب المناسک)

مسئلہ:......میقات کی جگہ (یا جہاں احرام باندھا جائے وہاں) مسجد ہوتو یہ نماز مسجد میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ:......بغیر دو رکعت نفل کے احرام باندھا تو اس کا احرام باندھنا جائز ہے (ہاں اس کا یہ فعل درست (اور موافق سنت) نہیں، اس لئے کہ سنت کا ترک لازم آرہا ہے)

(شامی ص۴۸۸ ج۳۔ فتح القدیر ص۳۴۰ ج۲۔ شرح مہذب ص۲۳۲ ج۷۔ لباب المناسک۔ عمدة الفقہ ص۱۲۱ ج۴۔ عمدة المناسک ص۲۲۲)

نماز احرام کی منقول سورتیں

(۱)......نماز احرام کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد: ﴿قل یٰایُّها الکٰفرون﴾ اور دوسری رکعت میں: ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھنا مستحب ہے۔

(شرح مہذب ص۲۳۲ ج۷۔ شرح مناسک ص۹۹۔ ہدایت السالک ص۴۹۶۔ شرح احیاء ص۵۶۶ ج۴)

(۲)......ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''ظہیریہ'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: نماز احرام کی پہلی

رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ﴿قل یاایُّھا الکٰفرون ﴾ کے بعد ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا ﴾ آخر تک پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص ﴿ قل ھو اللہ احد ﴾ کے بعد ﴿ربنا آتنا من لدنک رحمة﴾ پڑھے، بیشتر علماء کا یہ عمل رہا ہے۔

(شرح مناسک ص۹۹۔ شمائل کبری ص۹۲ جلد دوازدہم (۱۲)، بعنوان: نماز اور احرام کی دو رکعت میں کونسی سورة پڑھے؟۔ نماز کی منقول سورتیں ص۴۷)

احادیث وآثار

آپ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا

(۱)......وانّ عبد الله ابن عمر رضی الله عنهما کان یقول : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرکع بذی الحلیفة رکعتین ، ثم اذا استوت به الناقة قائمة عند مسجد ذی الحلیفة أهل ، الخ۔

(مسلم، باب التلبیة وصفتها و وقتها ،کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۱۸۴)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دورکعتیں پڑھیں، پھر جب آپ ﷺ کی اونٹنی مسجد ذوالحلیفہ کے قریب آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوگئی، پھر تلبیہ پڑھا۔

(۲)......عن سعید بن جبیر رضی الله عنه قال : خرج رسول الله صلی الله علیه حاجًّا ، فلمّا صلی فی مسجده بذی الحُلیفة رکعتیه اَوجب فی مجلسه ، فأهلَّ بالحج حین فرغ من رکعتیه ، فسمع ذلک منه اقوام فحفظته عنه۔

(ابوداوٗد، باب فی وقت الاحرام ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۷۷۰)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو ذوالحلیفہ کی مسجد میں دورکعتیں پڑھیں، اوراسی مجلس میں احرام باندھا، اوردورکعت سے فارغ ہوکر تلبیہ پڑھا، بہت سے لوگوں نے یہ تلبیہ سنا، اورمیں نے اس کو یادرکھا۔

(۳)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : اغتسل رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لبس ثیابه ، فلما اتی ذا الحلیفة صلی رکعتین ثم قعد علی بعیره ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے غسل فرمایا، پھر چادریں زیب تن کیں، جب ذوالحلیفہ پہنچے تو دو رکعتیں پڑھیں، پھر اونٹنی پر سوار ہوئے۔(سنن دارقطنی ص۱۹۶ج۲، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۲۴۰۸)

(۴)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم احرم دبر الصلوة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۱ج۸، من کان یستحب ان یحرم فی دبر الصلوة ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۲۸۹۲)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا۔

(۵)......عن جابر رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی بذی الحلیفة رکعتین عند احرامه۔(مبسوط ص۴ج۴، کتاب المناسک، ط : دار المعرفة ، بیروت ، لبنان)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعتیں پڑھیں۔

آپ ﷺ نے نماز ظہر کے بعد احرام باندھا

(۶)......عن الحسن رحمه الله : ان النبی صلی الله علیه وسلم احرم فی دبر صلوة الظهر، وکان الحسن یستحب ان یحرم دبر الظهر ، فان لم یفعل ففی دبر صلوة العصر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۱ج۸، من کان یستحب ان یحرم فی دبر الصلوة ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۲۸۹۳)

ترجمہ:......حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر کے بعد احرام باندھا، اور حضرت حسن رحمہ اللہ ظہر کے بعد احرام باندھنے کو پسند فرماتے تھے۔ اگر کوئی ظہر کے بعد احرام نہ باندھ سکے تو عصر کے بعد باندھ لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے

(۷)......انّ عمر رضی الله عنه : کان یصلی فی مسجد ذی الحلیفة ، فاذا انبعث به راحلته احرم۔

(مؤطاامام محمد ص۱۹۵، باب الرجل یحرم فی دبر الصلوة و حیث ینبعث به بعیره ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۳۸۳۔مترجم ص۱۸۶)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ، پھر اپنی سواری پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھتے۔

حضرت اسود رحمہ اللہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے

(۸)......عن عبد الرحمن بن الاسود ، عن ابیه رحمهما الله : انه کان یحرم فی دبر الصلوة المکتوبة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۵۲ ج۸، من کان یستحب ان یحرم فی دبر الصلوة ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث:۱۲۸۹۶)

ترجمہ:......حضرت اسود رحمہ اللہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا کرتے تھے۔

(۲)......عصر کے بعد طواف کے نفل کا حکم

طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے

مسئلہ:...... ہر طواف کے بعد دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھنا سب کے نزدیک ضروری ہے، مگر اس کے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک، نیز امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے مشہور قول کے مطابق یہ نماز سنت مؤکدہ ہے۔

اور امام ابوحنیفہ اور حضرت قاسم بن محمد رحمہما اللہ وغیرہ کے نزدیک یہ نماز واجب ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول بھی وجوب کا ہے۔

(مغنی ص۲۳۲،۲۳۳ ج۵۔ عمدۃ المناسک ص۳۳۶)

مسئلہ:......طواف کے دو نفل طواف کے متصل بعد پڑھنا سنت ہے، اس میں تاخیر مکروہ ہے، اگر مکروہ اوقات میں طواف کیا ہو تو غیر مکروہ وقت تک مؤخر کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے نماز عصر کے بعد طواف کیا تو یہ نماز مغرب کی فرض نماز کے بعد اور سنتوں سے پہلے ادا کرے، کیونکہ طواف واجب ہے اس کے بعد مغرب کی سنتیں پڑھیں۔

مسئلہ:......اگر امام اذان مغرب کے بعد جماعت شروع کرنے میں اتنی دیر کریں کہ حنبلی، شافعی وغیرہ دو رکعت نماز پڑھتے ہوں تو اس وقفہ میں دو رکعت طواف کی نماز پڑھ لینا جائز ہے، جیسا کہ آج کل سعودی عرب میں وقفہ کیا جاتا ہے۔

(شرح اللباب ص۱۵۷۔ عمدۃ الفقہ ص۱۷۷ ج۴۔ عمدۃ المناسک ص۳۴۳)

مسئلہ:......طواف کے سات چکر پورے کر لینے کے فورا بعد دو رکعت طواف کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ ایک طواف مکمل کر لینے کے بعد دو رکعت پڑھنے سے پہلے دوسرا طواف شروع

کرنا مکروہ تحریمی ہے،اس لئے کہ طوافوں کو ملانا مکروہ ہے۔

مسئلہ:......اگر مکروہ وقت میں طواف کیا جیسے طلوع فجر یا نماز عصر کے بعد تو بالا جماع بغیر دو رکعت پڑھے ایک سے زائد طواف جمع کرنا مکروہ نہیں ہے،اوران تمام طوافوں کی نماز مباح وقت تک مؤخر کرنا جائز ہے۔(بحرالرائق ص۳۳۲ ج ۲۔غنیۃ الناسک ص۶۲)

مسئلہ:......جتنے بھی طواف کئے ہوں اتنے ہی دوگانہ متواتر پڑھے ، اوراس کے بعد نیا طواف کرے۔

مسئلہ:......اگر کسی نے طواف کے نفل رات کے آخری حصہ میں شروع کئے ، پھر ایک رکعت پڑھنے کے بعد طلوع فجر کا وقت ہو گیا ہو تو اسے دو رکعتوں کا پورا کرنا افضل ہے۔جس طرح کسی نے نفل نماز طلوع فجر سے پہلے شروع کی اور نماز کے دوران صبح صادق طلوع ہو گئی تو اس نماز کا پورا کرنا ہی افضل ہے۔(غنیۃ الناسک ص۶۲۔عمدۃ المناسک ص۳۴۴)

مکروہ وقت میں نماز کے عدم جواز پر احادیث وآثار

آپ ﷺ نے فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا

(۱)......عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : شهد عندی رجال مرضيُّون ، وارضاهم عندی عمرُ ان النبی صلی الله علیه وسلم : نهی عن الصلوة بعد الصبح حتّی تشرُق الشمس ، و بعد العصر حتی تغرُب۔

(بخاری، باب الصلوة بعد الفجر حتی ترتفع الشمس ، کتاب مواقیت الصلوة ، رقم الحدیث: ۵۸۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہے کہ: میرے پاس پسندیدہ لوگوں نے شہادت دی تھی ، اور سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی کہ: نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت نہیں

(۲)......عن طاوس قال : سُئل ابن عمر رضی الله عنهما عن الرکعتین قبل المغرب؟ فقال : ما رأيتُ احدا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم يُصلِّيهما ورخَّص فی الرکعتین بعد العصر۔

(ابوداؤد، باب الصلوة قبل المغرب ، کتاب التطوع ، رقم الحدیث :۱۲۸۴)

ترجمہ:......حضرت طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول

اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور نہ یہ دیکھا کہ کسی نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی اجازت دی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نفل پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے

(۳)......عن مختار بن فلفل قال : سألت انس بن مالک رضی الله عنه عن التطوع بعد العصر؟ فقال : کان عمر يضرب الايدی علی صلاة بعد العصر ، الخ۔

(مسلم، باب استحباب رکعتین قبل صلوة المغرب ، رقم الحدیث :۸۳۶)

ترجمہ:......حضرت مختار بن فلفل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد نفلوں کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر ہاتھوں پر مارتے تھے...۔

مکروہ وقت میں طواف کرنا ہو تو نماز مؤخر کر کے مباح وقت میں پڑھی جائے

(۴)......عن عائشة رضی الله عنها أنها قالت : اذا اردت الطواف بالبيت بعد صلوة الفجر أوبعد صلوة العصر فطُف ، واخِّرِ الصلوة حتی تغيب الشمس أو حتی تطلع ، فصلِّ لکلِّ اسبوع رکعتين۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۴)

ترجمہ:......ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب نماز فجر یا نماز عصر کے بعد طواف کرنا ہو تو طواف کرلو، اور طواف کی نماز کو (عصر کے بعد طواف کیا ہو تو) سورج کے

غائب تک، اور (فجر کے بعد طواف کیا ہو تو سورج کے) طلوع ہونے تک مؤخر کرو، اور ہر طواف (کے سات چکر) کے لئے دو رکعت نفل پڑھی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہیں پڑھی

(۵)......انّ عبد الرحمن بن عبد القاری اخبره : انه طاف بالبيت مع عمر بن الخطاب رضی الله عنه بعد صلوة الصبح ، فلما قضى عمرُ طوافَه نظر ، فلم یر الشمس فركب حتى اناخ بذی طُوًى فصلّى ركعتين۔

(مؤطا امام مالک، باب الصلوة بعد الصبح و العصر فی الطواف ، کتاب الحج ، رقم الحديث : ۱۱۴۲۔ (اردو ص ۲۰۸ ج ۱)

ترجمہ:......حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز کے بعد طواف کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف مکمل کرنے کے بعد سورج کی جانب دیکھا جو ابھی طلوع نہیں ہوا تھا، آپ سوار ہو گئے، مقام ذی طوی پہنچ کر سواری سے اترے اور دو رکعت پڑھی۔

وادی ذی طوی

تشریح:......"ذی طوی " یہ مکہ مکرمہ کے نشیب میں ایک وادی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس وادی میں صبح کو غسل کرنا سنت ہے۔ آج کل صرف اس کا نام رہ گیا ہے، وہ بھی ایک کنویں کی نسبت سے جو جرول محلّہ میں "بئر طوی" کے نام سے معروف ہے، اور یہ کنواں ابھی باقی ہے "مستشفی ولادہ" کے سامنے اور جفری کی نو تعمیر بلڈنگ کے پیچھے واقع ہے۔ ورنہ اس وادی کا سارا علاقہ آبادی میں ضم ہو گیا ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ ص ۱۵۷/۱۵۸)

اس وادی کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں رات گذاری، صبح اٹھ کر

اس کنویں کے پانی سے غسل کیا، اور نماز ادا فرمائی، پھر مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ ''بخاری شریف''میں ہے:

''کان ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا صلی بالغداۃ بذی الحلیفۃ ، امر براحلتہ فرُحِلت ، ثم رکب ، فاذا استوت بہ استقبل القبلۃ قائما ، ثم یُلبِّی حتی یبلُغ الحرم ، ثم یُمسک ، حتی اذا جاء ذا طُوًی بات بہ حتی یُصبح ، فاذا صلی الغداۃ اغتسل ، و زعم انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک''۔

(بخاری، باب الاھلال مستقبل القبلۃ ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۵۵۳)

ترجمہ:...... جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی سواری پر پالان لگانے کا حکم دیتے ، پھر اس پر سوار ہوتے ، پھر جب سواری سیدھی کھڑی ہو جاتی تو آپ کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کرتے ، اور تلبیہ پڑھتے یہاں تک کہ حرم پہنچ جاتے ، پھر ٹھہر جاتے حتی کہ وادی ذی طوی میں آتے اور وہاں صبح تک رات گذارتے ، پھر جب صبح کی نماز پڑھتے تو غسل کرتے۔ اور ان کا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الحج ''میں دو مستقل ابواب قائم کئے ہیں:'' باب النزول بذی طوی قبل ان یدخل مکۃ ، والنزول بالبطحاء التی بذی الحلیفۃ اذا رجع من مکۃ''اور''باب من نزل بذی طوی اذا رجع من مکۃ''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھی

(۶)......ان ابن عمر رضی اللہ عنہما قدم مکۃ عند صلوۃ الصبح فطاف ولم یصل الا بعدما طلعت الشمس۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فجر کی نماز کے وقت مکہ مکرمہ تشریف لائے تو طواف کیا اور سورج کے نکلنے تک نماز نہیں پڑھی۔

(طحاوی ص۲۹۹ ج۲، باب الصلوة للطواف بعد الصبح و بعد العصر ، کتاب مناسک الحج ، رقم الحدیث :۳۷۸۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی

(۷)......عن ابی نجیح ، عن ابیه قال : صلینا الصبح ثم جلسنا ننتظر بالطواف ، قال فطاف ابو سعید الخدری رضی الله عنه ثم جلس ولم یصل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۱ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۷)

ترجمہ:......حضرت ابو نجیح رحمہ اللہ کے والد فرماتے ہیں کہ: ہم نے فجر کی نماز پڑھی اور طواف کے انتظار میں بیٹھ گئے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے طواف کیا، پھر آپ بیٹھ گئے اور نماز نہیں پڑھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سورج نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی

(۸)......عن ام سلمة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وهو بمكة ، وأراد الخروج ولم تكن ام سلمة طافت بالبیت وأرادت الخروج ، فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا اُقیمت صلوة الصبح فطوفی علی بعیرک والنّاس یصلون ، ففعلت ذلک فلم تصل حتّی خرجت۔

(بخاری، باب من صلّی رکعتی الطواف خارجا من المسجد ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۶۲۶)

ترجمہ:......ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تھے اور وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا) جب صبح کی نماز کھڑی ہو جائے اور لوگ نماز میں مشغول ہو جائیں، تو تم اپنی اونٹنی پر طواف کر لینا، چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، مگر حرم سے باہر نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی۔

تشریح:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیماری کی وجہ سے سواری پر طواف فرمایا، خود فرماتی ہیں: ’’ شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انّی اشتکی ‘‘۔

(بخاری، باب ادخال البعیر فی المسجد للعلة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث :۱۶۴۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کر کے حجرہ میں تشریف لے گئے

(۹)......عن ابی الزبیر المکی انه قال : لقد رأیت عبد الله بن عباس رضی الله عنهما یطوف بعد صلوة العصر ، ثم یدخل فی حجرته ، فلا ادری ما یصنع۔

(مؤطاامام مالک، باب الصلوة بعد الصبح و العصر فی الطواف ، کتاب الحج ، رقم الحدیث : ۱۱۴۳۔ (اردو ص۶۰۹ ج۱)

ترجمہ:......حضرت ابو الزبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو عصر کی نماز کے بعد طواف کرتے ہوئے دیکھا، پھر طواف کے بعد وہ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے، مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا کیا۔

تشریح:......یعنی یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے حجرے میں جانے کے بعد دو رکعت طواف کی ادا کی یا انہیں مؤخر کر دیا؟

ایسا لگتا ہے کہ آپ نے دو رکعت نہیں پڑھی، اگر پڑھنی ہوتی تو مطاف میں مقام

ابراہیم کے پیچھے پڑھنے کی فضیلت حاصل کرتے، واللہ تعالی اعلم۔

حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد رحمہما اللہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی

(۱۰)......**عن ایوب قال : رأیت سعید بن جبیر و مجاهد رحمهما الله : یطوفان بالبیت حتی تصفَارَّ الشمس و یجلِسان۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۳)

ترجمہ:......حضرت ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ کو دیکھا کہ: انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا یہاں تک کہ سورج زرد ہوگیا تو دونوں حضرات بیٹھ گئے، (نماز ادا نہ کی)۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے تین طوافوں کی نمازیں بعد میں پڑھیں

(۱۱)......**عن عطاء قال : کان المسور بن مخرمة رضی الله عنه : یطوف بعد الغداة ثلا ثة اسابیع ، فاذا طلعت الشمس صلی لکل سبوع رکعتین ، وبعد العصر یفعل ذلک ، فاذا غابت الشمس صلی لکل سبوع رکعتین۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۲)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد تین طواف کئے، پھر جب سورج طلوع ہوا تو ہر طواف کے بدلے دو رکعتیں ادا فرمائیں، اور پھر اسی طرح عصر کے بعد تین طواف کئے اور جب سورج غروب ہوگیا تو ہر طواف کے بدلے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے مکروہ وقت میں نماز نہیں پڑھی

(۱۲)......عن معاذ القرشی : انه طاف بالبیت مع معاذ بن عفراء بعد الفجر و بعد العصر فلم یصل۔

ترجمہ:......حضرت معاذ القرشی رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر اور عصر کے بعد طواف کیا، لیکن نماز نہیں پڑھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۶۰ ج۸، من کان یکره اذا طاف بالبیت بعد العصر و بعد الفجر ان یصلی حتی تغیب أو تطلع ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۳۴۲۵)

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم فجر اور عصر کے بعد طواف نہیں کرتے تھے

(۱۳)......عن جابر رضی الله عنه : لم نكن نطوف بعد صلوة الصبح حتى تطلع الشمس و لا بعد العصر حتى تغرب۔

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ہم فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک طواف نہیں کیا کرتے تھے۔

(مسند احمد ص۳۹۳ ج۳، رقم الحدیث :۱۵۲۳۲)

فجر اور عصر کے بعد مطاف خالی ہوجاتا تھا، اور کوئی طواف نہیں کرتا تھا

(۱۴)......عن ابی الزبیر المکی انه قال : لقد رأیت البیت یخلو بعد صلوة الصبح و بعد صلوة العصر ما یطوف به احد۔(مؤطا امام مالک، باب الصلوة بعد الصبح و العصر فی الطواف ، کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۱۴۴۔(اردو ص۶۰۹ ج۱)

ترجمہ:......حضرت ابو الزبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ: میں نے دیکھا کہ نماز صبح کے

بعد اور نماز عصر کے بعد بیت اللہ خالی ہوجا تا تھا، اور اس وقت کوئی طواف نہیں کرتا تھا۔

تشریح:......امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مطاف اس لئے خالی ہوجا تا تھا کہ طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنا ضروری ہے، اوران دونوں وقتوں میں ان دو رکعتوں کا ادا کرنا مکروہ ہے، اس لئے لوگ انتظار کرتے تھے، کیونکہ اگر طواف کرلیں تو پھر بھی دوگانہ ادا کرنے کے لئے انتظار کرنا ہوگا۔

طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے طواف کی نماز جائز ہے

مسئلہ:......حضرت سفیان ثوری، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت مجاہد، حضرت ابراہیم نخعی، اور حضرت امام طحاوی رحمہم اللہ کے نزدیک طلوع فجر کے بعد آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد اصفرار شمس سے پہلے پہلے طواف کی نماز جائز اور مشروع ہے۔

(۱)......عن ابراهيم قال : طُف و صلِّ ما كنت فى وقتٍ ، فاذا ذهب الوقت فأمُسِک۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: طواف کرو اور نماز پڑھو جب تک وقت (کامل) میں ہو، جب وقت (کامل) چلا جائے تو رک جاؤ۔

(۲)......عن عبد الملک بن ابی سليمان ، عن عطاء ، مثله۔

ترجمہ:......حضرت عبد الملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۳)......عن عثمان بن الاسود عن مجاهد ، قال : طُف ، قال : عبيد الله : بعد الصبح و بعد العصر ، وصلّ ما كنت فى وقت۔

ترجمہ:...... حضرت عثمان بن اسود رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ: انہوں نے فرمایا کہ: طواف کرو۔ حضرت عبید اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: صبح کے بعد اور عصر کے بعد، اور جب تک وقت (کامل) ہو نماز پڑھو۔

(۴)......عن مجاهد قال : كان ابن عمر رضى الله عنهما يطوف بعد العصر ، ويصلى ما كانت الشمس بيضاء حية ، فاذا اصفرت و تغيرت ، طاف طوافا واحدا، حتى يصلى المغرب ، ثم يصلى و يطوف بعد الصبح ، ويصلى ما كان فى غلس ، فاذا اسفر طاف طوافا واحدا ، ثم يجلس حتى ترتفع الشمس ، ويمكن الركوع۔

ترجمہ:...... حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عصر کے بعد طواف کرتے اور جب سورج کی روشنی بدستور باقی رہتی نماز پڑھتے رہتے ، جب زرد پڑ جاتا اور اس میں تبدیلی پیدا ہو جاتی تو وہ ایک اور طواف کرتے یہاں تک کہ نماز مغرب ادا کرتے ، پھر نماز طواف ادا کرتے اور پھر صبح کے بعد طواف کرتے اور اندھیرے میں فجر کی نماز ادا کرتے اور جب روشنی ہو جاتی تو ایک طواف کرتے پھر طلوع آفتاب تک بیت اللہ میں بیٹھتے یہاں تک کہ نماز ممکن ہو جاتی۔

(۵)......عن سالم و عطاء ، ان ابن عمر رضى الله عنهما كان يطوف بعد الصبح و بعد العصر اسبوعا ، ويصلى ركعتين ، ما كان فى وقت صلوة۔

(طحاوی ص ۲۹۵/۲۹۶ ج ۲، باب الصلوة للطواف بعد الصبح و بعد العصر ، كتاب مناسك الحج رقم الحديث : ۳۷۸۷/۳۷۸۸/۳۷۸۹/۳۷۹۰/۳۷۹۱)

ترجمہ:...... حضرت سالم اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح کے بعد اور عصر کے بعد طواف کے سات چکر ادا کرتے ، اور جب تک نماز کا

وقت (کامل) ہوتا طواف کی دو رکعتیں ادا کرتے۔

دلیل عقلی

امام طحاوی رحمہ اللہ نے باب کے آخر میں ایک دلیل عقلی بیان فرمائی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: جب روایات اور علماء کی آراء میں اختلاف واقع ہو جائے تو ہم نے اوقات ممنوعہ سے متعلق تمام روایات کو جمع کر کے مرکزی مضمون پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اوقات ممنوعہ دو قسموں پر ہیں:

(۱)......وہ اوقات جن میں فرائض اور نماز جنازہ بھی جائز نہیں ہے، مثلاً طلوع آفتاب، نصف النہار اور غروب آفتاب کا وقت۔ اور ان میں وقت ممنوع نکل جانے کا انتظار لازم ہوتا ہے، لہذا ان اوقات میں طواف کی نماز بھی جائز نہیں ہوگی۔

(۲)......فجر اور عصر کے بعد کا وقت، اس میں صرف نفل نماز جائز نہیں ہے، اور صلوہ وقتیہ اور صلوۃ فائتہ اور صلوۃ جنازہ جائز ہے، اور صلوۃ طواف بھی لازم ہو جانے کے بعد نفل نہیں رہتی، بلکہ فائتہ اور صلوۃ جنازہ کی طرح واجب الاداء ہو جاتی ہے، اس لئے ہر ایسے وقت میں طواف کی نماز جائز ہو جائے گی، جن میں صلوۃ فائتہ اور صلوۃ جنازہ جائز ہوتی ہے، لہذا جس طرح صلوۃ فائتہ اور صلوۃ جنازہ واجب ہونے کے بعد طلوع فجر اور عصر کے بعد جائز ہوتی ہے، اسی طرح صلوۃ طواف بھی ان اوقات میں بلا کراہت جائز اور درست ہو جائے گی۔ (ایضاح الطحاوی ص ۴۶۴ ج ۳)

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ نے مؤطا کے حاشیہ میں امام طحاوی رحمہ اللہ کے مسلک کو ترجیح دی اور خود اپنا عمل بھی یہی بتلایا ہے۔

(التعلیق الممجد ص ۲۱۴، باب الطواف بعد العصر و بعد الفجر)

(۳)......رمی کے لئے کنکریاں کہاں سے لی جائیں؟

مسئلہ:......مستحب ہے کہ مزدلفہ سے کھجور کی گٹھلی یا چنے کے برابر ستر (۷۰) کنکریاں اٹھالی جائیں، یا منی کے راستہ میں سے اٹھالیں۔

مسئلہ:......کنکریاں جہاں سے چاہے اٹھائی جاسکتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق مذکور ہے کہ: آپ رمی جمار کے لئے کنکریاں اپنے گھر سے لے آئے تھے۔(غایۃ السعایۃ ص۱۲۰ ج۶۔عمدۃ المناسک ص۴۸۱/۴۸۲)

مسئلہ:......مستحب ہے کہ مزدلفہ کی حدود سے رمی جمرات کے لئے کنکریاں چن لی جائیں، (لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بہتر ہے، تا کہ بار بار چننے کی زحمت نہ ہو، لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم: ۷/کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے، اور بقیہ کہیں سے بھی، (راستہ سے یا حدود منی سے) اٹھائی جاسکتی ہیں، البتہ جمرات کے قریب سے نہ لی جائیں)

’’ویستحب ان یرفع من المزدلفة أو من قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخزف‘‘۔(غنیۃ الناسک ص۱۶۸)

’’ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقد اساء‘‘۔

(ہندیہ ص۲۳۳ ج۱۔کتاب المسائل ص۳۲۰ ج۳)

آپ ﷺ نے عقبہ کی صبح کنکریاں جمع کرنے کا حکم فرمایا

(۱)......عن ابن عباس قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة العقبة وهو على راحلته : هات القُط لی ، فلقطتُّ له حصيات هن حصى الخذف فلما وضعتهن فی يده ، قال : بأمثال هولاء ، الخ۔

(نسائی، التقاط الحصى ،كتاب مناسک الحج ، رقم الحديث:۳۰۵۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقبہ کی صبح کوفرمایا جب آپ اپنی سواری پر تشریف فرما تھے: میرے لئے کنکریاں اکٹھی کرو، (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:) میں نے آپ ﷺ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں جمع کیں، جب میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں رکھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان جیسی کنکریوں سے رمی کرو۔

عقبہ کی وجہ تسمیہ

تشریح:......عقبہ کی صبح: یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح۔ چونکہ دسویں کو صرف جمرۂ عقبی کی رمی کرنی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

دور نبوت اور دور صحابہ میں جمرۂ عقبہ پہاڑ کے دامن میں کونے پر واقع تھا۔ اور دونوں طرف کے پہاڑ جمرۂ عقبہ کے بالکل قریب تھے۔ جب آپ مکہ مکرمہ کی طرف اپنا منہ کریں گے تو آپ کی دائیں طرف کا جو پہاڑ ہے اس پہاڑ کا آخری کونہ جمرۂ عقبہ سے ملا ہوا تھا، اور جمرہ سے مل کر آپ کی بائیں طرف کا حصہ وادی نما نشیب میں تھا، اسی وجہ سے اس جمرہ کو جمرۂ عقبہ کہا جاتا ہے کہ دونوں پہاڑ کے عقب میں یہ جمرہ واقع تھا۔ (انوار مناسک ص۴۷۴)

رمی کے لئے کنکریاں وادی محسر سے لے لو

(۲)......عن جابر قال : لمّا بلغنا وادی مُحسر ، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : خذوا حصی الجمار من وادی محسّر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۷ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث :۱۳۶۲۲)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جب ہم لوگ وادی محسر میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں وادی محسر سے لے لو۔

وادی محسر

تشریح:......''مـحسّر'' یہ منی اور مزدلفہ کے درمیان ایک نشیبی میدان ہے۔ یہ منی اور مزدلفہ کے درمیان برزخ ہے، نہ اِس میں شامل ہے، نہ اُس میں۔ اور اسی جگہ پر اصحاب فیل اور ان کے سربراہ بادشاہ ابرہہ پر عذاب نازل ہوا تھا۔ یہ لوگ خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آرہے تھے، مگر اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا اور یہ ناکام ہو گئے۔

(انوار مناسک ص۱۳۴)

اس کا نام ''مـحسّـر'' اس لئے ہے کہ: ہاتھی یہاں رک گئے تھے، یا اس لئے کہ یہاں شیطان نے بصد حسرت وقوف کیا تھا۔ اور زرقانی رحمہ اللہ ''شرح مواہب'' میں لکھتے ہیں کہ: ''مُحَسِّر''، بضم میم و فتح حائے مہملہ و کسر سین مشددہ مہملہ ہے۔

یہاں تیز چلنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے، خواہ سواری پر ہو یا پیدل۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''حتی اتی بطن مُحسر فحرّک قلیلا''۔

(مسلم، باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۲۱۸)

ترجمہ:...... یہاں تک کہ (رسول اللہ ﷺ) بطن محسر کے پاس آ گئے تو آپ ﷺ نے اونٹنی کو ذرا تیز چلایا۔

نوٹ:...... حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاب رحمہ اللہ کی ''حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ'' کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اور ''ابن ماجہ'' کی روایت میں ہے: اور وادی محسر میں (اونٹنی کو) دوڑایا۔(۲۰۰)

راقم کو ''ابن ماجہ'' میں اس طرح کی روایت نہیں ملی۔ ''ابن ماجہ'' میں بھی ''مسلم شریف'' کی روایت ہی طرح کے الفاظ ہیں:

''حتی اتی مُحسرا ، حرّک قلیلا''۔

(ابن ماجہ، باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۳۰۷۴)

واللہ اعلم حضرت رحمہ اللہ نے دوڑانے کا ترجمہ کیوں کیا۔

ابن قیم رحمہ اللہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ایسی جگہ سے گذرتے جہاں عذاب الٰہی نازل ہوا ہو تو تیزی کے ساتھ گذر جاتے، اس وادی محسر میں بھی ہاتھیوں والے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا۔

ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائل یہاں جمع ہوتے اور اپنے آباء واجداد کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، لہذا ان کی مخالفت کے طور پر شریعت اسلامیہ میں یہ مستحب قرار پایا کہ یہاں سے جلدی گذرا جائے۔

(زادالمعاد ص۲۷۴ ج۱)

اور اسنوسی کہتے ہیں کہ: یہاں سے تیز گذرنے کی وجہ یہ ہے کہ: بقول رافعی رحمہ اللہ:

نصاریٰ یہاں وقف کیا کرتے تھے۔اور بقول وسیط عرب یہاں ٹھہرتے تھے،ہمیں ان کی مخالفت کاحکم دیا گیا۔

اوروہ کہتے ہیں کہ:اس کی حکمت کے بارے میں مجھے ایک اور بات ظاہر ہوئی ہے،وہ یہ کہ یہاں اصحاب فیل پرعذاب نازل ہوا تھا۔یہ ایک قول ہے،مگرصحیح قول اس کے خلاف ہے،کیونکہ اصحاب فیل حرم میں داخل نہیں ہوسکے،بلکہ حرم کے قریب ہلاک ہوئے،دراصل یہاں ایک آدمی نے شکار کیا تھا،آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اس شکاری کو خاکستر کر ڈالا،اسی لئے اہل مکہ اس مقام کا نام''وادیٔ نار'' رکھتے ہیں۔

اورنووی رحمہ اللہ نے صرف قصہ اصحاب فیل ہی کو وجہ تسمیہ میں ذکر کیا ہے،چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:یہ نام یوں پڑا کہ اصحاب فیل یہاں تھک کرعاجز رہ گئے تھے۔

اورابن حجر رحمہ اللہ نے''شرح مناسک نووی'' میں اس مقام میں تیز رفتاری کے وجوہ بسط سے بیان کئے ہیں۔اورفرماتے ہیں کہ:اصحاب فیل پرعذاب کا نزول تو اس جگہ ہوا تھا جوعرفہ کے محاذی ہے،اور جسے''مُغَمِّسْ''(دوسری میم کے فتحہ کے ساتھ،اورکبھی مکسور بھی پڑھی جاتی ہے) کہا جاتا ہے،بلکہ معروف یہ ہے کہ اصحاب فیل حرم میں داخل ہی نہیں ہونے پائے تھے،جیسا کہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے جزم (یقین) کے ساتھ ذکر کیا ہے،.....الخ

ان معروف روایات کے جن میں وادی محسر میں تیز چلنا مذکور ہے،وہ روایت منافی نہیں جو''ابوداؤد'' نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے،وہ فرماتے ہیں کہ:آنحضرت ﷺ نہایت سکون کے ساتھ عرفہ سے چلے(الحدیث)اسی میں عرفہ سے چلنے کے بعد کا قصہ یوں نقل کیا ہے کہ:پھرآنحضرت ﷺ نے اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کوسوار کیا،اورارشادفرمایا:اے لوگو!گھوڑوں اوراونٹوں کودوڑنا کوئی نیکی

نہیں، پس سکون کو لازم پکڑو۔ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: پس میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو قدم اٹھاتے (یعنی دوڑتے) ہوئے نہیں دیکھا۔

بظاہر یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں ''وادی محسر'' میں تیز رفتاری کا ذکر ہے۔نووی رحمہ اللہ ''شرح مہذب'' میں لکھتے ہیں کہ: اس کے دو جواب ہیں:

ایک یہ کہ:......اس حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ آپ ﷺ نے محسر میں بھی تیز رفتاری کو ترک فرمایا تھا، لہذا یہ حدیث ان احادیث کے معارض نہیں جن میں تیز رفتاری کی تصریح ہے۔

دوسرے یہ کہ:......اس میں تیز رفتاری کے ترک کی تصریح بھی ہوئی تب بھی تیز رفتاری کے ثبوت کی روایات دووجہ سے مقدم تھیں۔ایک یہ کہ: ان میں اثبات ہے، اور وہ نفی پر مقدم ہے۔دوسری یہ کہ: وہ کثرت رواۃ' صحت سند اور شہرت میں اس سے بڑھ کر ہیں، لہذا وہ مقدم ہوں گی۔(حجة الوداع و عمرات النبی صلی الله علیه وسلم (اردو)ص۲۰۱)

وادی محسر کی حدود کی تعیین کے لئے منی اور مزدلفہ کے درمیان بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں، یہ جگہ حدود حرم میں شامل ہے، البتہ مشعر نہیں ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ ص۱۱۸/۱۱۹)

رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لینا

(۳)......عن مجاهد قال : کان یحمل الحصی من المزدلفة لرمی من الجمار۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۷ج۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۳)

ترجمہ:......حضرت مجاہد رحمہ اللہ رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لیا کرتے تھے۔

(۴)......عن مكحول قال : خذه من المزدلفة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۶)

ترجمہ:......حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کنکریاں مزدلفہ سے اٹھاؤ۔

(۵)......عن بكر انه كان يحمل حصى الجمار من المزدلفة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۷)

ترجمہ:......حضرت بکر رحمہ اللہ رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھایا کرتے تھے۔

(۶)......عن القاسم : انه كان يأخذ حصى الجمار من المزدلفة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۹)

ترجمہ:......حضرت قاسم رحمہ اللہ جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھایا کرتے تھے۔

(۷)......عن محمد قال : الذى يرمى يأخذ الحصى من جمع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۷ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۵)

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے رمی کرنی ہو وہ مزدلفہ سے کنکریاں اٹھائے۔

مزدلفہ کو ''جمع'' کہنے کی وجہ

تشریح:......مزدلفہ کو ''جمع'' کہا جاتا ہے،اوراس کا نام ''جمعا'' بھی ہے۔اس لئے کہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت حوا علیہا الصلوۃ والسلام کے ساتھ اکٹھے ہوئے تھے۔پھر حضرت حوا علیہا الصلوۃ والسلام سے مقاربت کی۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:اس کا نام ''جمعا''اس وجہ سے ہے کہ: یہاں نماز مغرب اور نماز عشا جمع کی جاتی ہیں۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس جگہ لوگ جمع ہوتے ہیں،اس لئے اس کا نام ''جمعا'' ہے۔(فتح الملہم ص ۲۸۷ ج ۳۔عمدۃ المناسک ص ۴۶۲)

جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو

(۹)......قال سعید بن جبیر : خذوا الحصی من حیث شئتم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۴)

ترجمہ:......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو۔

(۱۰)......عن الشعبی قال : خذ حصی الجمار من حیث شئت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۲)

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جہاں سے چاہو کنکریاں اٹھالو۔

(۱۱)......عن عطاء قال : خذہ من حیث شاء۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۸ ج ۸، فی تزود الحصی من جمع ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۸)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جہاں سے چاہو (رمی کے لئے) کنکریاں اٹھاؤ۔

عرفات کے راستے سے کنکریاں اٹھانا

(۱۲)......عن عبد الرحمن بن الاسود قال : كنا نلتقط للاسود حصى و نحن منطلقون الى عرفات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۰)

ترجمہ:......حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت اسود رحمہ اللہ کے لئے کنکریاں اٹھاتے تھے جب ہم عرفات جارہے تھے۔

جمرات کے پاس سے کنکریاں لینا

(۱۳)......عن محمد بن عبد الرحمن ابن يزيد ، عن ابيه قال : افضت مع عبد الله ، فلما انتهينا الى الجمرة ، قال : اُلقُط لى ، فناولته سبع حصيات۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۸ ج۸، فی تزود الحصی من جمع ،کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۳۶۳۱)

ترجمہ:......حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کے والد فرماتے ہیں: میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عرفہ سے منیٰ آیا، جب ہم جمرات کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: میرے لئے کنکریاں جمع کرو، میں نے ان کے لئے سات کنکریاں اکٹھی کیں۔

(۴)......روضہ اقدس پرصلوۃ وسلام کے الفاظ؟

مدینہ شریف جائے تو آپ ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر سلام پڑھے

جب بھی مدینہ منورہ حاضری ہو تو آپ ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر درود وسلام پڑھے اور دعا کرے۔حدیث شریف میں ہے:

(۱)......اخبرنا مالک اخبرنا عبد الله بن دینار: انّ ابن عمر رضی الله عنهما کان اذا اراد سفرا أو قدم من سفر جاء قبر النبی صلی الله علیه وسلم فصلی علیه و دعا ثم انصرف۔

(مؤطاالامام محمد ص۳۹۶ (مترجم اردو ص۴۵۸)، باب قبر النبی صلی الله علیه سلم وما یستحب من ذلک ، رقم الحدیث :۹۴۶)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے ہمیں خبر دی کہ:ہمیں حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ نے بتلایا کہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی مدینہ منورہ سے سفر فرماتے یا واپس آتے تو نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور درود وسلام پڑھتے اور دعا کرتے پھر گھر جاتے۔

سلام کے لئے بہتر اور افضل الفاظ

سلام کے الفاظ مختلف روایات میں مختلف الفاظ سے آئے ہیں۔احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ:روضۂ اقدس پر سب سے اعلی سلام یہ ہے:

’’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه‘‘

اس لئے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرات

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا سلام انہیں الفاظ میں منقول ہے۔

حضرات شیخین اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے سلام کے الفاظ

(۲)......حدثنی موسی بن محمد بن ابراھیم قال : وجدتُّ کتابًا بخطِّ أبی فیه ، انّه لـمّا کُفِّن رسول الله صلی الله علیه وسلم و وُضع علی سریره دخل ابو بکر و عمر رضی الله عنهما و معهما نفر من المهاجرین والانصار بقدر ما یسع البیت فقالا : اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ ، وسلَّم المهاجرون والانصار کما سلَّم ابو بکر وعمر رضی الله عنهما۔

(حیاۃ الصحابہ ص۵۱۰ ج۲، حدیث سهل بن سعد رضی الله عنه فی ذلک ، الباب التاسع : باب خروج الصحابة من الشهوات النفسانية)

ترجمہ:......حضرت موسی بن محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے اپنے والد کی لکھی ہوئی یہ تحریر ملی کہ: جب حضور ﷺ کو کفن پہنا دیا گیا اور انہیں چار پائی پر رکھ دیا گیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اندر تشریف لائے اور ان کے ساتھ اتنے مہاجرین وانصار بھی تھے جو اس کمرے میں آسکتے تھے۔ ان دونوں حضرات نے کہا: ’’ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ ‘‘ پھر ان ہی الفاظ کے ساتھ مہاجرین اور انصار نے سلام کیا۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص۵۳۰ ج۲،حضور ﷺ پرنماز جنازہ پڑھے جانے کی کیفیت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلام کے الفاظ

(۳)......عن علی رضی الله عنه قال : لمّا وُضع رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السّریر قال : لا یقوم علیه احد هو امامکم حیًّا وّ میّتًا ، فکان یدخل النّاس رسلا

رسلا ، فیُصلّون علیه صفًّا صفًّا لیس لهم امام و یُکبِّرون ، و عَلِیٌّ قائم بحِیال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول : اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔

(کنز العمال ، الشمائل ، متفرقات الاحادیث التی تتعلق بوفاته صلی الله علیه وسلم و غسله و تکفینه و صلوة الناس علیه بعد دفنه و وقت الدفن ، رقم الحدیث :۱۸۷۹۴)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ کو چارپائی پر رکھ دیا گیا تو میں نے کہا: حضور ﷺ کی نماز جنازہ کا کوئی امام نہیں بنے گا، کیونکہ حضور ﷺ جیسے زندگی میں تمہارے امام تھے ایسے ہی انتقال کے بعد بھی تمہارے امام ہیں، اس پر لوگ جماعتوں کی صورت میں داخل ہوتے اور صفیں بنا کر تکبیریں کہتے اور ان کا کوئی امام نہ ہوتا، اور میں حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہتا جاتا: ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سلام کے الفاظ

(۴)......ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : من السنة ان تأ تی قبر النبی صلی الله علیه وسلم من قِبَل القبلة ویجعل ظهرک الی القبلة و تستقبل القبر بوجهک ثم تقول : اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔

(مسند الامام الاعظم للحافظ ابی محمد الحارثی ص۲۱۵ج۱ ، رقم الحدیث :۱۸۳۔ مسند الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان ، من روایة العلامة الحصکفی ۔مسند امام اعظم مترجم اردو ص۳۰۶، باب زیارة قبر النبی صلی الله علیه سلم)

ترجمہ:......حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسنون طریقہ یہ ہے کہ: نبی کریم ﷺ کی قبر

شریف پر قبلہ کی جانب سے آئے ،قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور قبر شریف کی طرف اپنا چہرہ کرے اور پھر کہے:’’ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُهُ‘‘۔

(۵)......عن نافع قال : کان ابن عمر رضی الله عنهما اذا قدم من سفر أتی قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أبَتَاہ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۷۶ ج۳، باب السلام علی قبر النبی صلی الله علیه سلم ، کتاب الجنائز رقم الحدیث :۶۷۲۴)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے تو نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور فرماتے:

’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أبَتَاہ‘۔

(۶)......عن نافع قال : أن ابن عمر رضی الله عنهما کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم أتی القبر فقال : اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أبَتَاہ۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۰۴ ج۱۰، باب زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۰۳۶۶)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے تو مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے پھر قبر اطہر کے پاس حاضر ہوتے اور فرماتے:

’اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أبَتَاہ‘۔

تشریح:......قاضی عیاض رحمہ اللہ نے’’شفاء‘‘میں یہ روایت نقل کی ہے کہ:

(۷)......و قـال نـافـع : كان ابن عمر رضى الله عنهما يسلم على القبر ، رأيته مائة مـرة و اكثر يجى ء الى القبر فيقول : " اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه و سلم ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِىْ۔

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبر شریف پر سلام پیش فرماتے تھے، میں نے ان کو سو سے زیادہ مرتبہ دیکھا قبر اطہر کے پاس حاضر ہوتے اور فرماتے : اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِىْ۔

(الشفا بتعريف حقوق المصطفى ص۳۲۳، الفصل التاسع فى حكم زيارة قبره صلى الله عليه وسلم ، و فضيلة من زاره و سلم عليه و كيف يسلم و يدعو)

(۸)......قـال مالک – فى رواية ابن وهب – : يقول المسلّم : اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔(حوالۂ بالا)

ترجمہ:......حضرت امام مالک رحمہ اللہ–حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق– فرماتے ہیں کہ: (قبر اطہر پر) سلام پڑھنے والا کہے : اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول الفاظ میں ترجیح کن کو؟

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرات مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم روضۂ اقدس پر سب ان الفاظ سے پڑھتے تھے۔'' اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه''

صرفحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے'' اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه '' کے الفاظ

منقول ہیں۔

اس لئے اس طرح بھی سلام پڑھنا جائز ہے،مگرافضل اور بہتر وہی ہے جو اکثر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں۔

پھرحضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دونوں طرح کے الفاظ منقول ہیں،مگر ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه '' کے الفاظ فعلی روایت سے ثابت ہیں،اور'' اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه '' کے الفاظ قولی روایت سے،اورقولی روایت کو فعلی روایت پرترجیح حاصل ہوتی ہے۔

پھر'' مصنف ابن عبدالرزاق'' کی روایت میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ: یہ صرف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل تھا،اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه'' کے الفاظ سے سلام نہیں پڑھتے تھے۔

(۵)......عن نافع قال : كان ابن عمر رضی الله عنهما اذا قدم من سفر أتی قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال : اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اَبَا بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا أَبَتَاه ، ..... قال معمر : فذكرت ذلک لعبيد الله بن عمر ، فقال : ما نعلم احدا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فعل ذلک الا ابن عمر۔

(مصنف عبدالرزاق ص۵۷۶ ج۳، باب السلام علی قبر النبی صلی الله علیه سلم ، کتاب الجنائز رقم الحدیث :۶۷۲۴)

منقول سلام کے الفاظ

(۱)......اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔

(۲)......اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَبَتَاهُ۔

(۳)......اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عُمَرَ۔

(وفاء الوفاص۱۰ ۴ج۲، الفصل الثانی فی بقیة ادلة الزیارة و ان لم تتضمن لفظ الزیارة نصا)